سیرت ازواج مطہرات

حیات وخدمات

www.KitaboSunnat.com

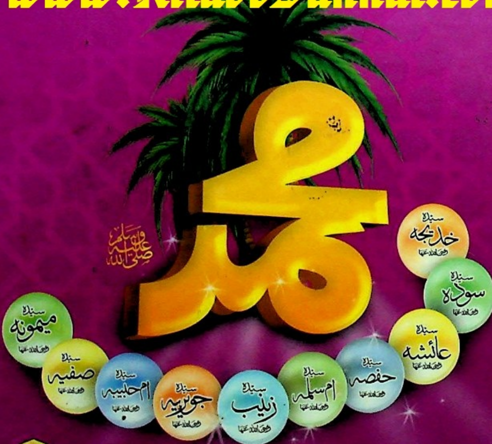

مکتبہ اسلامیہ
MAKTABA ISLAMIA

ڈاکٹر تفضیل احمد ضیغم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

سیرت ازواجِ مطہرات

حیات و خدمات

ڈاکٹر تفضیل احمد ضیغم

مکتبہ اسلامیہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کتاب

سیرت ازواج مطہرات

تالیف

ڈاکٹر تفضیل احمد ضیغم

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

ناشر ---------------------- محمد سرور عاصم

اشاعت ---------------------- 2016ء

ملنے کا پتا

مکتبہ اسلامیہ

لاہور: ہادیہ حلیمہ سینٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
042-37244973 - 37232369

فیصل آباد: بیسمنٹ سمٹ بینک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد
041-2631204 - 2641204

Ph 0300-8661763 ، 0321-8661763
www.facebook.com/maktabaislamia1
maktabaislamiapk@gmail.com
www.maktabaislamiapk.com
www.maktabaislamiapk.blogspot.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب
سیرت ازواج مطہرات

تالیف
ڈاکٹر تفضیل احمد ضیغم

ناشر ------------------ محمد سرور عاصم
اشاعت ------------------ 2016ء

ملنے کا پتا

مکتبہ اسلامیہ

لاہور: بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
042-37244973 - 37232369

فیصل آباد: بیسمنٹ سمٹ بینک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد
041-2631204 - 2641204

0300-8661763 ، 0321-8661763
www.facebook.com/maktabaislamia1
maktabaislamiapk@gmail.com
www.maktabaislamiapk.com
www.maktabaislamiapk.blogspot.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ

لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ

وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا

"اے نبی (ﷺ) کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو، اگر تم اللہ سے ڈرنے والی ہو تو کسی (بھی غیر محرم) سے نرم لہجے میں بات نہ کیا کرو کیونکہ جس شخص کے دل میں مرض (برا خیال) ہے وہ کوئی غلط امید لگا بیٹھے گا لہٰذا قاعدہ کے مطابق بات کیا کرو"۔ (الاحزاب: 32)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فہرست

عرض ناشر 12

حرفِ تمنا 14

◆ ازواج مطہرات کا تعارف 16

◆ تعدد ازواج کی حکمت 19

❖ نکاح ام المومنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا اور امن عام 21

❖ ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے فوائد 22

❖ نکاح ام المومنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اور دینی فوائد 22

❖ ام المومنین سیدہ عائشہ وحفصہ رضی اللہ عنہما کے نکاح میں دینی فوائد 22

❖ کیا دنیا میں صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ہی زیادہ تھیں؟... 23

❖ قانون 23

❖ مذہب 24

◆ ہندو مذہب اور تعدد ازواج 25

❖ منہاج نبوت اور تعدد ازواج 26

◆ جلیل القدر انبیاء اور تعدد ازواج 27

❖ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی تین بیویاں 27

❖ سیدنا یعقوب علیہ السلام اسرائیل کی چار بیویاں 27

❖ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی چار بیویاں 27

❖ سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر لاتعداد بیویوں کا جواز 27

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

❖ سیدنا داود علیہ السلام کی بیویاں 28
❖ سیدنا سلیمان علیہ السلام کی ایک ہزار عورتیں 29
❖ اُمہات المومنین کی شان وعظمت 30
❖ لفظ ازواج کے لغوی معنی 31
❖ ازواج مطہرات کی رہائش گاہیں 41
❖ ازواج مطہرات اہل بیت سے ہیں 44
❖ کیا آپ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی تھی؟ 48
❖ ازواجِ مطہرات کا عہدِ فاروقی میں حج کرنا 55
❖ ازواجِ مطہرات کی زندگی پر مع نقشہ ایک تاریخی نظر 59
◆ ام المومنین سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا 60
❖ نام ونسب 61
❖ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شادی 61
❖ مکہ کی رئیسہ شعب ابی طالب میں 70
❖ غمگسار بیوی کا وقت رخصت 70
❖ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے فضائل احادیث کی روشنی میں 71
❖ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت 72
❖ آپ کو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ایک ایک ادا یاد تھی 73
❖ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو رب تعالیٰ اور جبریل امین کا سلام 74
❖ اُمت کی بہترین عورت 75
❖ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا ہار اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی یادیں........ 75
❖ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بیٹیاں 77
❖ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا 78
❖ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا 84

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

❖ سیدہ اُم کلثوم رضی اللہ عنہا 87
❖ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا 89
❖ سیدنا علی و فاطمہ رضی اللہ عنہما کی ناراضی 103
❖ مقام و مرتبہ 106
❖ فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے 106
❖ اُمت کی عورتوں کی سردار عورت 107
❖ جس نے فاطمہ کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی 109
❖ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اہل بیت میں شامل ہیں 110
❖ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے محبت 111
❖ والد کی وفات کا غم 112
❖ میراثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اختلاف 113
❖ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا موقف 114
❖ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا موقف 115
❖ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا جلیل القدر صحابہ کی موجودگی میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ
کے موقف کی تائید کرنا 119
❖ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات 123
◆ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف ایک ہی بیٹی تھی؟ 125
❖ آپ کی ایک سے زائد بیٹیوں کا ثبوت قرآن سے 125
❖ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیوں کا ثبوت شیعہ کتب سے 126
❖ بنات ثلاثہ کا انکار کرنے والے شیعہ عالم پر شیعہ ناقدین کا رَد 131
◆ ام المومنین سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا 133
❖ نام و نسب 133
❖ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں 133

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

❖ حلیہ 138
❖ زہد وتقویٰ 140
❖ خوش مزاجی 141
❖ وفات 143
◆ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا 144
❖ رسول ﷺ کی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت 147
❖ جب تو مجھ سے ناراض ہوتی ہے تو۔۔۔ 147
❖ اے اللہ! مجھ پر سانپ مسلط کردے 148
❖ محبت کا ایک اور انداز 150
❖ چاہتوں بھری کہانیاں 150
❖ حبشیوں کا کھیل دیکھنا 155
❖ آپ کے ہوتے ہوئے والدین کو نہ دیکھوں گی 156
❖ پیالے کو توڑ دینا 157
❖ کیا تو اس سے محبت نہیں کرتی جس سے میں کرتا ہوں؟ 158
❖ مجھے عائشہ کے بارے میں تکلیف نہ دو 161
❖ وقتِ رخصت محبتوں کے سلسلے 162
❖ بوقتِ وفات سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہونٹوں سے لگی مسواک استعمال کرنا 164
❖ مقام سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا احادیث کی روشنی میں 166
❖ جبریل امین علیہ السلام کی جانب سے ہدیہء سلام 166
❖ خاندان ابی بکر! یہ تمہاری کوئی پہلی برکت تو نہیں ہے 167
❖ پاکدامنی کی گواہی بزبانِ الٰہی 168
❖ دنیا اور آخرت میں بیوی 174

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❖ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا علمی مقام 174

❖ زمین والوں میں سب سے زیادہ جاننے والی شخصیت کے متعلق سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی گواہی 174

❖ مجھے آپ کے علمِ طب پر تعجب ہے! 177

❖ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات 178

❖ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھے گئے چند علمی سوالات 186

❖ دینی مسائل میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی رہنمائی کے چند واقعات 197

❖ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا فہم 201

❖ جبریل امین علیہ السلام کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے حیا کرنا 203

❖ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی سخاوت 206

❖ خصائص سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا 209

❖ وفات 211

❖ مرویات 211

◆ ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا 212

❖ خاندانی فضائل 214

❖ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے فضائل 221

❖ پارسائی میں جبریل امین علیہ السلام کی گواہی 222

❖ چند اہم واقعات 223

❖ واقعہ ایلاء 223

❖ واقعۂ تحریم 228

❖ دینی فہم اور فقہی بصیرت 230

❖ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب کی چاہت 231

❖ آخری لمحات 232

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

◆ ام المومنین سیدہ ام سلمہ ؓ 234
❖ فہم وفراست 243
❖ اہم فقہی مسائل پر سیدہ اُم سلمہ ؓ سے مروی روایات 247
❖ وفات 256
◆ ام المومنین سیدہ زینب بنت جحش ؓ 257
❖ نام ونسب 257
❖ خاندان کا تعارف 257
❖ سیدنا زید ؓ سے نکاح 257
❖ نبی کریم ﷺ کا پیغامِ نکاح 261
❖ دعوت ولیمہ 263
❖ نکاح زینب ؓ کے معاشرتی اثرات 266
❖ ہندو اعتراضات 270
❖ مولانا ثناء اللہ امرتسری ؒ کا مدلل جواب 271
❖ عرب علماء کی رائے 277
❖ سیدہ زینب ؓ کے خصائل 281
❖ سیدہ زینب ؓ کے امتیازی فضائل 283
❖ وفات 284
◆ ام المومنین سیدہ جویریہ بنت حارث ؓ 285
❖ حرم نبوی ﷺ میں آمد 286
❖ حارث بن ابی ضرار بارگاہِ رسالت میں 288
❖ شوقِ عبادت 290
❖ وفات 291

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

◆ ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا 292
❖ نام ونسب 292
❖ حرم نبوی ﷺ میں آمد 293
❖ ابوسفیان کا اظہار بے بسی 296
❖ پاکیزہ اخلاق 296
❖ حدیث سے محبت 297
❖ انمول واقعہ 299
❖ بوقت وفات سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے گفتگو 299
❖ وفات 300
◆ ام المومنین سیدہ صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ عنہا 301
❖ نام ونسب 301
❖ رسول اللہ ﷺ کے عقد نکاح میں 301
❖ رسول اللہ ﷺ سے محبت 310
❖ وفات 314
◆ ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا 315
❖ خاندان کا تعارف 315
❖ رسول اللہ ﷺ سے نکاح 316
❖ کیا یہ نکاح حالت احرام میں ہوا؟ 317
❖ نیکی کا شوق 320
❖ علمی فہم اور اہم فقہی مسائل پر چند روایات 321
❖ وفات 326
◆ مصادر ومراجع 328

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عرضِ ناشر

الحمدللّٰہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علیٰ رسوله الأمین، أما بعد:

نبی کریم ﷺ کی بیویاں امہات المومنین وازواجِ مطہرات جیسے پاکیزہ لقب سے ملقب ہیں اور بڑی منفرد شان کی حامل ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ان کی عظمت و رفعت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ ﴾ (الأحزاب: ۳۲)

''اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔''

یعنی تمہاری حیثیت و منزلت عام عورتوں کی سی نہیں، بلکہ اللہ نے تمہیں رسول اللہ ﷺ کی زوجیت کا جو شرف عطا فرمایا ہے اس کی وجہ سے تمھیں ایک امتیازی مقام حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر الزام لگا تو اللہ رب العزت نے آسمان سے ان کی پاکیزگی کی گواہی میں قرآن نازل فرما دیا جو ان کی بہت بڑی عظمت کی دلیل ہے۔

آج جہاں بہت سے غیر مسلم نبی کریم ﷺ کی گھریلو زندگی کو تنقید کا نشانہ بناتے ہیں وہاں کئی اسلام کے نام لیوا بھی اس بارے میں قلم و زبان دراز کیے ہوئے ہیں، لہٰذا وقت کی اہم ضرورت تھی کہ ان پاکباز ہستیوں کی سیرت سے متعلق قلم کو جنبش دی جائے اور ایک ایسی کتاب مرتب ہو جس میں ان کے فضائل و مناقب کے ساتھ ساتھ اس سلسلے میں کیے گئے اعتراضات کے بھی مدلل و مسکت جوابات دیے جائیں۔ اس بات کا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ادراک کرتے ہوئے نوجوان اسکالر ڈاکٹر تفضیل احمد ضیغم ﷾ نے خوب محنت سے زیر نظر تالیف ''ازواج مطہرات'' کو مرتب کیا جس میں انھوں نے ترتیب وار امہات المومنین کی سیرت کو دل آویز انداز میں تحریر کیا ہے۔ علاوہ ازیں تعددِ ازواج کی حکمت بیان کرتے ہوئے اس سلسلے میں وارد غلط فہمی کا بھی ازالہ کیا ہے۔ بعض حضرات نبی کریم ﷺ کی ایک سے زائد بیٹیوں کو تسلیم کرنے سے انکاری ہیں، چنانچہ مولف نے بڑی خوبصورتی سے ناقدین کا ناطقہ بند کیا ہے۔ جزاہ اللّٰہ خیرًا

بہرصورت اس موضوع پر اس سے بہتر اور آسان فہم تحریر شاید ہی قارئین کو میسر آئی ہو۔ ادارے کے رفقاء مولانا کاشف الرحمن سیف اور قاری عمر فاروق راشد نے بھرپور محنت سے تصحیح و تنقیح کے مرحلے سے گزرا، اسی طرح کمپوزنگ سیکشن کے حضرات محمد ذیشان مشتاق اور عبدالواسع صاحب کی کاوشیں بھی لائق تحسین ہیں۔

اللہ رب العزت ان تمام حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ہماری اس محنت کو شرف قبولیت سے نوازے۔ آمین۔

محمد سرور عاصم
مدیر مکتبہ اسلامیہ
لاہور۔ فیصل آباد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حرفِ تمنا

ازواجِ مطہرات کی شان وعظمت اور مجھ سے گناہ گار کا قلم، میں تو اپنی قسمت پر رشک کر رہا ہوں۔ چند ٹوٹے پھوٹے الفاظ کے ساتھ صرف اس ارادے سے میں نے محبت کی مالا پرونے کی کوشش کی ہے کہ میرا نام بھی ثنا خوانِ خانوادۂ رسول ﷺ میں لکھا جائے۔ جیسے کسی درسگاہ کا کم تر اور نکما طالب علم بھی اپنی نسبت ادارے سے جوڑتا ہے اور اس ادارے کا ہی طالب علم کہلاتا ہے، گلستان میں بکھری حقیر گھاس بھی اپنا رشتہ چمن سے جوڑتی ہے اسی طرح خانوادۂ رسول ﷺ کے ثنا خوانوں کی جب فہرست تیار ہو گی تو سب سے آخری نام بھی فہرست کا نام ہی شمار ہوگا۔ میرے قلم میں اگرچہ ادیبوں کی سی آب وتاب نہیں اور میرے قلم میں وہ قوت بھی نہیں کہ ازواج مطہرات کی شان و عظمت کا احاطہ کر سکے، لیکن وہ قلم عظیم ہے جو دنیا کے شاہ و وزیر کی قصیدہ آرائی کی بجائے امہات المومنین کی ثنا خوانی کے لیے اٹھے۔ سیدہ امی عائشہ رضی اللہ عنہا کے جوتوں کی خاک میری آنکھوں کا سرمہ، کاش! میدانِ محشر میں مجھ جیسے نکمے کو ثنا خوان اہل بیت میں شمولیت کا اعزاز مل جائے۔ خواہ تا قیامت لکھنے والوں میں سب سے آخری نام ہی ہو۔

آدمی اتنی دیر تک مومن قرار نہیں پاتا جب تک وہ اپنی جان سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ سے محبت نہ کرے۔ اس محبت کا دوسرا رُخ یہ بھی ہے کہ اسے اپنی اولاد سے بڑھ کے رسول اللہ ﷺ کی اولاد عزیز ہو اور اسے اپنی حقیقی ماں سے بڑھ کر اُمہات المومنین سے محبت ہو۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور اس نے پوچھا: یارسول اللہ! لوگوں میں سب سے زیادہ میرے حسن سلوک کا مستحق کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تیری والدہ۔'' دریافت کیا: پھر کون؟ فرمایا: ''تیری والدہ۔'' پوچھا: پھر کون؟ آپ نے فرمایا: ''تیری والدہ۔'' اس نے پوچھا: پھر کون؟ آپ نے فرمایا: ''تیرا باپ۔'' (صحيح البخاري: ٥٩٧١)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ماں وہ عظیم ہستی ہے جو حسن سلوک کی سب سے زیادہ مستحق ہے۔ حقیقی ماں کی طرف اُٹھنے والی انگلی بندے سے برداشت نہیں ہوتی۔ اگر واقعتاً کسی بندے کے خون میں غیرت وحمیت کا مادہ موجود ہوتو وہ اپنی ماں کی توہین میں ایک کلمہ بھی برداشت نہیں کرتا۔ اس کے تن وبدن میں آگ لگ جاتی ہے، وہ اس انگلی کو توڑ دینا چاہتا ہے جو اس کی ماں کی جانب اُٹھے۔ اُمہات المومنین ہماری وہ مائیں ہیں جن سے ہمارا ایمانی رشتہ ہے جو ہمارے پیغمبر ﷺ کی عزت ہیں۔ اگر ہم حقیقی ماں کا دفاع ضروری سمجھتے ہیں تو اُمہات المومنین کا کیوں نہیں......؟

زیر نظر کتاب کی تالیف کا سبب وہ اعتراضات ہیں جو ہندو اور دیگر غیر مسلموں کی جانب سے ازواجِ مطہرات پر کیے گئے ہیں اور ان اعتراضات کے پس پردہ کائنات کی عظیم ہستی سیدنا محمد ﷺ کی شان میں تنقیص کی جسارت ہے۔ یہ اعتراضات چاند کی جانب تھوکنے کے مترادف ہیں۔ چاند تو اپنی آب وتاب سے چمکتا رہے گا، البتہ تھوک اس آدمی کے منہ پر گرے گا جو چاند کی جانب تھوکے گا۔ خانوادۂ رسول ﷺ کا تذکرہ تاقیامت چاند کی مانند چمکتا رہے گا۔ لیل ونہار کی گردشیں اور غیر مسلموں کی عداوتیں کبھی اس روشنی کو گہنا نہیں سکیں گی۔ ان شاء اللہ!

مٹ رہے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

اس مختصر کتاب میں امہات المومنین کی پاکیزہ سیرت کو اختصار کے ساتھ بیان کرنے کے ساتھ ساتھ ان اعتراضات کے جوابات بھی دیے گئے ہیں جو غیر مسلموں اور بعض شیعہ حضرات کی جانب سے کیے گئے ہیں اور اس کتاب میں خواتین کے لیے بھی راہ عمل موجود ہے کہ وہ امہات المومنین کی سیرت پر عمل کرکے اپنی زندگی کو دنیا اور آخرت میں کامیاب بنا سکتی ہیں۔ قارئین کی خدمت میں گزارش ہے کہ مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ میرا اور آپ کا حامی وناصر ہو۔

تفضیل احمد ضیغم
۲۱-۵-۲۰۱۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ازواج مطہرات کا تعارف

قبل از نبوت سب سے پہلی خاتون سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا عتیق بن عائذ مخزومی کے نکاح میں تھیں جس کی آپ سے بچی ہند پیدا ہوئی۔ عتیق کی موت کے بعد آپ سے ابوہالہ بن نباش بن زرارہ تمیمی جو بنوعبدالدار کا حلیف تھا نے نکاح کیا جس کا آپ سے ایک لڑکا ہند پیدا ہوا۔ پھر آپ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا۔ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ۲۵ سال تھی اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس سال تھی۔ آپ کے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے قاسم و طاہر پیدا ہوئے لیکن دونوں قبل از نبوت فوت ہو گئے۔ پھر سیدہ زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ عنہن پیدا ہوئیں۔ سب سے بڑی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا ہیں جو ابوالعاص بن ربیع کے نکاح میں تھیں۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے چھوٹی سیدہ رقیہ ہیں جن کا نکاح عتیبہ بن ابی لہب سے ہوا، لیکن رُخصتی سے قبل ہی اس نے طلاق دے دی۔ پھر ان کا نکاح نبوت کے بعد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا سے چھوٹی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا ہیں جن سے سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے بعد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا اور سب سے چھوٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں جن کا نکاح سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات ۱۰ رمضان المبارک ۱۰ نبوی میں ہجرت سے تین سال قبل ۶۶ سال کی عمر میں ہوئی۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ سودہ بنت زمعہ عامریہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ اس سے قبل سیدہ سودہ سیدنا سکران بن عمرو رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ وہ ان کو لے کر حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے تھے، پھر مکہ آ گئے اور مکہ میں آ کر فوت ہو گئے۔ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان ۱۰ نبوی میں ہجرت سے قبل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نکاح کرلیا۔ پھر آپ نے سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کو رمضان ۱۰ نبوی میں مدینہ بلوا لیا اور سودہ رضی اللہ عنہا کے بعد جلد ہی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مکہ میں شوال ۱۰ نبوی میں ۶ سال کی عمر میں نکاح کر لیا۔ پھر ۹ سال کی عمر میں مدینہ میں شوال ہی میں ہجرت کے آٹھویں مہینے میں رخصتی ہوئی جبکہ آپ کی وفات کے وقت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عمر ۱۸ سال تھی۔

پھر آپ نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا اس سے پہلے سیدنا خنیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ ان سے آپ کی اولاد نہیں ہوئی۔ یہ بدر سے واپس آنے کے بعد فوت ہوئے۔ آپ نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے شوال ۳ھ میں ہجرت کے تیسویں ماہ جنگ اُحد سے دو ماہ قبل نکاح کیا۔ پھر آپ نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ یہ اس سے پہلے سیدنا ابو سلمہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ ان سے ان کے ہاں عمر، سلمہ، زینب اور برہ چار بچے پیدا ہوئے اور جنگ اُحد کے بعد سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ مدینہ میں فوت ہو گئے۔ آپ نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اخیر شوال ۴ھ میں نکاح کیا۔ پھر آپ نے سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ اس سے قبل سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا اپنے چچازاد بھائی صفوان ذوالشفر بن مالک بن خذیمہ کے نکاح میں تھیں۔ صفوان جنگ مریسیع میں قتل ہوگیا اور سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مال فے میں آئیں۔ آپ نے انہیں آزاد کر کے نکاح کر لیا۔ جنگ مریسیع شعبان ۵ھ میں پیش آئی۔ پھر آپ نے سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ اس سے قبل یہ سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ لیکن سیدنا زید رضی اللہ عنہ کی سے ان سے اولاد نہ تھی۔ آپ نے ذیقعدہ ۵ھ میں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔

پھر آپ نے ام المساکین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ اس سے قبل وہ طفیل بن حارث بن مطلب کے نکاح میں تھیں۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا آپ کی زندگی میں ہی فوت ہوگئی تھیں۔ پھر آپ نے سیدہ ریحانہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ اس سے قبل سیدہ ریحانہ رضی اللہ عنہا حکم نضری کے نکاح میں تھیں۔ حکم فوت ہوگیا۔ سیدہ ریحانہ رضی اللہ عنہا بھی آپ کی زندگی ہی میں فوت ہوگئی تھیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پھر آپ نے سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ یہ نکاح کے وقت حبشہ میں تھیں۔ آپ نے نجاشی کے پاس آدمی بھیجا کہ وہ ان کا آپ سے نکاح کرا دے۔ سیدنا خالد بن سعید رضی اللہ عنہ نے ولی کے فرائض ادا کیے۔ اس سے قبل وہ عبیداللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں۔ عبیداللہ مسلمان ہو گیا تھا اور دیگر مسلمانوں کے ساتھ ہجرت کر کے حبشہ چلا گیا تھا، لیکن وہاں عیسائی ہو گیا اور اسی پر فوت ہوا۔

پھر آپ نے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ یہ آپ کی لونڈی تھیں۔ آپ نے انہیں آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا۔ اس سے قبل سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سلام بن مشکم کے نکاح میں تھیں لیکن اس نے انہیں طلاق دے دی تھی۔ پھر ان سے کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق نے نکاح کر لیا تھا جو جنگ خیبر میں مارا گیا۔ ان دونوں کی ان سے اولاد نہیں ہوئی۔ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا قموص سے گرفتار کی گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمادی الاولیٰ ۷ھ میں مقام صہباء میں اُن سے خلوت کی۔ پھر سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے ذیقعدہ ۷ھ میں نکاح کیا۔ یہ عمرۃ القضاء کا سال تھا۔ اس سے قبل سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا ابورھم بن عبدالعزیٰ کے نکاح میں تھیں۔ وہ بلا اولاد فوت ہو گئے تھے، پھر آپ نے سیدہ فاطمہ بنت ضحاک بن سفیان کلابیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا، لیکن اس نے آپ سے جانے کی اجازت مانگی۔ آخر کار آپ نے اسے چھوڑ دیا، پھر یہ امہات المومنین کے پاس آیا کرتی تھی اور کہا کرتی تھی کہ میں بدنصیب ہوں، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ نے اسے سفید داغ کی وجہ سے طلاق دے دی تھی۔ یہ نکاح ذیقعدہ ۸ھ میں جعرانہ سے واپس آنے کے بعد ہوا تھا۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ۶۰ھ میں فوت ہوئیں۔ آپ نے سیدہ اسماء بنت نعمان رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور اس سے خلوت نہیں کی۔

ان خواتین کے علاوہ دیگر خواتین سے نکاح کو علماء نہیں مانتے۔ کہتے ہیں: آپ نے قتیلہ بنت قیس سے اور کنانیہ سے نکاح نہیں کیا۔ آپ نے صرف چودہ عورتوں سے نکاح کیا جن میں سے چھ بلاشبہ قرشیہ ہیں: سیدہ خدیجہ، عائشہ، سودہ، ام سلمہ، ام حبیبہ اور حفصہ رضی اللہ عنہن عرب کی عورتوں میں سیدہ زینب بنت جحش، میمونہ، جویریہ، اسماء بنت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نعمان جونیہ، فاطمہ بنت ضحاک کلابیہ، زینب بنت خزیمہ، ریحانہ بنت زید نضر یہ اور صفیہ رضی اللہ عنہن پچھلی دو عورتیں آپ کو مال فے میں ملی تھیں۔

بعض کے ہاں رسول اللہ ﷺ نے تیرہ عورتوں سے شادی کی، ریحانہ کے علاوہ باقی وہی عورتیں ہیں جن کا ہم پیچھے ذکر کر آئے ہیں۔

اکثر کے نزدیک نبی کریم ﷺ نے ۱۴ عورتوں سے نکاح کیا جن میں سے آپ نے جونیہ اور کلابیہ کو طلاق دے دی تھی اور آپ کی زندگی میں سیدہ خدیجہ، زینب بنت خزیمہ ہلالیہ اور ریحانہ نضر یہ رضی اللہ عنہن فوت ہوئیں اور نبی کریم ﷺ نے جو بیویاں چھوڑ کر وفات پائی وہ سیدہ عائشہ، حفصہ، ام سلمہ، ام حبیبہ، سودہ، زینب بنت جحش، میمونہ، جویریہ اور صفیہ رضی اللہ عنہن ہیں۔ ①

بعض نے امہات المومنین کا تذکرہ اشعار کی صورت میں یوں کیا ہے:

تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَنْ تِسْعِ نِسْوَةٍ
إِلَيْهِنَّ تُعْزَى الْمُكْرَمَاتُ وَتُنْسَبُ
فَعَائِشَةُ وَ مَيْمُوْنَةُ وَصَفِيَّةُ
وَجُوَيْرِيَةُ مَعَ سَوْدَةَ ثُمَّ زَيْنَبُ
كَذَا رَمْلَةُ مَعَ هِنْدٍ أَيْضًا وَحَفْصَةُ
ثَلَاثٌ وَسِتٌّ نَظَمَهُنَّ مُهَذَّبُ

رسول اللہ ﷺ نے نو بیویاں سوگوار چھوڑ کر وفات پائی سیدہ عائشہ، میمونہ، صفیہ، جویریہ، سودہ، زینب اور ان کے ساتھ رملہ، ہند اور حفصہ یہ تین اور چھ کل نو ہوئیں جن کا نظم بڑا مہذب ہے۔ ②

تعدد ازواج کی حکمت

رسول اللہ ﷺ کا زیادہ عورتوں سے نکاح کرنے میں بہت سی حکمتیں تھیں۔

① طبقات ابن سعد: ۸ / ۱۷٤۔ ② قرة العين: ۱ /۳٤۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی حیات پاک کو ہمارے لیے نمونہ اور مشعل راہ قرار دیا ہے۔ آپ کی گھر سے باہر زندگی کیسی ہے، اسے بیان کرنے کے لیے صحابہ کرام ؓ کی ایک کثیر تعداد موجود ہے جنہوں نے آپ کی جنگوں کے حالات، تجارت کے مسائل، حقوق و معاملات، آپ کے اسفار، آپ کی مجالس غرض یہ کہ ان تمام حالات و واقعات کو بیان کر دیا جو گھر سے باہر کے تھے۔ لیکن آپ کی گھریلو اور نجی زندگی کو بیان کرنے کے لیے دو چار خواتین ناکافی تھیں۔ آپ کی گھریلو زندگی کو اللہ تعالیٰ نے رہتی دنیا تک محفوظ کر کے لوگوں کی رشد و ہدایت کا سامان بنانا تھا۔ اس لیے باری تعالیٰ نے آپ کو چار سے زیادہ شادیوں کی رُخصت دی بلکہ بعض خواتین کے ساتھ نکاح کی رغبت بھی دی۔ پس گھر میں موجود چند بیویوں نے آپ کی گھریلو زندگی کو ایسے ہی محفوظ کیا جیسے باہر کی زندگی کو ہزاروں صحابہ نے محفوظ کیا۔ کتب احادیث میں ''کتاب الطہارۃ'' کی بنیاد امہات المومنین سے مروی احادیث پر کھڑی ہے۔ قاضی سلیمان منصور پوری ؒ نے تعدد ازواج کی چند حکمتیں ان الفاظ میں بیان فرمائی ہیں:

نبی کریم ﷺ کی مبارک زندگی پر نظر ڈالو کہ ۶۳ سال میں سے ابتدائی ۲۵ سال حضور ﷺ کے کمال تجرد سے گزرتے ہیں۔ جس بزرگ نے ۲۵ سال تک عنفوان شباب اور جوش جوانی کا زمانہ کمال تقویٰ اور نہایت ورع کے ساتھ پورا کیا ہو اور جس کے حسن مردانگی کے کمال نے اعلیٰ سے اعلیٰ خواتین کو اس سے تزویج کا آرزومند کر دیا ہو، پھر بھی ربع صدی تک اس کے تجرد و تفرد پر کوئی شے غالب نہ آئی ہو۔ کیا ایسے شخص کی نسبت اعلیٰ رائے قائم نہیں ہوتی؟ جس مقدس ہستی نے ۲۵ سال سے ۵۰ سال تک کی عمر کا زمانہ ایک ایسی خاتون کے ساتھ بسر کیا ہو جو عمر میں ان سے ۱۵ سال بڑی اور ان سے پیشتر دو شوہروں کی بیوی رہ کر کئی بچوں کی ماں بن کر معمر ہو چکی ہو اور پھر اس ربع صدی کے زمانے میں نبی کریم ﷺ کی دل بستگی و محبت میں ذرا کمی نہ آئی ہو۔ بلکہ اس کی وفات کے بعد بھی ہمیشہ اس کو یاد رکھا ہو، کیا ان کی نسبت کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ اس تزویج کی وجہ وہی تھی جو عام طور پر پرستاران حسن کی شادیوں میں پائی جایا کرتی ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ کی زندگی میں ۵۵ سال کی عمر سے لے کر ۵۹ سال تک کی درمیانی مدت کا پانچ سالہ زمانہ ایسا ہے جب ازواج مطہرات سے حجرات آباد ہوئے تھے۔ اس لیے ہر ایک شخص کو غور کرنا چاہیے کہ زندگی مبارک کے ۵۵ سال بعد رویہ سے بڑھ کر جو عمل ہوا اس کے خاص اسباب کیا تھے؟ خصوصاً جب نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث بھی موجود ہے:

«مَالِيْ فِي النِّسَاءِ مِنْ حَاجَةٍ» ①

''مجھے خواتین میں کوئی حاجت نہیں ہے۔''

غور کرنے سے معلوم ہو جائے گا کہ نبی کریم ﷺ نے جس قدر نکاح کیے ان کی بنیاد فوائد کثیرہ دین، مصالح جمیلہ ملک اور مقاصد حسنہ قوم پر قائم تھی اور ان فوائد و مصالح اور مقاصد کا اس قدیم ترین زمانہ اور عرب جیسے جمود پسند ملک میں حاصل ہونا تزویج کے بغیر ممکن ہی نہ تھا۔

مثلاً سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے نکاح پر غور کرو، ان کا باپ ابوسفیان عمائد قریش میں سے تھا اور قوم کا نشانِ جنگ اس کے گھر میں رکھا ہوتا تھا۔ جب یہ نشان باہر کھڑا کیا جاتا تو تمام قوم پر آبائی ہدایات اور قومی روایات کے اتباع میں لازم ہو جاتا تھا کہ سب کے سب اس جھنڈے کے نیچے فوراً جمع ہو جائیں۔ اُحد، حمراء الاسد، بدر الاخریٰ اور احزاب وغیرہ کی لڑائیوں میں ابوسفیان ہی اس نشان کو لیے قائد قریش نظر آتے ہیں، اس تزویج مبارکہ کے بعد دیکھو کہ وہ کسی جنگ میں مسلمانوں کے خلاف فوج کشی کرتا نظر آتا ہے؟ بلکہ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد خود بھی اسلام کے جھنڈے کے نیچے آ کر پناہ لیتا ہے۔ کیا اب بھی کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ یہ نکاح نہایت ضروری نہ تھا؟

نکاح ام المومنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا اور امن عام

ام المومنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کے نکاح پر غور کریں، ان کا باپ مشہور رہزن تھا اور مسلمانوں سے خاص دلی عداوت رکھتا تھا۔ بنو مصطلق کا مشہور طاقتور اور جنگ جو قبیلہ جو

① صحیح البخاری، کتاب فضائل القران، باب خیرکم من تعلم القران وعلمه: ۵۰۲۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چند در چند شعوب پر محتوی تھا۔ اس کے اشارے پر کام کیا کرتا تھا اور یہی وجہ ہے کہ اس تزویج سے پیشتر ہر ایک جنگ میں جو مسلمانوں کے خلاف ہوئی اس قبیلہ کی شرکت ضرور ہی پائی جاتی تھی۔ لیکن اس نکاح کے بعد یہ مخاصمتیں نابود ہو جاتی ہیں، تمام قبیلہ قزاقی چھوڑ کر متمدن زندگی اختیار کر لیتا ہے اور پھر مسلمانوں کے خلاف کسی جنگ میں شامل نہیں ہوتا۔ انصاف سے کہو کہ یہ نکاح کس قدر ضروری تھا؟

ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے فوائد

اسی طرح ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے نکاح پر غور کریں۔ ان کی ایک بہن سردار نجد کے گھر میں تھی، اس نکاح نے ملک نجد میں صلح اور اسلام کے پھیلانے میں بہترین نتائج پیدا کیے، حالانکہ قبل ازیں اہل نجد وہ تھے جنہوں نے ستر قرا کرام کو اپنے ملک میں لے جا کر دھوکے سے قتل کیا تھا۔ اہل نجد ہی وہ تھے جن سے چند بار نقص امن اور فساد انگیزی کے واقعات ظہور میں آ چکے تھے۔ ہر ایک شخص کو جو امن عامہ اور اصلاح ملک کے فوائد کا منکر نہیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ نکاح کس قدر بابرکت تھا۔

نکاح ام المومنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اور دینی فوائد

ام المومنین سیدہ زینب بنت جحش، عائشہ صدیقہ اور حفصہ رضی اللہ عنہن کے نکاح خالص اسلامی اغراض اور مصالح پر مبنی تھے۔ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے نکاح نے تبنیت کے بت کو توڑا اور تثلیث کے درخت کو کھوکھلا کر دیا اور یہ اتنی بڑی اصلاح ہے کہ مشرکین و اہل کتاب کی درستی اس کے بغیر ممکن ہی نہ تھی۔

ام المومنین سیدہ عائشہ و حفصہ رضی اللہ عنہما کے نکاح میں دینی فوائد

سیدہ عائشہ و حفصہ رضی اللہ عنہما کے نکاح نے ایقان قرآن و حفاظت کتاب اللہ و نشر احادیث و تعلیم نساء کے بارے میں فوق العادت کام کیے اور پھر سیدنا صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما کی خلافتوں کو زیادہ بابرکت اور زیادہ پر منفعت بنانے میں بہت بڑا کام کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور یہ ایسے فوائد ہیں جن کے لیے نبی کریم ﷺ کسی عمدہ تدبیر کو ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔ ہم نے جن فوائد کا ذکر کیا ہے یہ نمونے ہیں ان اغراض و مقاصد دینیہ کے جو نبی کریم ﷺ کو ہر ایک نکاح سے مدنظر ہوتے تھے اور جن کا احصا کرنا ہمارے لیے قریباً ناممکن ہے۔ لیکن جب اس مختصر بحث سے یہ واضح ہو گیا کہ تعدد ازدواج سے نبی کریم ﷺ کا مدعائے اعلیٰ انبیائے سابقین کی سنت پر عمل کرنے کے علاوہ اور ضروریات ملکی اور مصالح دینی پر بھی مشتمل تھا تو ہر ایک شخص کو جو سر میں دماغ اور دماغ میں فہم صحیح کا مادہ رکھتا ہے، اقرار کرنا پڑے گا کہ نبی کریم ﷺ کے لیے ایسا ہی کرنا ضروری تھا اور اگر ایسا نہ کرتے تو بہت سی مصلحتوں سے ملک و قوم اور اسلام کو محروم ہونا پڑتا اور ایسا کرنا اس مصلح اعظم کی شان کے منافی تھا جسے اللہ نے رحمۃ للعالمین بنایا ہے۔

کیا دنیا میں صرف نبی کریم ﷺ کی بیویاں ہی زیادہ تھیں؟

سابقہ انبیاء کی سیرت کا مطالعہ کریں تو یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ صرف رسول اللہ ﷺ کی ہی بیویاں زیادہ نہیں تھیں بلکہ دینی اور تبلیغی مصالح کے پیش نظر بہت سے انبیاء کی ایک سے زائد بیویاں تھیں۔ علامہ قاضی سلیمان رحمہ اللہ نے ''رحمۃ للعالمین'' میں اس مسئلہ پر بڑی مختصر اور جامع گفتگو کی ہے، فرماتے ہیں:

اس شبہ کا ازالہ ضروری ہے جو عیسائی لوگ ایک سے زیادہ بیوی کے متعلق ظاہر کرتے ہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ مسئلہ مذکورہ کے جواز و عدم جواز کی بحث صرف دو ہی پہلوؤں سے کی جا سکتی ہے:

(الف) قانون (ب) مذہب

قانون

اس مسئلہ کا فیصلہ یورپ کے لیے اور طرح اور ایشیا کے لیے اور طرح ہے ہندوستان کی تمام ہائی کورٹس ایک سے زیادہ بیوی کی شخصیت کو قوانین دیوانی اور فوجداری میں صحیح تسلیم کرتی ہیں۔ یہ اعلیٰ عدالتیں ان مقدمات میں جو جائیداد کے متعلق ہوں، دو یا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دو سے زیادہ بیویوں کے حقوق کو بمقابلہ ان کے شوہر کے ورثا قانونی کے تسلیم کرتی اور ڈگریاں جاری کرتی ہیں، یہ اعلیٰ عدالتیں ہمیشہ مقدمات زیر دفعہ ۴۹۴ تعزیرات ہند میں ایسی عورت کو جو اپنے شوہر کی دوسری، تیسری یا چوتھی بیوی ہو کسی دوسری جگہ شادی کر لینے سے مجرم قرار دیتی ہیں اور اس شخص کو بھی مجرم ٹھہراتی ہیں جو ایسی عورت کے ساتھ شادی کر لیتا ہے۔ ہندوستان کی ہائی کورٹس کا یہ متفقہ اور مسلمہ رویہ انگلستان کے قانون کے بانی گیمی کے بالکل خلاف ہے، پس نتیجہ یہ ہے کہ ہندوستان کی انصاف رساں عدالتوں کا یہ قانونی دستور ایشیا کو یورپ سے متمیز کرتا ہے، اس لیے ثابت ہو گیا کہ محض قانونی پہلو سے اس مسئلہ پر کوئی اعتراض موجود نہیں ہے۔

مذہب

اب اس مسئلہ پر مذہب کی رُو سے غور کرنا ہے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بھی شام میں پیدا ہوئے، اس لحاظ سے وہ بھی ایشیائی ہیں۔ معلوم ہوا کہ تمام بڑے مذاہب کا سرچشمہ ایشیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہندو مذہب اور تعدد ازواج

یہ مذاہب ایک سے زیادہ بیوی کی تائید میں ہیں، قدیم ہندوستان کو لیجیے کہ

① سری رام چندر جی کے والد مہارا جہ دسرت کی تین بیویاں تھیں:

پٹ رانی کوشلیا	والدہ رام چندر جی
رانی سمترا	والدہ لچھمن جی
رانی کیکئی	والدہ بھرت جی

② سری کرشن جی کی، جو اوتاروں میں سولہ کلاں سپورن تھے، سینکڑوں بیویاں تھیں۔

③ راجا پانڈو کے جو مشہور پانڈوں کا جد اعلیٰ ہے، دو بیویاں تھیں۔

کنتی	والدہ یدیشٹر و بھیم سین و ارجن
مادری	والدہ نکل و سہدیو

④ راجا شنتن کی دو بیویاں تھیں:

گنگا	والدہ بھیکم
ستیہ وتی	والدہ چتر انگد و بچھترا یرج پسران شنتن، نیز والدہ بیاس جی پسر پراشر کھشیر

⑤ بچھتر ایرج کی دو بیویاں اور ایک لونڈی تھی:

امبکا	والدہ دھرتراشٹ، پسر بیاس جی
امبالکا	والدہ پانڈو، پسر بیاس جی
لونڈی	والدہ بدر، بن بیاس جی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

منہاج نبوت اور تعدد ازواج

اب اس مسئلے کو منہاج نبوت پر دیکھ لینا چاہیے۔ عیسائی سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی عظمت کے قائل ہیں اور ان کو خلیل الرحمن تسلیم کرتے ہیں۔ سیدنا یعقوب علیہ السلام کو اللہ کا اسرائیل اور نہایت برگزیدہ تسلیم کرتے ہیں۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی بابت اعتقاد رکھتے ہیں کہ اب تک بنی اسرائیل میں موسیٰ علیہ السلام کی مانند کوئی نہیں اٹھا جس سے اللہ آمنے سامنے آشنائی کرتا ہو۔ ہم سیدنا داود علیہ السلام کی بابت بائبل میں یہ فقرہ پڑھا کرتے ہیں: ''اللہ نے اس سے کہا کہ تو میرا بیٹا ہے میں آج کے دِن تیرا باپ ہوا۔'' سیدنا سلیمان علیہ السلام کی بابت عیسائی مانتے ہیں کہ اللہ نے انہیں فرمایا تھا: ''میں نے ایک عاقل اور سمجھدار دِل تجھ کو بخشا۔ ایسا کہ تیری مانند تجھ سے آگے نہ ہوا اور نہ تیرے بعد تجھ سا برپا ہوگا۔'' تسلیم کرتے ہیں کہ اللہ نے سلیمان علیہ السلام کی بابت یہ بھی کہا تھا: ''وہ میرا بیٹا ہوگا میں اس کا باپ ہوں گا۔'' حوالہ جات بالا کے بعد ہم باوثوق اپنی رائے قائم کر سکتے ہیں کہ انبیائے صدر کے افعال منہاج نبوت کے ثابت کرنے میں محکم ترین دلائل اور بہترین نظائر ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جلیل القدر انبیاء اور تعدد ازواج

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی تین بیویاں

سیدہ ہاجر علیہا السلام: کتاب پیدائش ۱۶/۴، والدہ سیدنا اسماعیل علیہ السلام

سیدہ سارہ علیہا السلام: کتاب پیدائش ۱۸/۱۵، والدہ سیدنا اسحاق علیہ السلام

قتورہ خاتون: کتاب پیدائش ۲۵/۱، والدہ زمران، بلقسان، للان، للایان اسباق، سوخ۔

سیدنا یعقوب علیہ السلام اسرائیل کی چار بیویاں

لیاہ: کتاب پیدائش ۲۹/۲۳، والدہ روبن، شمعون، لاوی، یہودہ، آشکار، زبلون

زلفہ: کتاب پیدائش ۲۹/۳۴ والدہ جد آشر

راحیل: ایضاً کتاب پیدائش ۲۹/۲۸ والدہ یوسف علیہ السلام و بنیامین

بلہہ: کتاب پیدائش ۲۹/۲۹ والدہ دان ونفتالی

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی چار بیویاں

سفورہ خاتون: کتاب خروج ۲/۳۱، والدہ جیرسوم، الیعزر، جیشر

ایک اور بیوی جس کے باپ کا نام قینی تھا۔ قاضیون ۱/۱۶

ایک اور بیوی جس کے باپ کا نام حباب تھا۔ قاضیون ۶/۱۶

سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر لاتعداد بیویوں کا جواز

جب تو لڑائی کے لیے اپنے دشمنوں پر خروج کرے اور تیرا رب ان کو تیرے ہاتھوں میں گرفتار کرائے اور تو انہیں اسیر کر لائے اور ان اسیروں میں خوبصورت عورت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دیکھے اور تیرا جی اسے چاہے کہ تو اسے اپنی بیوی بنائے تو تو اسے اپنے گھر میں لا، اس کا سر منڈا اور ناخن کٹوا تو وہ اپنا اسیری کا لباس اتارے، گھر میں رہے اور ایک مہینہ بھر اپنے باپ اور ماں کے سوگ میں بیٹھے اس کے بعد تو اس کے ساتھ خلوت کر اور اس کا خاوند بن اور وہ تیری بیوی بنے۔ ①

سیدنا داود علیہ السلام کی بیویاں

سیدنا داود علیہ السلام کی ۹ بیویوں کے نام اور ان کے علاوہ دس حرموں کا ذکر اور حرموں اور بیویوں کا ذکر بائبل سے حسب صراحت درج ذیل ملتا ہے:

نام زوجہ	حوالہ	کیفیت اور ان کے فرزندان کے نام
۱۔ اخنوعم	سموئیل ۲۶/ ۲۳	امنون پہلا بیٹا اس سے پیدا ہوا۔
۲۔ ابی جیلی	سموئیل ۲۶/ ۲۳	کلیاب اس سے پیدا ہوا۔
۳۔ میکل بنت ساول بادشاہ اسرائیل	سموئیل ۱۸/ ۲۷	بے اولاد
۴۔ معکر بنت تلمی بادشاہ جسور	سموئیل ۳ باب	ابسلوم اس سے پیدا ہوا۔
۵۔ حجیت	سموئیل ۳ باب	ابسلوم و اودنیاہ پیدا ہوا۔
۶۔ ابیطال	سموئیل ۳ باب	سقطیاہ پیدا ہوا۔
۷۔ عجلاہ	سموئیل ۳ باب	تیر عام اس کے بطن سے پیدا ہوا۔ داود علیہ السلام کے مندرجہ بالا فرزندان بمقام حبرون پیدا ہوئے تھے
۸۔ بنت سبع دختر ابیعام	۲ سموئیل ۳، ۱۱/ ۲۶	سیدنا سلیمان علیہ السلام اس سے پیدا ہوئے
۹۔ ابی شاک	سموئیل	

سیدنا داود علیہ السلام کی دس حرمین تھیں۔ ②

سیدنا داود علیہ السلام نے حبرون سے آکر یروشلم میں دیگر حرمین کے مزید شادیاں کیں۔ ③

① کتاب استثناء ۱۰/۲۱ تا ۱۳۔ ② سموئیل: ۲۰/ ۳۰۔ ③ سموئیل ۵/ ۱۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدنا سلیمان علیہ السلام کی ایک ہزار عورتیں

ان کی سات سو بیویاں اور تین سو حرمین تھیں۔ ①

ان حوالہ جات سے ظاہر ہے کہ اللہ کے برگزیدہ نبیوں اور رسولوں کے گھروں میں ایک سے زیادہ بیویاں ہوتی تھیں اور ان کی کثرتِ زوجات کی بنیاد پر عیسائیوں نے انبیاء علیہم السلام کی تقدیس میں کبھی کوئی اعتراض نہیں کیا۔

ہم ابھی مزید مثالیں پیش کریں گے۔ خرقیل نبی کی کتاب کا باب نمبر ۲۳ نکالو اور ایک تا ۴ درس پڑھو۔ ۱/ ۲۳ اس میں ہے کہ اللہ کا کلام مجھے پہنچا اور اس نے کہا:

''اے آدم زاد! دو عورتیں تھیں جو ایک ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئیں، ان میں سے بڑی کا نام اہولہ اور اس کی بہن کا ہولیہ اور وہ میری بیویاں بنیں اور بیٹے بیٹیاں جنے۔''

اس کلام میں اللہ نے ایک سے زیادہ عورتوں کو بیویاں بنانے کا ذکر کیا ہے۔ عیسائی کہیں گے کہ یہ کلام تمثیلی ہے، لیکن پھر بھی یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ اگر ایک سے زیادہ عورتوں کو بیویاں بنانا اللہ کے نزدیک پسند نہ ہوتا تو وہ تمثیلاً بھی اس فعل کو اپنی جانب منسوب نہ کرتا۔ اس کے بعد انجیل متی کا باب نمبر ۲۵ پڑھو۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی آمد کی خبر میں دس کنواریوں کا ذکر کیا ہے کہ پانچ نے دولہا کے ساتھ شادی کی، گھر میں گئیں اور پانچ جو پیچھے رہ گئی تھیں ان کے لیے دروازہ نہ کھولا گیا۔

یہ ظاہر ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کبھی اس تمثیلی بیان کو زبان پر نہ لاتے، اگر ان کے نزدیک ایک سے زیادہ بیوی کا ہونا پسندیدہ نہ ہوتا۔ انگلستان کا مشہور شاعر ملٹن اسی تمثیل سے ایک سے زیادہ بیویوں کے جواز کا قائل تھا۔

ان تمام حوالہ جات سے ثابت ہوتا ہے کہ جو منہاج نبوت ہزاروں سال سے سینکڑوں انبیاء علیہم السلام نے اپنے پاک اور محکم چال چلن سے قائم کیا تھا وہ یہ تھا کہ نبی کے گھر میں ایک سے زیادہ بیویاں ہوتی ہیں۔ اگر کوئی شخص اب بھی ہمارے ساتھ نتیجہ بالا

① سلاطین ۱۱/۳۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں متفق نہیں ہے تو اسے عبرانیوں کا کلام ۴ / ۱۳ پڑھنا چاہیے کہ بیاہ کرنا سب سے بھلا ہے جس سے بستر ناپاک نہیں۔

یہ درس صرف دو ہی صورتوں کا ذکر کرتا ہے: (۱) بیاہ (۲) زنا۔ اب اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ ایک سے زیادہ بیویاں کرنا ناپاک بستر ہے تو کیا وہ یہ بھی اقرار کرنے کے لیے آمادہ ہے کہ وہ سب لوگ مقدس ہیں جن کی نبوت پر اسے ایمان ہے۔ ہم جانتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ کوئی بھی ایماندار عیسائی ایسا نہیں پایا جائے گا۔ اس لیے ہم ہر ایک عیسائی کے ایمان ہی سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ جناب عزت مآب رسول اللہ ﷺ کی شان مبارک میں بھی گستاخانہ لفظ کہنے سے اسی طرح رُک جائے جس طرح وہ سیدنا ابراہیم، یعقوب، موسیٰ اور داود علیہم السلام کے سامنے مہر برلب ہو گیا ہے۔ ①

امہات المومنین کی شان وعظمت

ازواج مطہرات کی یہ عظمت کیا کم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مومنوں کی مائیں قرار دیا ہے اور ہر مومن پر اپنی حقیقی ماں سے بڑھ کے امہات المومنین کا احترام لازم ہے اور قلم میں اتنی قوت ہی نہیں کہ وہ ازواج مطہرات کی عظمتوں کا احاطہ کر سکے اور نہ ہی دنیا میں آج تک کوئی ایسا پیمانہ ایجاد ہوا ہے جس میں ان کی عظمت کو ناپا جا سکے۔ امہات المومنین تو تاریخ میں عظمتوں کے پہاڑ دکھائی دیتی ہیں۔ قاضی سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ نے قرآنی تناظر میں امہات المومنین کی نو فضیلتیں ذکر کی ہیں۔ فرماتے ہیں:

ازواج النبی ﷺ کی فضیلت خود نبی کریم ﷺ کی شرف وفضیلت کا ایک شعبہ ہے۔ اس لیے سیرت نبوی ﷺ میں ان کے فضائل کا ذکر ضروری ہے۔ ہم ان فضیلتوں کا ذکر اس وقت قرآن مجید سے ترتیب وار کریں گے:

فضیلت اول: اللہ تعالیٰ نے ان کو ازواج النبی ﷺ کے خطاب عالی سے یاد فرمایا ہے۔

① رحمة للعالمین، ص: ۹۹ تا ۱۰۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لفظ ازواج کے لغوی معنی

زبان عرب میں لفظ زوج کا استعمال متشابہ، متشاکل اور متساوی اشیاء پر کیا جاتا ہے۔ مثلاً: زُوْجَا خُفٍّ جراب کے دونوں پاؤں۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿اُحْشُرُوا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا وَ اَزْوَاجَهُمْ وَ مَا كَانُوْا یَعْبُدُوْنَ﴾ (الصافات: ۲۲)

''ظالموں کو اور جوان جیسے تھے، جمع کرو۔''

ایک اور مقام پر ہے:

﴿وَ اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ﴾ (التکویر: ۷)

''جب جانیں آپس میں ملائی جائیں گی۔''

یعنی جب ہر ایک گروہ کو قسم وار کیا جائے گا، صالح کو صالح کے ساتھ فاجر کو فاجر کے ساتھ ملایا جائے گا۔ پس جب ازواج نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ازواج النبی ﷺ فرمایا تو یہ خطاب فی الواقع ان کے لیے نبی کریم ﷺ کے ساتھ اتصال دوام اور تشاکل تام کا مظہر ہو گیا۔

اس نکتے کی مزید انشراح کے لیے آپ قرآن مجید میں تدبر فرمائیں تو ایک بھی مثال ایسی نہیں ملے گی کہ کسی عورت کو کسی مرد کا یا کسی مرد کو کسی عورت کا زوج بتایا گیا ہو اور دونوں میں اتحاد ظاہری و باطنی اور وحدت ازدواجی و ایمانی پائی جاتی ہو۔

اس نکتے کے ساتھ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ قرآن پاک نے لفظ ''امرأۃ'' کے استعمال میں تقید نہیں کیا بلکہ اس کا استعمال ہر چہار صورت ہائے ذیل میں ہوا ہے۔

① جب زن و شوہر دونوں کافر ہوں۔ ابولہب اور اس کی بیوی کے متعلق فرمایا:

﴿وَّ امْرَاَتُهٗ ؕ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ﴾ (اللھب: ٤)

''اس کی عورت لکڑیوں کو چننے والی۔''

② جب شوہر مومن اور عورت کافر ہو، فرمایا:

﴿امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّ امْرَاَتَ لُوْطٍ﴾ (التحریم: ۱۰)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

"نوح اور لوط (علیہما السلام) کی عورتیں۔"

③ جب عورت مومنہ اور شوہر کافر ہو، فرمایا:

﴿امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ﴾ (التحریم: ۱۱)

"فرعون کی عورت"

④ جب زوجین مومن ہوں۔

سیدنا زکریا علیہ السلام اپنی بیوی کی بابت فرماتے ہیں:

﴿وَ كَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا﴾ (مریم: ۵)

"میری عورت بانجھ ہے۔"

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے قصے میں ہے:

﴿فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِيْ صَرَّةٍ﴾ (الذاریات: ۲۹)

"اس کی عورت چیختی چلاتی آئی۔"

صورت اول کی وجہ یہ ہے کہ لفظ زوج عزت کا خطاب ہے۔ ابولہب اور اس کی عورت کو یہ خطاب نہیں مل سکتا تھا۔

صورت دوم وسوم کی وجہ یہ ہے کہ لفظ زوج میں تشاکل وتساوی ہوتا ہے، نہ کافر عورت مسلمان شوہر سے مشاکلت رکھتی ہے اور نہ مسلمان عورت کافر شوہر سے۔ اس لیے لفظ "امرأۃ" پر اکتفا ہوا۔

صورت چہارم کی وجہ یہ ہے کہ سیدنا زکریا اور سیدنا ابراہیم علیہما السلام کی بیویوں کے حمل اور ولادت کا ذکر تھا اور یہ ذکر "امرأۃ" کے ساتھ کیا جانا زیادہ بلیغ تھا۔ کیونکہ لفظ زوج کا اطلاق مرد اور عورت ہر دو پر نافذ ہوتا ہے۔

البتہ کوتاہ فہم شخص کے ازالۂ شبہ کی غرض سے اللہ تعالیٰ نے یہ بھی کیا کہ سیدنا زکریا علیہ السلام کی بیوی کا ذکر دوسری آیت میں لفظ زوج سے بھی فرمایا:

﴿وَ اَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ﴾ (الانبیاء: ۹۰)

"ہم نے اس کی بیوی (کے مرض) کی اصلاح کر دی۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی بیوی کی بابت ملائکہ سے یہ بیان فرمایا:

﴿ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَ بَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ﴾(ھود:۷۳)

''اے گھر والو! تم پر اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں۔''

غرض لفظ زوج کے استعمال کی بابت اللہ تعالیٰ کا یہ التزام اور لفظ امراۃ کے استعمال میں عدم التزام ہماری دلیل کو خوب مستحکم کرتا ہے۔

اب یاد رکھنا چاہیے کہ ازواج النبی ﷺ سورۂ مریم میں دو دفعہ اور سورۂ احزاب میں چار دفعہ فرمایا گیا ہے، اسی سے ان کا شرف اور فضیلت آشکار ہے۔

فضیلت دوم: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ ﴾(الاحزاب: ۳۲)

''تم اور عورتوں جیسی نہیں ہو۔''

لفظ النساء میں جنس انوثیت کا ہر ایک فرد شامل ہے اور کوئی عورت بھی اس سے باہر نہیں جاتی، پھر لفظ احد بھی موجود ہے اور جب نفی کے لیے اس لفظ کا استعمال کیا جاتا ہے تو اس وقت نفی بدرجہ اتم ہوتی ہے۔ غور کرو کہ

﴿ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ﴾(الاخلاص: ٤)

''اللہ کا کوئی بھی کفو نہیں۔''

غرض نفی میں احد کا استعمال کسی استثناء کا موقع نہیں رہنے دیتا۔ اس لیے ثابت ہو گیا کہ ازواج النبی ﷺ کا درجہ ہر ایک عورت سے بالاتر و متمیز اور شان خاص کا ہے۔

فضیلت سوم: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ اِنَّاۤ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ ﴾ (الاحزاب: ٥٠)

''ہم نے آپ کی ازواج کو آپ کے لیے حلال رکھا۔''

زن و مرد تزوج کے بعد زن و شوہر بن جاتے ہیں۔ خواہ یہ تزویج اسلام کے مطابق ہو یا کسی غیر اسلام مذہب کے مطابق ہو جس کے پابند یہ زن و مرد اس وقت تھے، لیکن کوئی زن و شوہر دعویٰ سے نہیں کہہ سکتا کہ اس عقد کا درگاہ رب العزت میں کیا درجہ ہے؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے ازواج النبی ﷺ کے متعلق ﴿إِنَّآ أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ﴾ کا حکم فرقانی دے کر اعلان فرما دیا کہ نبی کریم ﷺ کی بیویوں کا ازواج النبی ﷺ ہونا منظور رب العالمین ہے اور ظاہر ہے کہ یہ منظور فی الواقع ان کے لیے فضیلت عظیمہ ہے۔

فضیلت چہارم: اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کے حسن معاشرت یا ازواج کی اطلاع ان الفاظ میں دی ہے:

﴿تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ﴾ (التحریم: ۱)

''آپ اپنی بیویوں کی رضامندی چاہتے ہیں''

نبی کریم ﷺ اپنی ازواج کے مرضاۃ کی ابتغا کرتے، یعنی بیویوں کی خوشنودی کا اہتمام کرتے ہیں۔

یہ ظاہر ہے کہ نبی کریم ﷺ کے افعال غلطی کے شائبہ سے بالاتر ہیں۔ پس جب نبی کریم ﷺ ان پاک بیویوں کی خوشنودی کے جویا رہتے تھے تو یہ امر ان کی فضیلت پر مثبت ہوا۔ کسی شخص کو یہ شبہ نہیں ہونا چاہیے کہ اس سے پہلے یہ الفاظ موجود ہیں ﴿يَآأَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ أَحَلَّ اللهُ لَكَ﴾ ''اے نبی! اس چیز کو کیوں حرام کر رہے ہو جو اللہ نے آپ کے لیے حلال کی ہے۔''

کیونکہ ان الفاظ میں لم کا اثر تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ پر ذرا بھی نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو اللہ تعالیٰ یوں فرماتا: يَآأَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ

ظاہر ہے کہ ایسا نہیں فرمایا گیا، پس آیت کی تفسیر یہ ہوئی کہ آپ ازواج کی خوشی کے لیے ہر ایک بات کرنے پر آمادہ رہتے ہیں۔ ہاں اس کے لیے ایک حد ہونی چاہیے۔ حد یہ ہوگی کہ آپ ان کی خوشی کے لیے سب کچھ کر سکتے ہیں۔ بشرطیکہ کسی حلال چیز کو حرام ٹھہرانے کی نوبت نہ آئے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے شہد کے استعمال کو ترک کرنے کا ارادہ صرف اس گمان سے فرما لیا تھا کہ ایک بیوی کو شہد کی بو گوارا نہیں۔

اس تفسیر سے واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے بھی نبی کریم ﷺ کو مرضاۃ ازواج کی اجازت فرما دی ہے اور فی الواقع یہ اجازت تدبیر منزلت اور حسن معاشرت زوجین کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

جان ہے اور جو حد قائم فرما دی گئی ہے وہ بھی اسی قدر ضروری ہے تا کہ کوئی شخص صرف خوشنودیٔ زوج کے لیے تحریم حلال میں نہ پڑ جائے اور یہ ظاہر ہے کہ جب تحریم حلال کی اجازت نہیں دی گئی تو تحلیل حرام کی اجازت تو قطعاً نہیں ہو سکتی۔ اس لیے ایک عظیم الشان مسئلہ بھی طے ہو گیا اور دنیا کو یہ بھی معلوم ہو گیا کہ نبی کریم ﷺ کا بہترین سلوک اپنی بیویوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے علم اور حکم کے ساتھ اعلیٰ تھا کہ ہر ایک شوہر کو اس نمونہ پر چلنا چاہیے۔ پس یہ آیت فی الواقع ازواج النبی ﷺ کی فضیلت میں ہے۔

فضیلت پنجم: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَ مِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَيْهَا وَ جَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴾(الروم:۲۱)

''یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہاری ہی جنس سے تمہارا جوڑا بنایا تا کہ اس سے تسکین پاؤ اور تم دونوں کے درمیان محبت اور پیار پیدا کر دیا۔ اس میں فکر کرنے والوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں۔''

اس آیت میں جب عام طور پر زوجین کی یہ صفت بیان کی گئی ہے تو بالضرور نبی کریم ﷺ اور ازواج النبی ﷺ بھی اس صفت کے مظہر تھے۔ درحسب الحکم علام الغیوب یہ ثابت ہو گیا کہ ازواج النبی رسول اللہ ﷺ کے لیے سکینۂ قلب تھیں اور ان کے دلوں میں رسول اللہ ﷺ کی محبت و مودت بھری ہوئی تھی۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ کے قلب پاک میں ان کے لیے محبت اور رحمت موجود تھی اس سے صاف طور پر ازواج النبی ﷺ کی فضیلت آشکار ہو گئی۔

فضیلت ششم: اللہ تعالیٰ نے ازواج النبی ﷺ کا امتحان لیا اور ان کے سامنے دو چیزوں کو رکھ دیا اور اختیار دیا کہ ان دونوں میں سے کسی ایک کو پسند کر لیں۔ فرمایا:

﴿ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَ اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۝ وَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

''اے نبی! اپنی ازواج سے کہہ دیجیے کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور زینت چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا کر اچھی طرح رُخصت کر دوں اور اگر تم اللہ اس کے رسول اور دار آخرت کو پسند کرتی ہو تب تمہیں بتایا جاتا ہے کہ اللہ نے تم میں سے نیکی کرنے والیوں کے لیے اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔'' (الاحزاب:۲۸، ۲۹)

یہ حکم تبلیغی تھا اور کچھ شک نہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اس حکم کو ضرور اپنی ازواج تک پہنچایا۔ اب نتیجے کی تلاش کرنی چاہیے کہ کیا ازواج نے حیات دنیا اور زینت دنیا کو پسند کیا تھا؟ اگر ایسا ہوا تو ضرور تھا کہ نبی کریم ﷺ اس فرض کو جو اللہ نے ان پر عائد کیا تھا، پورا کرتے اور ایسی بیویوں کو یا ایسی بیوی کو اپنے سے الگ کر دیتے، اس بارے میں شہادت اور اسلامی فرقوں کی متفقہ کتب تاریخ سب کی سب متفق ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے کسی ایک بیوی کو بھی ترک نہیں کیا، اس لیے ثابت ہو گیا کہ وہ دوسری شق کی بشارت میں داخل ہیں، اس کا ثبوت ایک اور آیت سے بھی ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ﴾ (الاحزاب:۵۲)

''آپ کے لیے ان ازواج کے بعد مزید عورتیں حلال نہیں، آپ کے لیے یہ بھی حلال نہیں کہ ان ازواج میں سے کسی کے بدلے کسی کو اپنی زوجہ بنائیں گو اس کا حسن آپ کو پسند بھی ہو۔''

پہلی آیت میں نبی کریم ﷺ کو ازواج کے چھوڑ دینے کا اختیار دیا گیا تھا اور پچھلی آیت میں وہ اختیار واپس لیا گیا کہ موجودہ ازواج کا تبدیل کرنا بھی نبی کریم ﷺ کو حلال نہ ہوگا۔ مطلب صاف ظاہر ہے کہ ازواج النبی ﷺ کی بابت جب امتحان میں ثابت ہو گیا کہ وہ اللہ، رسول اور دار آخرت ہی کی خواستگار ہیں تو اب ان کو دوام کے لیے اللہ اور رسول کے واسطے پسند کر لیا، پھر ان کی تبدیلی کا اختیار بھی رسول اللہ ﷺ کو نہیں رہا۔ دونوں آیتوں سے ازواج النبی ﷺ کے معاملات سے کیفیات قلبی و قبولیت

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ربانی بخوبی ظاہر ہے۔ اس دلیل کو زیادہ روشن کرنے کے لیے آیت ذیل کو بھی شامل کیا جا سکتا ہے:

﴿وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا﴾ (الاحزاب: ۵۳)

''اے ایمان والو! تمہارے یہ شایان شان نہیں کہ اللہ کے رسول کو ایذا دو اور تمہارے لیے یہ بھی جائز نہیں کہ رسول اللہ کے بعد ان کی ازواج سے نکاح کرو۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو یہ گناہ عظیم ہے۔''

پہلی آیت میں چونکہ ازواج النبی ﷺ کا اتصال نبی سے دوام کے لیے ظاہر کیا گیا تھا اور اسی لیے نبی کریم ﷺ سے بھی اختیار تبادلہ لے لیا گیا تھا۔ اس لیے اس آیت میں امت پر ان کی حرمت ودوام کا اعلان کیا گیا۔

آخری آیت میں قابل غور بات یہ ہے مومنین کو پہلے تو ایذائے رسول سے روکا گیا اور پھر خصوصیت کے ساتھ حقوق ازواج النبی ﷺ کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے صاف طور پر معلوم ہو گیا کہ ایذائے رسول کی جس قدر اقسام ہو سکتی ہیں ان سب میں سے زیادہ سخت وہ صورت ہوگی جس میں ازواج النبی ﷺ کی شان کے خلاف کوئی رویہ اختیار کیا گیا ہو کیونکہ قرآن پاک نے ایذائے رسول کے تحت خصوصیت سے اسی جز کا ذکر فرمایا ہے۔

فضیلت ہفتم: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ﴾ (الاحزاب: ۳٤)

''(اے بیبیو!) تمہارے گھروں میں اللہ تعالیٰ کی آیتوں اور حکمت الٰہیہ کی جو تلاوت کی جاتی ہے تم اس کا ذکر کرتی رہو۔''

اس آیت میں ''بیوت'' کو ضمیر جمع مؤنث ''کن'' سے مضاف کیا گیا ہے اور اسی سورت کے ساتویں رکوع میں ﴿لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ﴾ فرما کر ان بیوت کو نبی کریم ﷺ کی جانب مضاف فرمایا گیا ہے اور یہ امر اتحاد زوجین پر دلیل صریح ہے کہ ایک دفعہ ان

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

گھروں کو نبی کے گھر بتایا اور ایک دفعہ انہی گھروں کو ازواج کے گھر فرمایا۔

اب آیت بالا پر غور کرو کہ ازواج نبی ﷺ کے بیوت کی اللہ پاک نے کس قدر صفت و ثنا فرمائی ہے۔ ان گھروں کو مہبط وحی الٰہی بتایا اور ان گھروں کو حکمت ربانی کا گہوارہ ٹھہرایا۔ سب جانتے ہیں کہ مکان کی عزت مکین سے ہوتی ہے۔ اب ازواج النبی ﷺ کی عزت ربانیہ اور حرمت الٰہیہ کا قیاس خود ہی کر لیجیے۔ بے شک یہ بہت بڑی فضیلت ہے۔

فضیلت ہشتم: اللہ تعالیٰ نے ازواج النبی ﷺ کی شان بلند میں آیت تطہیر کو نازل کیا اور وحی متلو میں فرمایا:

﴿وَ قَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۚ وَ اذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَ الْحِكْمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا﴾ (الاحزاب: ٣٣،٣٤)

''اے ازواج نبی! تم اپنے گھروں میں ٹھہرو اور جاہلیت اول کی طرح باہر مت پھرو، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، اے گھر والو! اللہ یہ چاہتا ہے کہ ناپاکی کو تم سے دور کرے اور تمہیں بالکل پاک بنا دے اور تمہارے گھروں میں جو اللہ کی آیات اور حکمت کی باتیں پڑھی جاتی ہیں انہیں یاد رکھو، اللہ لطیف و خبیر ہے۔''

اول سے آخر تک تمام کلام کی مخاطب ازواج النبی ﷺ ہیں اور اس لیے اہل بیت کے لفظ کا خطاب بھی انہی کے لیے ہے۔ جیسا کہ بیوتکن کا خطاب بھی ان کے لیے ہے۔ اس کی مزید تائید قرآن پاک کے کلام کے سیاق سے بھی ہوتی ہے اور عرف عام سے بھی، کیونکہ صاحب خانہ یا گھر والی ہمیشہ بیوی کو کہا جاتا ہے اور اہل بیت گھر والی کا لفظی ترجمہ ہے، مگر احقاق حق کے لیے ہم پھر قرآن مجید کی جانب رجوع کرتے ہیں کیا اس لفظ کا استعمال کسی دوسرے مقام پر بھی کسی نبی کی زوجہ کے لیے ہوا ہے۔ قرآن مجید

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے قصے میں ہے اور چونکہ نبی کریم ﷺ کو سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے بحکم ﴿اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَ هٰذَا النَّبِيُّ﴾ مشابہت تامہ ہے۔ اس لیے ان کے قصے کا حوالہ زیادہ خصوصیت بخش ہے۔

﴿وَ امْرَاَتُهٗ قَآىِٕمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَ مِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ۝ قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَ اَنَا عَجُوْزٌ وَّ هٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا ؕ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ ۝ قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَ بَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ؕ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ﴾ (ھود: ۷۱)

''ابراہیم (علیہ السلام) کی بیوی کھڑی تھی، وہ ہنس پڑی جب ہم نے اسے اسحٰق (علیہ السلام) کے بعد یعقوب (علیہ السلام) کی بشارت دی۔ اس نے کہا: ہائے! کیا اب میں جنوں گی جب میں بوڑھی ہو گئی اور میرا شوہر بوڑھا ہو گیا؟ یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔ فرشتوں نے کہا: تو اللہ کے حکم پر تعجب کرتی ہے؟ اے گھر والو! تم پر اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں اور اللہ حمد و مجد والا ہے۔''

یہاں نبی کی بیوی سیدہ سارہ علیہا السلام کو اہل بیت کے لفظ سے مخاطب کیا گیا ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ازواج النبی ﷺ کو یہ فضیلت و بزرگی حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ تطہیر فرمایا ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ آل اور اہل دونوں لفظ ایک ہی ہیں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ لفظ آل کی تصغیر اُھیل آتی ہے۔ قرآن مجید کی آیت مذکورہ بالا میں اگرچہ اہل بیت سے مراد بالخصوص ازواج النبی ﷺ ہیں، لیکن احادیث صحیحہ میں لفظ اہل یا آل زیادہ وسیع معنی میں آیا ہے۔

(الف) یہ لفظ ازواج کے لیے بھی آیا ہے، جیسا کہ ابونعیم محمد کی حدیث میں: «اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ» اور ابوسعید مساعد کی حدیث میں «اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اَزْوَاجِهٖ» ہے یعنی حدیث دوم حدیث اول کی تفسیر کرتی ہے۔

(ب) یہ لفظ جملہ بنو ہاشم و بنو مطلب کے لیے آیا ہے، جن پر صدقہ لینا حرام ہے، حدیث میں ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

«اِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ وَّلَا لِآلِ مُحَمَّدٍ»

''صدقہ محمد اور (ﷺ) آل محمد کو حلال نہیں۔''

(ج) یہ لفظ آپ کی ذریت کے لیے بھی ہے۔ بیہقی نے جید سند کے ساتھ سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان کو اپنی رانوں پر بٹھایا۔ پھر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ان کے شوہر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اپنی گود کے قریب کیا اور ان پر چادر ڈال کر فرمایا:

«اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَآءِ اَهْلِيْ» ① ''الٰہی! یہ میرے اہل ہیں۔''

پس تتبع آثار و احادیث نبویہ علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام سے واضح ہوتا ہے کہ بنو ہاشم و بنو مطلب بھی زیادہ وسیع معنی میں اور آل عباس بھی خاص معنی میں بروئے ارشادات نبوی ﷺ داخل اہل بیت ہیں، جیسا کہ ازواج النبی ﷺ بروئے قرآن پاک مخاطب بہ اہل بیت ہیں ان میں سے کسی ایک امر کا انکار احادیث سے ناواقفیت یا منطوق قرآن سے عدم مہارت پر دلالت کرتا ہے۔

فضیلت نہم: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ﴾

''مومنین پر نبی (ﷺ) ان کی جانوں سے بڑھ کر زیادہ قریب ہیں اور نبی (ﷺ) کی ازواج مومنوں کی مائیں ہیں۔'' (الاحزاب: ٦)

اور واضح ہے کہ اَنْفُسِهِمْ اور اُمَّهٰتُهُمْ کی ضمیروں کا مرجع مومنین ہیں اور اسی لیے ازواج النبی کا لقب امہات المومنین ہے نہ کہ امہات الامت وغیرہ۔ لفظ مومنین کے استعمال کا راز یہ ہے کہ مومن کے متمیز و متشخص کرنے کی علامات کو واضح کر دیا جائے۔ چنانچہ اس آیت میں دو علامتیں بتائیں:

اول: مومن وہ ہے جو نبی کریم ﷺ کو اپنی جان سے زیادہ محبوب رکھتا ہو اور نبی کریم ﷺ کو جان سے بڑھ کر اولیٰ سمجھتا ہو۔

① صحیح مسلم: ٢٤٠٤؛ سنن ترمذی: ٢٩٩٩، ٣٧٢٤۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

دوم: مومن وہ ہے جو ازواج النبی ﷺ کو ماں جانتا ہو، وہ ماں مرادنہیں جس سے جسم عنصری کا ظہور ہوا بلکہ وہ ماں جس کی فرزندی کا شرف اس وقت نصیب ہوتا ہے جب ولاء نبوی اور ایمان میں کمال حاصل ہوتا ہے۔

الغرض اس آیت میں ازواج مطہرات نبوی ﷺ کی بہت بڑی فضیلت کا بیان ہے۔ ذرا غور کرو کہ کس طرح نبی کریم ﷺ کے شرف و تعظیم کے ساتھ ساتھ ازواج النبی ﷺ کے تکریم ایمان کے لیے محض ﴿اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ﴾ پر اختصار نہ کر کے ﴿وَ اَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ﴾ کے اخبار و اعلان کو حقوق نبی اور شرائط ایمان کے ساتھ ضم کیا ہے۔[1]

ازواج مطہرات کی رہائش گاہیں

نبی کریم ﷺ کے گھر وہی تھے جن میں امہات المومنین رہتی تھیں اور سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا اپنے گھر کی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے وصیت کر گئی تھیں اور سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے ورثاء نے ان کا گھر سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کو ایک سو اسی دینار میں فروخت کر دیا تھا۔ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے وارث سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بنے۔ آپ نے اس کی قیمت نہیں لی اور اسے مسجد نبوی میں شامل کرا دیا۔ جب سرور عالم ﷺ مدینہ میں تشریف لائے اور سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ کے گھر ٹھہر گئے تو آپ نے سیدنا ابورافع اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما کو دو اونٹ اور پانچ سو درہم جو آپ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے لیے تھے، دے کر مکہ بھیجا کہ حسب ضرورت سواریاں خرید لیں اور ان پر سوار کر کے آپ کے اہل و عیال کو لے آئیں۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کے ساتھ عبداللہ بن اریقط الدیلی کو بھی دو یا تین اونٹ دے کر بھیج دیا اور اپنے بیٹے عبداللہ کو لکھا کہ ان پر میرے بیوی بچوں کو سوار کر کے مدینہ لے آئیں۔ سیدنا زید رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے اہل، سیدہ فاطمہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہما دختران سرور عالم ﷺ کو اور سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کو لے کر مکہ روانہ ہوئے آپ نے سیدہ

---

① رحمة اللعالمين: ٢/ ١٠٦

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

زینب رضی اللہ عنہا دختر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی لانا چاہا لیکن ان کے شوہر ابوالعاص بن ربیع نے انہیں نہیں آنے دیا۔ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کو ان کے شوہر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پہلے ہی مدینے لے گئے تھے۔ سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی ام ایمن کو اور سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو بھی لے لیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل وعیال کے ساتھ تھے اور عبداللہ سیدہ ام رومان کو اور اپنی دونوں بہنوں سیدہ عائشہ اور اسماء رضی اللہ عنہما کو لے کر روانہ ہوئے۔ حتیٰ کہ یہ سب (خیریت سے مدینہ پہنچ گئے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد اور مسجد کے اردگرد گھر بنا رہے تھے۔ آپ نے سب کو سیدنا حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کے گھر ٹھہرا دیا۔ اور آپ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے ان کا گھر بنایا جس میں آپ مدفون ہیں اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے دروازے کو بالمقابل مسجد میں دروازہ رکھا جس سے آپ نماز کے لیے آتے جاتے تھے اور جب اعتکاف میں بیٹھتے تو اپنا سر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے دروازے کی چوکھٹ تک نکال لیا کرتے تھے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا حالتِ حیض میں آپ کا سر دھو دیا کرتی تھیں۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں آ گئے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا اور رخصتی کا ارادہ کیا تو ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''گھر کا انتظام کر لو۔'' سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں کے قدرے پیچھے گھر تلاش کر کے خرید لیا اور اسی گھر میں شب عروسی منائی، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے آ کر فرمایا: ''میں تمہیں اپنے پاس منتقل کرنا چاہتا ہوں۔'' سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: آپ سیدنا حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ سے فرما دیں کہ وہ میرے لیے اپنا گھر چھوڑ دیں۔ فرمایا: ''اس سے پہلے حارثہ ہمارے لیے اپنا گھر چھوڑ چکے ہیں۔ اب مجھے شرم آتی ہے۔'' جب سیدنا حارثہ رضی اللہ عنہ کے کان میں یہ بات پڑی تو آپ نے فوراً اپنا گھر چھوڑ کر دوسرے گھر کا انتظام کر لیا اور رحمت عالم کی خدمت میں آ کر کہا: یا رسول اللہ! مجھے خبر پہنچی ہے کہ آپ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنے پاس منتقل کرنا چاہتے ہیں۔ دیکھیے! یہ میرے گھر ہیں اور بنی نجار کے گھروں کی بہ نسبت آپ سے زیادہ قریب ہیں۔ دیکھیے! میری جان اور میرا مال اللہ کے رسول کے لیے ہی ہے۔ یا رسول اللہ! اللہ کی قسم! مجھے وہ مال جو آپ قبول فرما لیں میرے متروکہ مال سے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

بہت زیادہ پیارا ہے، فرمایا: ''تم سچے ہو، اللہ تعالیٰ تمہیں برکت عطا فرمائے۔'' پھر آپ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو سیدنا حارثہ رضی اللہ عنہ کے گھر منتقل کر دیا۔

سیدنا حارثہ رضی اللہ عنہ کے گھر مسجد نبوی کے قریب اور آس پاس تھے۔ جب کبھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کوئی جدید نکاح فرماتے تو آپ کے لیے سیدنا حارثہ رضی اللہ عنہ اپنا گھر خالی کر دیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ سیدنا حارثہ رضی اللہ عنہ کے تمام گھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور امہات المومنین کے ہو گئے۔

محمد بن عمر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے جب کہ وہ ولید بن عبدالملک کے عہد خلافت میں مدینہ کے حاکم تھے اور انہوں نے مسجد نبوی کی توسیع کے لیے امہات المومنین کے گھر منہدم کرائے تو وہ گھر میں نے دیکھے تھے، یہ گھر کچی اینٹوں کے بنے ہوئے تھے اور ان میں کھجور کی ٹہنیوں سے حجرے بنائے گئے تھے جن کی مٹی سے مرمت کی گئی تھی۔ میں نے گنے تو اپنے حجروں کے ساتھ نو گھر تھے جو سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے لے کر اس دروازے تک جو باب النبی سے متصل ہے۔ اسماء بنت حسن بن عبداللہ بن عبیداللہ کے گھر تک تھے۔ میں نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا گھر اور ان کا حجرہ پکی اینٹوں کا دیکھا اور ان کے پوتے سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دومۃ الجندل سے جنگ کی تو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنا حجرہ پکی اینٹوں سے بنوایا، پھر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم جنگ سے واپس لوٹے اور پکی اینٹوں کا حجرہ دیکھا تو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس جو آپ کی پہلی اہلیہ ہیں، تشریف لے گئے اور پوچھا: ''یہ عمارت کیا ہے؟'' بولیں: یا رسول اللہ! میں نے لوگوں کی نگاہوں کو روکنے کے لیے یہ عمارت بنوائی ہے۔ فرمایا: ''ام سلمہ! سب سے بدتر چیز جس میں مسلمان کا مال برباد ہو، عمارت ہے۔''

عطاء خراسانی بیان کرتے ہیں کہ میں اس مجلس میں موجود تھا جس میں عمران بن انس موجود تھے (قبر و منبر کے درمیان) میں نے امہات المومنین کے حجرے کھجوروں کی شاخوں کے دیکھے جن کے دروازوں پر سیاہ بالوں کے ٹاٹ کے پردے لٹکے ہوئے تھے۔ میں اس وقت موجود تھا جب ولید بن عبدالملک کا خط لوگوں کو سنایا جا رہا تھا جس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں وہ حکم دے رہے تھے کہ امہات المومنین کے حجرے مسجد نبوی میں داخل کر دیے جائیں۔ میں نے اس دن سے زیادہ رونے والے کہیں نہیں دیکھے۔ عطاء کہتے ہیں: میں نے دیکھا کہ اس دن سعید بن مسیب فرما رہے ہیں: اللہ کی قسم! کاش یہ لوگ ان حجروں کو ان کے حال پر چھوڑ دیتے تاکہ مدینہ کی بعد میں آنے والی نسلیں اور دنیائے اسلام سے مدینہ میں آنے والے مسلمان دیکھتے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی میں کتنی دنیا پر قناعت کی اور یہ لوگوں کے لیے دنیا سے بے رغبتی اور دنیا پر فخر و مباہات سے اعراض کا قوی ذریعہ بن جاتے۔

معاذ فرماتے ہیں: جب عطاء خراسانی اپنی بات سے فارغ ہو گئے تو عمران بن انس نے کہا: ان میں چار گھر کچی اینٹوں کے تھے جن میں کھجور کی شاخوں کے حجرے بنے ہوئے تھے اور پانچ گھر کھجور کے پتوں سے بنے ہوئے تھے جن پر مٹی لپی ہوئی تھی اور ان کے دروازوں پر بالوں والے ٹاٹ کے پردے پڑے ہوئے تھے۔ میں نے پردہ کو ماپ کر دیکھا تو تین ہاتھ لمبا اور ایک ہاتھ چوڑا اور قدرے موٹا پایا۔ رہا اس دن مدینہ میں رونا، سو میں ایک مجلس میں موجود تھا جس میں صحابہ کرام کے صاحبزادوں کی ایک جماعت تھی جن میں ابوسلمہ بن عبدالرحمن، ابوامامہ بن سہل بن حنیف اور خارجہ بن زید بھی تھے، سب پھوٹ پھوٹ کر رو رہے تھے اور ان کی داڑھیاں آنسوؤں سے شرابور تھیں۔ اس روز ابوامامہ نے فرمایا: کاش یہ گھر یونہی چھوڑ دیے جاتے اور منہدم نہ کیے جاتے تاکہ لوگ عمارتوں پر کم از کم خرچ کرتے اور اس دنیا کو دیکھتے جسے اللہ اپنے نبی کو دے کر راضی تھا حالانکہ دنیا کے خزانوں کی کنجیاں اس کے ہاتھ میں تھیں۔

ازواج مطہرات اہل بیت سے ہیں

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَ اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۝ وَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رَسُوْلَهٗ وَ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ؕ وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝ وَ مَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَاۤ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَ اَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ۝ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ وَ قَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۝ وَ اذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَ الْحِكْمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا﴾ (الاحزاب: ٢٨، ٣٤)

''اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ دیجیے کہ اگر تم دنیوی زندگی اور اس کی زینت کی طلب گار ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا کر اچھے طریقے سے فارغ کر دوں۔ لیکن اگر تم اللہ، رسول اللہ اور اُخروی زندگی کی طالب ہو تو (پھر مجھ سے کسی دنیوی چیز کا مطالبہ نہ کرنا کیونکہ) اللہ نے تم جیسی پاکباز عورتوں کے لیے اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے۔ اے نبی کی بیویو! تم میں سے جو واضح گناہ کا ارتکاب کرے گی اسے دوگنا عذاب دیا جائے گا اور یہ بات اللہ کے لیے معمولی ہے۔ البتہ تم میں سے جو اللہ اور اس کے رسول کی فرماں بردار رہے گی اور نیک کام کرے گی ہم اسے ثواب بھی دوگنا دیں گے اور ہم نے اس کے لیے بہترین رزق تیار کر رکھا ہے۔ اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ اگر تم متقی ہو تو (نامحرم لوگوں سے باتیں کرتے وقت) نرم آواز سے بات نہ کرو ورنہ بیمار دِل والا طمع کرنے لگے گا۔ البتہ اچھی بات کرو اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور گزشتہ جاہلیت کی طرح اظہارِ زینت نہ کرو۔ نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ اور اس کے رسول کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اطاعت کرو۔ اے نبی کے گھر والو! اللہ چاہتا ہے کہ تم سے ہر قسم کی نامناسب چیز دور کر دے اور تمہیں اچھی طرح پاک وصاف کر دے اور جو قرآنی آیات اور حکمتیں تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں ان کی طرف دھیان رکھا کرو۔ بلاشبہ اللہ بہت باریک بین اور خبردار ہے۔''

ان آیات میں اللہ تعالیٰ کا فرمان:

﴿وَ قَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۚ وَ اذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَ الْحِكْمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا﴾

اہل بیت کی فضیلت پر بخوبی دلالت کر رہا ہے اور اہل بیت سے مراد آپ کے وہی رشتہ دار ہیں جن پر صدقہ حرام ہے۔ ان میں آپ کی ازواج مطہرات اور اولاد خصوصی حیثیت رکھتی ہیں۔

جس سیاق و سباق میں یہ آیت وارد ہوئی ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہاں اہل بیت سے مراد نبی کریم ﷺ کی بیویاں ہیں۔ کیونکہ خطاب کا آغاز ہی یا نساء النبی کے الفاظ سے کیا گیا ہے اور ماقبل و مابعد کی پوری تقریر میں وہی مخاطب ہیں۔ علاوہ بریں ''اہل البیت'' کا لفظ عربی زبان میں ٹھیک انہی معنوں میں استعمال ہوتا ہے جن میں ہم ''گھر والوں'' کا لفظ بولتے ہیں اور اس کے مفہوم میں آدمی کی بیوی اور اس کے بچے دونوں شامل ہوتے ہیں۔ بیوی کو مستثنیٰ کر کے ''اہل خانہ'' کا لفظ کوئی نہیں بولتا۔ خود قرآن مجید میں بھی اس مقام کے علاوہ دو مزید مقامات پر یہ لفظ آیا ہے اور دونوں جگہ اس کے مفہوم میں بیوی شامل بلکہ مقدم ہے۔ سورۂ ہود میں جب فرشتے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو بیٹے کی پیدائش کی بشارت دیتے ہیں تو ان کی اہلیہ اسے سن کر تعجب کا اظہار کرتی ہیں کہ بھلا اس بڑھاپے میں ہمارے ہاں بچہ کیسے ہوگا؟ اس پر فرشتے کہتے ہیں:

﴿اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَ بَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

''کیا تم اللہ کے امر پر تعجب کرتی ہو؟ اس گھر کے لوگو! تم پر تو اللہ کی رحمت ہے اور اس کی برکتیں ہیں۔'' (ھود: ۷۳)

سورۂ قصص میں ہے: جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام ایک شیرخوار بچے کی حیثیت سے فرعون کے گھر میں پہنچتے ہیں اور فرعون کی بیوی کو کسی ایسی انا کی تلاش ہوتی ہے جس کا وہ بچہ دودھ پی لے تو سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی بہن جا کر کہتی ہیں:

﴿هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ﴾ (القصص: ۱۲)

''کیا میں تمہیں ایسے گھر والوں کا پتہ دوں جو تمہارے لیے اس بچے کی پرورش کا ذمہ لیں؟''

پس محاورہ اور قرآن کے استعمالات اور خود اس آیت کا سیاق و سباق ہر چیز اس بات پر قطعی دلالت کرتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں آپ کی ازواج مطہرات بھی داخل ہیں اور آپ کی اولاد بھی بلکہ زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ آیت کا اصل خطاب ہی ازواج سے ہے اور اولاد مفہومِ لفظ کے اعتبار سے اس میں شامل قرار پاتی ہے۔ اسی بنا پر سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما عروہ بن زبیر اور عکرمہ کہتے ہیں کہ اس آیت میں اہل البیت سے مراد ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ ''اہل البیت'' کا لفظ صرف ازواج کے لیے استعمال ہوا ہے اور اس میں دوسرا کوئی داخل نہیں ہو سکتا تو یہ بات بھی غلط ہوگی۔

ایک گروہ نے اس آیت کی تفسیر میں صرف اتنا ہی ستم نہیں کیا ہے کہ ازواج مطہرات کو اہل البیت سے خارج کر کے صرف سیدنا علی و فاطمہ رضی اللہ عنہما اور ان کی اولاد کے لیے اس لفظ کو خاص کر دیا بلکہ اس پر مزید ستم یہ بھی کیا ہے کہ ان الفاظ ''اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم سے گندگی کو دور کرے اور تمہیں پوری طرح پاک کر دے'' سے یہ نتیجہ نکال لیا کہ صرف سیدنا علی و فاطمہ رضی اللہ عنہما اور ان کی اولاد انبیاء علیہم السلام کی طرح معصوم ہیں۔ ان کا کہنا یہ ہے کہ گندگی سے مراد خطا اور گناہ ہے اور ارشادِ الٰہی کی رو سے یہ اہل البیت اس سے پاک کر دیے گئے ہیں۔ حالانکہ آیت کے الفاظ یہ نہیں کہ تم سے گندگی دور کر دی گئی اور تم

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

بالکل پاک کر دیے گئے بلکہ الفاظ یہ ہیں کہ اللہ تم سے گندگی کو دور کرنا اور تمہیں پاک کر دینا چاہتا ہے۔ سیاق و سباق بھی یہ نہیں بتاتا کہ یہاں مناقب اہل بیت بیان کرنے مقصود ہیں۔ بلکہ یہاں تو اہل بیت کو نصیحت کی گئی ہے کہ تم فلاں کام کرو اور فلاں کام نہ کرو، اس لیے کہ اللہ تمہیں پاک کرنا چاہتا ہے۔ بالفاظِ دیگر مطلب یہ ہے کہ تم فلاں رویہ اختیار کرو گے تو پاکیزگی کی نعمت تمہیں نصیب ہوگی ورنہ نہیں۔ تاہم اگر ﴿اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا﴾ کا مطلب یہ لے لیا جائے کہ اللہ نے ان کو معصوم کر دیا تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ وضو اور غسل و تیمم کرنے والے سب مسلمانوں کو معصوم نہ مان لیا جائے کیونکہ ان کے متعلق بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَ لٰكِنْ یُّرِیْدُ لِیُطَهِّرَكُمْ وَ لِیُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْكُمْ﴾(المائدہ: ٦)

"مگر اللہ چاہتا ہے کہ تم کو پاک کرے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دے۔"

کیا آپ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی تھی؟

بعض حضرات ازواج مطہرات پر طعن کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی تھی۔ ان کا یہ کہنا یا تو ازواج مطہرات کے ساتھ دشمنی کا نتیجہ ہے یا پھر حدیث میں کم فہمی ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ آپ نے اپنی ازواج سے جو مہینہ بھر کا ایلاء کیا تھا اسے بنیاد بنا کے طلاق کا شبہ ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ آیئے واقعۂ ایلاء اور اس سے متعلق احادیث کو دیکھتے ہیں۔ اس سلسلے میں انتہائی جامع حدیث صحیح بخاری کی ہے۔ جس کے راوی سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

بہت دنوں تک میرے دل میں خواہش رہی کہ میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان دو بیویوں کے متعلق پوچھوں جن کے بارے میں اللہ نے یہ آیت نازل کی تھی: ﴿اِنْ تَتُوْبَاۤ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا...﴾ الخ، ایک مرتبہ انہوں نے حج کیا اور ان کے ساتھ میں نے بھی حج کیا۔ ایک جگہ جب وہ راستہ سے ہٹ کر (قضائے حاجت کے لیے) گئے تو میں بھی ایک برتن میں پانی لے کر ان کے ساتھ راستہ سے ہٹ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گیا۔ پھر انہوں نے وضو کیا تو میں نے اس وقت ان سے پوچھا کہ یا امیر المومنین! نبی کریم ﷺ کی بیویوں میں وہ دو کون ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ ﴿اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا﴾ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا: اے ابن عباس! تم پر حیرت ہے۔ وہ سیدہ عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما ہیں۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے تفصیل کے ساتھ حدیث بیان کرنی شروع کی۔

انہوں نے کہا کہ میں اور میرے ایک انصاری پڑوسی جو بنو امیہ بن زید سے تھے اور عوالی مدینہ میں رہتے تھے۔ ہم نے (عوالی سے) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے باری مقرر کر رکھی تھی۔ ایک دن وہ حاضری دیتے اور ایک دن میں حاضری دیتا، جب میں حاضر ہوتا تو اس دن کی تمام خبریں جو وحی وغیرہ سے متعلق ہوتیں، لاتا (اور اپنے پڑوسی سے بیان کرتا) اور جس دن وہ حاضر ہوتے وہ بھی ایسا ہی کرتے۔ ہم قریشی لوگ اپنی عورتوں پر غالب تھے لیکن جب ہم مدینہ آئے تو یہ لوگ ایسے تھے کہ عورتوں سے مغلوب تھے، ہماری عورتوں نے بھی انصار کی عورتوں کا طریقہ سیکھنا شروع کر دیا۔ ایک دن میں نے اپنی بیوی کو ڈانٹا تو اس نے بھی میرا ترکی بہ ترکی جواب دے دیا۔ میں نے اس کے اس طرح جواب دینے پر ناگواری کا اظہار کیا تو اس نے کہا: میرا جواب دینا تمہیں برا کیوں لگتا ہے؟ اللہ کی قسم! نبی کریم ﷺ کی ازواج بھی ان کو جواب دے دیتی ہیں اور بعض تو آپ سے ایک دن ورات تک الگ رہتی ہیں۔ میں اس بات پر کانپ اٹھا اور کہا: ان میں سے جس نے بھی یہ معاملہ کیا یقیناً وہ نامراد ہوگئی۔

پھر میں نے اپنے کپڑے پہنے اور (مدینہ کے لیے) روانہ ہوا۔ پھر میں سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر گیا اور میں نے ان سے کہا: اے حفصہ! کیا تم میں سے کوئی بھی نبی کریم ﷺ سے ایک دن ورات تک غصے میں رہتی ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں! کبھی (ایسا ہو جاتا ہے) میں نے اس پر کہا کہ پھر تم نے اپنے آپ کو خسارہ میں ڈال لیا اور نامراد ہوئی۔ کیا تمہیں اس کا کوئی ڈر نہیں کہ نبی کریم ﷺ کے غصے کی وجہ سے اللہ تم پر غصے ہو جائے اور پھر تم تنہا ہو جاؤ۔ خبردار! نبی کریم ﷺ سے مطالبات نہ کیا کرو نہ کسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

معاملہ میں آپ کو جواب دیا کرو اور نہ آپ کو چھوڑا کرو۔ اگر تمہیں کوئی ضرورت ہو تو مجھ سے مانگ لیا کرو۔ تمہاری سوکن جو تم سے زیادہ خوبصورت ہے اور آپ کو تم سے زیادہ پیاری ہے، اس کی وجہ سے تم کسی غلط فہمی میں نہ مبتلا ہو جانا۔ ان کا اشارہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف تھا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہمیں معلوم ہوا کہ غسان کا بادشاہ ہم پر حملے کے لیے جنگی تیاریاں کر رہا ہے۔ میرے انصاری ساتھی اپنی باری پر مدینہ منورہ گئے ہوئے تھے۔ وہ رات گئے واپس آئے اور میرے دروازے پر بڑی زور زور سے دستک دی اور کہا کہ کیا عمر گھر پر ہیں؟ میں گھبرا کر باہر نکلا تو انہوں نے کہا کہ آج بڑا حادثہ ہو گیا۔ میں نے کہا: کیا بات ہوئی، کیا غسانی چڑھ آئے ہیں؟ انہوں نے کہا: نہیں! حادثہ اس سے بھی بڑا اور اس سے بھی زیادہ خوفناک ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات کو طلاق دے دی ہے۔ میں نے کہا کہ حفصہ تو خاسر و نامراد ہوئی۔ مجھے تو اس کا خطرہ ہی لگا رہتا تھا کہ اس طرح کا کوئی حادثہ جلد ہی ہوگا۔

پھر میں نے اپنے کپڑے پہنے (اور مدینہ کے لیے روانہ ہو گیا) میں نے فجر کی نماز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی (نماز کے بعد) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ایک بالا خانہ میں چلے گئے اور وہاں تنہائی اختیار کر لی۔ میں سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا تو وہ رو رہی تھی۔ میں نے کہا: اب روتی کیا ہو، میں نے تمہیں پہلے ہی متنبہ کر دیا تھا۔ کیا آپ نے تمہیں طلاق دے دی ہے؟ انہوں نے کہا: مجھے معلوم نہیں۔ آپ اس وقت بالا خانہ میں تنہا تشریف فرما ہیں۔ میں وہاں سے نکلا اور منبر کے پاس آیا۔ اس کے گرد کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود تھے اور ان میں سے بعض رو رہے تھے۔ تھوڑی دیر تک میں ان کے ساتھ بیٹھا رہا۔ اس کے بعد میرا غم مجھ پر غالب آ گیا اور میں اس بالا خانہ کے پاس آیا جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے تھے۔ میں نے آپ کے ایک حبشی غلام سے کہا کہ عمر کے لیے اندر آنے کی اجازت لو۔ غلام اندر گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کر کے واپس آ گیا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ میں نے آپ سے آپ کا ذکر کیا لیکن آپ خاموش رہے۔ چنانچہ میں واپس چلا آیا اور پھر ان لوگوں کے ساتھ بیٹھ گیا جو منبر کے پاس موجود تھے، پھر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میرا غم مجھ پر غالب آیا اور دوبارہ آ کر میں نے غلام سے کہا کہ عمر کے لیے اجازت لو۔ اس غلام نے واپس آ کر پھر کہا کہ میں نے آپ کے سامنے آپ کا ذکر کیا تو آپ خاموش رہے۔ میں واپس آ گیا اور منبر کے پاس جو لوگ موجود تھے ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ لیکن میرا غم مجھ پر غالب آیا اور میں نے پھر آ کر غلام سے کہا کہ عمر کے لیے اجازت طلب کرو۔ غلام اندر گیا اور واپس آ کر جواب دیا کہ میں نے آپ کا ذکر آپ سے کیا اور آپ خاموش رہے۔ میں وہاں سے واپس آ رہا تھا کہ غلام نے مجھے پکارا اور کہا: نبی کریم ﷺ نے تمہیں اجازت دے دی ہے۔

میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ اس بان کی چارپائی پر جس سے چٹائی بنائی جاتی ہے لیٹے ہوئے تھے۔ اس پر کوئی بستر بھی نہیں تھا۔ بان کے نشانات آپ کے پہلو مبارک پر پڑے ہوئے تھے۔ جس تکیہ پر آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے، اس میں چھال بھری ہوئی تھی۔ میں نے نبی کریم ﷺ کو سلام کیا اور کھڑے ہی کھڑے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آپ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی ہے؟ آپ نے میری طرف نگاہ اٹھائی اور فرمایا: ''نہیں!'' میں (خوشی کی وجہ سے) کہہ اٹھا: اللہ اکبر! پھر میں نے کھڑے ہی کھڑے آپ کو خوش کرنے کے لیے کہا: یارسول اللہ! آپ کو معلوم ہے کہ ہم قریش کے لوگ عورتوں پر غالب رہا کرتے تھے۔ پھر جب ہم مدینہ آئے تو یہاں کے لوگوں پر ان کی عورتیں غالب تھیں۔ آپ اس پر مسکرا دیے۔ پھر میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کو معلوم ہے کہ میں حفصہ کے پاس ایک مرتبہ گیا تھا اور اس سے کہہ آیا تھا کہ اپنی سوکن کی وجہ سے جو تم سے زیادہ خوبصورت اور تم سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی عزیز ہے، دھوکے میں مت رہنا۔ ان کا اشارہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف تھا۔ اس پر نبی کریم ﷺ دوبارہ مسکرا دیے۔ میں نے جب آپ کو مسکراتے دیکھا تو بیٹھ گیا، پھر نظر اٹھا کر میں نے آپ کے گھر کا جائزہ لیا۔ اللہ کی قسم! میں نے آپ کے گھر میں کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی جس پر نظر رُکتی۔ سوائے تین چمڑوں کے (جو وہاں موجود تھے) میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ سے دُعا فرمائیں کہ وہ آپ کی امت کو فراخی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عطا فرمائے۔ فارس و روم کو فراخی اور وسعت حاصل ہے اور انہیں دنیا دی گئی ہے۔ حالانکہ وہ اللہ کی عبادت نہیں کرتے۔ آپ ابھی تک ٹیک لگائے ہوئے تھے لیکن اب سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا: ''ابن خطاب! تمہاری نظر میں بھی یہ چیزیں اہمیت رکھتی ہیں؟ یہ تو وہ لوگ ہیں جنہیں جو کچھ بھلائی ملنے والی تھی سب اسی دنیا میں دے دی گئی ہے۔'' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے لیے اللہ سے مغفرت کی دُعا کر دیجیے (کہ میں نے دنیاوی شان و شوکت کے متعلق یہ غلط خیال دل میں رکھا)۔

چنانچہ نبی کریم ﷺ نے اپنی ازواج کو انتیس دن تک الگ رکھا۔ اس لیے کہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے آپ کا راز سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہہ دیا تھا۔ آپ نے فرمایا تھا کہ ایک مہینہ تک میں ازواج کے پاس نہیں جاؤں گا۔ پھر جب انتیسویں رات گزر گئی تو آپ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور اُن سے ابتداء کی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! آپ نے قسم کھائی تھی کہ ہمارے ہاں ایک مہینہ تک تشریف نہیں لائیں گے اور ابھی تو انتیس ہی دن گزرے ہیں میں تو ایک ایک دن گن رہی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ ''یہ مہینہ انتیس کا ہے۔'' وہ مہینہ انتیس ہی کا تھا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے آیت تخییر نازل کی اور آپ اپنی تمام ازواج میں سب سے پہلے میرے پاس تشریف لائے (اور مجھ سے اللہ کی وحی کا ذکر کیا) میں نے آپ کو ہی پسند کیا۔ اس کے بعد آپ نے اپنی تمام دوسری ازواج کو اختیار دیا اور سب نے وہی کہا جو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہہ چکی تھیں۔ [1]

اس روایت سے دو باتوں کا پتہ چلا:

① آپ نے اپنی بیویوں کو طلاق نہیں دی تھی اس لیے آپ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دریافت کرنے پر صاف لفظوں میں فرما دیا: ''میں نے اپنی بیویوں کو طلاق نہیں دی۔''

[1] صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب موعظة الرجل ابنته لحال زوجها، رقم: ۵۱۹۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

② اپنی بیویوں سے مہینہ بھر الگ رہنے کے بعد جب آپ تشریف لائے تو آیت تخییر نازل ہوئی جس میں ازواج مطہرات کو اختیار دیا گیا کہ چاہیں تو آپ کی زوجیت میں رہیں، چاہیں تو دنیا کو اختیار کر لیں اور آپ کی زوجیت سے الگ ہو جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج کو اختیار دے دیا لیکن ازواج مطہرات نے آپ سے جدا ہونے کی بجائے آپ کی زوجیت میں رہنا پسند فرمایا۔

اس واقعہ پر امام مسروق رحمہ اللہ تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"مَا أُبَالِي خَيَّرْتُ امْرَأَتِي وَاحِدَةً أَوْ مِائَةً أَوْ أَلْفًا بَعْدَ أَنْ تَخْتَارَنِي وَلَقَدْ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا فَقَالَتْ: قَدْ خَيَّرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَفَكَانَ طَلَاقًا؟" ①

مجھے کچھ خوف نہیں اگر میں اپنی بیوی کو ایک بار یا سو بار یا ہزار بار اختیار دوں جب وہ مجھے پسند کر چکی ہے اور میں نے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اختیار دیا تھا تو کیا طلاق ہو گئی؟ (یعنی نہیں ہوئی)

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ حکم ارشاد فرمایا تھا کہ آپ اپنی بیویوں سے فرما دیں: انہیں دو باتوں میں سے ایک چیز کا اختیار ہے چاہے تو اللہ، اس کے رسول اور آخرت کے گھر کو اختیار کر لیں یا پھر دنیا اور اس کی زیب و زینت کو اختیار کر لیں۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ إِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ۝ وَإِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا﴾

(احزاب: ۲۸، ۲۹)

"اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ دیجیے کہ اگر تم دنیا اور اس کی زینت چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا کر بھلے طریقے سے رُخصت کر دوں اور اگر

① صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب ان تخییر امرأته لا یکون طلاقا، رقم: ۱۴۷۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تم اللہ، اس کے رسول (ﷺ) اور دارِ آخرت کی طالب ہو تو جان لو کہ تم میں سے جو نیکو کار ہیں اللہ نے ان کے لیے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔“

اس آیت کے نزول کے وقت آپ کے نکاح میں چار بیویاں تھیں۔ سیدہ سودہ، سیدہ عائشہ، سیدہ حفصہ اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہن۔ ابھی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے آپ کا نکاح نہیں ہوا تھا۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ نے سب سے پہلے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے گفتگو کی اور فرمایا: ”میں تم سے ایک بات کہتا ہوں، جواب دینے میں جلدی نہ کرنا، اپنے والدین کی رائے لے لو، پھر فیصلہ کرو۔“ پھر آپ نے ان کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم آیا ہے اور یہ آیت ان کو سنا دی۔ انہوں نے عرض کیا: کیا اس معاملے میں اپنے والدین سے پوچھوں؟ میں تو اللہ، اس کے رسول اور دارِ آخرت کو چاہتی ہوں۔ اس کے بعد آپ باقی ازواجِ مطہرات میں سے ایک ایک کے ہاں گئے اور ہر ایک سے یہی بات فرمائی اور ہر ایک نے وہی جواب دیا جو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے دیا تھا۔

اصطلاح میں اس کو تخییر کہتے ہیں، یعنی بیوی کو اس امر کا اختیار دینا کہ وہ شوہر کے ساتھ رہنے یا اس سے جدا ہو جانے کے درمیان کسی ایک چیز کا خود فیصلہ کر لے۔ یہ تخییر، نبی کریم ﷺ پر واجب تھی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کا آپ کو حکم دیا تھا۔ اگر ازواجِ مطہرات میں سے کوئی خاتون علیحدگی کا پہلو اختیار کرتیں تو آپ سے خود جدا نہ ہوتیں بلکہ نبی کریم ﷺ کے جدا کرنے سے ہوتیں جیسا کہ آیت کے الفاظ ”آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا کر بھلے طریقے سے رُخصت کر دوں“ سے ظاہر ہوتا ہے لیکن آپ پر یہ واجب تھا کہ اس صورت میں اُن کو جدا کر دیتے، کیونکہ نبی کی حیثیت سے آپ کا یہ منصب نہ تھا کہ اپنا وعدہ پورا نہ فرماتے۔ جدا ہو جانے کے بعد بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ امہات المومنین کے زمرے سے خارج ہو جاتیں اور اُن سے کسی دوسرے مسلمان کا نکاح حرام نہ ہوتا، کیونکہ وہ دنیا اور اس کی زینت ہی کے لیے تو رسول اللہ ﷺ سے علیحدگی اختیار کرتیں جس کا حق انہیں دیا گیا تھا اور ظاہر ہے کہ ان کا یہ مقصد نکاح سے محروم ہو جانے کی صورت میں پورا نہ ہو سکتا تھا۔ دوسری طرف آیت کا منشا یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جن ازواج نے اللہ، اس کے رسول اور دارِ آخرت کو پسند کر لیا تو انہیں طلاق دینے کا اختیار

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

آپ کے لیے باقی نہ رہا، کیونکہ تخییر کے دو ہی پہلو تھے ایک یہ کہ دنیا کو اختیار کرتی ہو تو تمہیں جدا کر دیا جائے۔ دوسرے یہ کہ اللہ اس کے رسول ﷺ اور دارِ آخرت کو اختیار کرتی ہو تو تمہیں جدا نہ کیا جائے۔ اب ظاہر ہے کہ ان میں سے جو پہلو بھی کوئی خاتون اختیار کرتیں تو ان کے حق میں دوسرا پہلو خود بخود ممنوع ہو جاتا تھا۔

سوچنا چاہیے ان لوگوں کو جو آیتِ تخییر کو دلیل بنا کر آپ کی جانب سے طلاق دینے کا شبہ ڈالتے ہیں، اگر آپ نے طلاق دی ہوتی تو اس ضمن میں احادیث کی کتابیں کیوں خاموش رہتیں؟ اگر آپ نے طلاق دی ہوتی تو بوقت وفات سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی گود میں سر رکھ کر آپ اس دنیا سے رُخصت نہ ہوتے۔

ازواجِ مطہرات کا عہدِ فاروقی میں حج کرنا

حجۃ الوداع کے موقع پر آپ کی بیویاں بھی آپ کے ساتھ تھیں اور انہوں نے آپ کی معیت میں حج کیا۔ درج ذیل چند روایات آپ کے سفر حج میں ازواج مطہرات کی موجودگی کو واضح کرتی ہیں:

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ احرام باندھے ہوئے حج افراد کے لیے آئے (شاید ان کا اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کا احرام ایسا ہی ہو جبکہ نبی کریم ﷺ تو قارن تھے) اور ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا عمرہ کے احرام کے ساتھ آئیں، یہاں تک کہ جب مقام سرف پر پہنچے تو ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حائضہ ہو گئیں۔ پھر جب ہم مکہ میں آئے اور کعبہ کا طواف کیا اور صفا اور مروہ کی سعی کی تو ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ جس کے ساتھ ہدی (قربانی کا جانور) نہ ہو وہ احرام کھول ڈالے (یعنی حلال ہو جائے) تو ہم نے کہا کہ اس سے کیسا حلال ہونا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: ''مکمل حلال ہو جانا۔'' پس ہم نے احرام کھول دیا۔ راوی نے کہا: پھر ہم نے اپنی عورتوں سے جماع کیا، خوشبو لگائی اور کپڑے پہنے، اس وقت ہمارے اور عرفہ میں چار راتوں کا فرق باقی تھا۔ پھر ترویہ کے دن یعنی ذوالحجہ کی آٹھویں تاریخ کو

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

(حج کے لیے) احرام باندھا، پھر رسول اللہ ﷺ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے، انہیں روتے ہوئے پایا تو پوچھا: ''تمہیں کیا ہوا ہے؟'' انہوں نے عرض کی کہ میں حائضہ ہوگئی ہوں اور لوگ احرام کھول چکے ہیں اور میں نہ تو احرام کھول سکی نہ طواف کر سکی، اب لوگ حج کو جا رہے ہیں تو آپ نے فرمایا ''یہ ایک ایسی چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کی سب بیٹیوں پر لکھ دی ہے پس تم غسل کرو (یعنی احرام کے لیے) اور حج کا احرام باندھ لو۔'' تو انہوں نے ایسا ہی کیا اور وقوف کی جگہوں میں وقوف کیا، یہاں تک کہ جب وہ پاک ہوئیں تو بیت اللہ اور صفا و مروہ کا طواف کیا۔ پھر آپ نے فرمایا ''تم حج اور عمرہ دونوں سے حلال ہوگئی۔'' تو انہوں نے کہا: یارسول اللہ! میں اپنے دل میں ایک بات پاتی ہوں کہ میں نے طواف (یعنی طواف قدوم) نہیں کیا جب تک حج سے فارغ نہ ہوئی تو آپ نے فرمایا: ''اے عبدالرحمن ان کو تنعیم لے جا کر عمرے کے لیے احرام بندھوا لاؤ۔'' یہ معاملہ اس شب کو ہوا جب آپ محصب میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ ①

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع میں نکلے اور کسی نے عمرہ کا اور کسی نے حج کا احرام باندھا۔ جب مکہ آئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے عمرہ کا احرام باندھا ہے اور قربانی نہیں لایا وہ احرام کھول ڈالے اور جس نے عمرہ کا احرام باندھا اور قربانی لایا ہے، وہ نہ کھولے جب تک قربانی ذبح نہ کر لے اور جس نے حج کا احرام باندھا ہے وہ حج پورا کرے۔'' ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں حائضہ ہوگئی اور عرفہ کے دن تک حائضہ رہی اور میں نے صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا تو آپ نے مجھے عمرہ چھوڑ کر حج کا احرام باندھنے کا حکم دیا۔ کہتی ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا۔ جب حج کر چکے تو آپ نے میرے ساتھ عبدالرحمن (بن ابی بکر رضی اللہ عنہما) کو بھیجا کہ میں تنعیم سے (احرام باندھ کر) عمرہ کر آؤں، وہ عمرہ جس کو میں نے پورا نہیں کیا تھا اور اس کا احرام کھولنے سے قبل حج کا احرام باندھ لیا تھا۔ ②

① صحیح مسلم، کتاب الحج، باب بیان وجوہ الاحرام، رقم: ۱۲۱۳۔
② صحیح مسلم، کتاب الحج، باب وجوہ الاحرام وانہ......: ۱۲۱۱۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ان روایات سے پتہ چلتا ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر ازواج مطہرات آپ کے ساتھ تھیں اور آپ کی وفات کے بعد جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ۲۳ھ میں اپنا آخری حج کیا تو امہات المومنین نے بھی آپ سے حج کی اجازت مانگی۔ آپ نے اجازت دے دی اور ان کے حج کی تیاری کا حکم دے دیا۔ انہیں ہودجوں میں سوار کیا گیا اور ان کے ساتھ سیدنا عبدالرحمن اور عثمان رضی اللہ عنہما کو بھیجا گیا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اپنی سواری پر ان کے آگے آگے چل رہے تھے اور کسی کو ان کے قریب نہ آنے دیتے اور سیدنا عبدالرحمن رضی اللہ عنہ اپنی سواری پر ان کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے اور کسی کو ان کے قریب نہ آنے دیتے تھے اور امہات المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہر منزل میں ٹھہرتی تھیں۔①

ابراہیم بن سعد اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سیدنا عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات کے سال ازواج مطہرات کے ساتھ بھیجا۔ وہ ان کو حج کرانا چاہتے تھے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ازواج مطہرات کے آگے آگے چل رہے تھے اور کسی کو ان کے پاس نہیں آنے دیتے تھے اور انہیں وہی دیکھ سکتا تھا جو دُور سے ان پر نگاہ ڈالے اور سیدنا عبدالرحمن رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے اور کسی کو ان کے قریب نہیں آنے دیتے تھے۔ امہات المومنین ہودجوں میں تھیں اور یہ دونوں بزرگ ازواج مطہرات کو گھاٹیوں میں ٹھہرا دیتے تھے اور کسی گھاٹی میں انہیں قیلولہ کرا دیا کرتے تھے اور گھاٹی کے سائے میں اتار دیتے تھے اور ان کے پاس کسی کو جانے نہیں دیتے تھے۔②

زید رحمہ اللہ اپنی پھوپھی سیدہ ام معبد بنت خالد رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے عہد عمر میں سیدنا عبدالرحمن و عثمان رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ انہوں نے ازواجِ مطہرات کو حج کرایا اور میں نے ان کے ہودجوں پر سبز ریشمی چادریں پڑی ہوئی دیکھیں اور وہ لوگوں سے علیحدہ رہتی تھیں۔ آگے آگے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اپنی سواری پر چلتے تھے اور اگر کسی کو ان

① جلباب المرأة المسلمة للالبانی، اسناده حسن، ۱/ ۱۱۰۔
② الطبقات الکبریٰ: ۸/ ۱۶۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے قریب آتا دیکھتے تو بلند آواز سے فرماتے: ہٹ جا ہٹ جا! اور سیدنا ابن عوف رضی اللہ عنہ ازواج مطہرات کے پیچھے یہی فریضہ انجام دے رہے تھے۔ پھر وہ قدید میں میری منزل کے قریب ٹھہریں اور لوگوں سے علیحدہ رہیں جبکہ لوگوں نے درختوں سے ہر طرف سے ان پر پردہ کر رکھا تھا، میں ان کے پاس گئی تو وہ سب آٹھ ازواج مطہرات تھیں، میں انہیں دیکھ کر رونے لگی۔ وہ بولیں: کیوں روتی ہو؟ میں نے کہا: تمہیں دیکھ کر مجھے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم یاد آ گئے ہیں۔ یہ سن کر وہ بھی رونے لگیں۔ میں نے کہا: میرے پاس آپ کی یہ منزل ہے، پھر انہوں نے مجھے پہچانا اور مجھے خوش آمدید کہا۔ میں نے ان کے سامنے اونٹ کا گوشت اور دودھ پیش کیا اور انہوں نے سب کا سب مجھ سے قبول فرما لیا اور ہر ایک نے مجھے کچھ نہ کچھ دیا۔[1]

① طبقات ابن سعد: ٨/ ١٦٩۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ازواجِ مطہرات کی زندگی پر مع نقشہ ایک تاریخی نظر

نمبر شمار	نام ازواج مطہرات	سن نکاح	ام المومنین کی عمر بوقت نکاح	کل عمر	سن وفات	مقبرہ	نبی کی خدمت میں رہنے کی مدت	نبی ﷺ کی عمر بوقت نکاح
۱	سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ	۱۵ قبل نبوۃ	۴۰ سال	۶۵ سال	۱۰ نبوی	مکہ معظمہ	۲۵ سال	۲۵ سال
۲	سیدہ سودہؓ	۱۰ نبوت	۵۰ سال	۷۲ سال	۱۹ھ	مدینہ منورہ	۱۴ سال	۵۰ سال
۳	سیدہ عائشہ صدیقہؓ	نکاح ۱۱ نبوی رخصتی شوال ۱ھ ہجری	۹ سال	۶۳ سال	۵۸ھ ۱۷ رمضان المبارک	مدینہ منورہ	۱۴ سال	۵۳ سال
۴	سیدہ حفصہؓ	۳ شعبان ھ	۲۳ سال	۵۹ سال	جمادی الاول ۴۱ھ	مدینہ منورہ	۸ سال	۵۵ سال
۵	سیدہ زینب بنت خزیمہؓ	۳ھ	۳۰ تقریباً	۳۰ سال	۳ھ	مدینہ منورہ	۳ ماہ	۵۵ سال
۶	سیدہ ام سلمہؓ	۴ھ	۲۴ سال	۸۰ سال	۶۰ھ	مدینہ منورہ	۷ سال	۵۶ سال
۷	سیدہ زینب بن جحشؓ	۵ھ	۳۶ سال	۵۱ سال	۲۰ھ	مدینہ منورہ	۶ سال	۵۷ سال
۸	سیدہ جویریہؓ	۵ھ شعبان	۲۰ سال	۷۱ سال	۵۶ھ ربیع الاول	مدینہ منورہ	۶ سال	۵۷ سال
۹	سیدہ ام حبیبہؓ	۶ھ	۳۶ سال	۷۲ سال	۴۴ھ	مدینہ منورہ	۶ سال	۵۸ سال
۱۰	سیدہ صفیہؓ	۷ھ جمادی الآخر	۱۷ سال	۵۰ سال	۵۰ھ رمضان	مدینہ منورہ	پونے چار سال	۵۹ سال
۱۱	سیدہ میمونہؓ	۷ھ ذی قعدہ	۳۶ سال	۸۰ سال	۵۱ھ	سرف قریب مکہ	سوا تین سال	۵۹ سال

(رحمة اللعالمين، قاضى سليمان، ص:١٤٨)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ام المومنین سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا تاریخ کے چہرے پر ایک ایسی خاتون کے روپ میں جلوہ نما ہیں جن کی عظمت وتقدس کو سینکڑوں سالوں کی گردش اورلیل ونہار کے پیمانے بھی نہیں مٹا سکے، ان کی سیرت ایک ایسا روشن مینار ہے جو مسلسل اپنی روشنی سے آنے والے ادوار کو جگمگا تا رہے گا، خواتین کے لیے ان کی حیات طیبہ ایک بہترین اسوہ اور کامیاب گھریلو زندگی کے لیے راہِ عمل ہے۔ وہ صبر وشکر کی تصویر اور ایسی وفا کی پیکر تھیں کہ نبی کریم ﷺ ان کی وفات کے بعد کبھی بھی ان کی یادوں کو بھلا نہ سکے اور ان کی موجودگی میں کبھی دوسری شادی نہ کی، انہیں کئی اعتبار سے دیگر ازواج مطہرات پر فضیلت حاصل ہے، مثلاً: خواتین میں سب سے پہلے انہوں نے اسلام قبول کیا، سب سے پہلے آپ کے نکاح میں آئیں، وہ پہلی شخصیت ہیں جنہیں قبر میں آپ نے اپنے ہاتھوں سے اُتارا اور خود قبر میں اترے اور اللہ تعالیٰ نے بھی سب سے پہلے اُنہیں ہی جبریل امین کے ذریعے سلام بھیجا۔

نبی کریم ﷺ کے ساتھ سب سے پہلے نماز پڑھنے والی اور آپ کی تصدیق کرنے والی ہیں، یہ وہ خاتون ہیں جن سے آپ کی پہلی اولاد ہوئی اور زندگی بھر گھریلو زندگی میں نبی کریم ﷺ سے جھگڑا یا ناراضی تو بڑی دور کی بات ہے اس ضمن میں کوئی ہلکا سا اشارہ بھی نہیں ملتا، وہ ایک ایسی صابرہ وشاکرہ خاتون تھیں کہ جس نے خود کو شوہر کی محبت میں فنا کردیا۔ شادی سے پہلے عمدہ غذائیں کھانے والی اور سنجاب وسمور کے بستروں پر سونے والی ایک مالدار خاتون تھیں، جن کی خدمت کے لیے نوکر چاکر ہر وقت تیار رہتے مگر شادی کے بعد جو کی روٹی اور دلیہ کھانا پڑا یا فرشِ خاکی پر سونا پڑا اور سب کام اپنے ہاتھوں سے کرنے پڑے تو بھی ان کی زبان پر شکوہ نہ آیا بلکہ ان کا دامنِ محبت آپ ﷺ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے لیے کشادہ رہا۔ انہوں نے شعب ابی طالب میں ۳ سال کا صبر آزما اور حوصلہ شکن عرصہ ایک اذیت ناک محاصرے میں گزارا، جہاں انہیں بھوک کی شدت میں سوکھا چمڑا تک کھانا پڑا مگر وہ آپ کی رفاقت کو فصلِ بہار سمجھ کے ہمیشہ خوش وخرم رہیں۔

آیئے ان کی حیات طیبہ کے چند ابواب کا تذکرہ کرتے ہیں۔ وہ قلم بھی باعظمت ہے جو ان کی مدح میں اٹھے اور وہ قرطاس بھی مقدس ہے جو اس پاکیزہ خاتون کی سیرت پیش کرنے کی سعادت حاصل کرے۔

نام ونسب

ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزی بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہد بن مالک بن نضر بن کنانہ۔

☆ والدہ کی طرف سے نسب

سیدہ خدیجہ بنت فاطمہ بنت زاہد بن الاصم بن رواحہ حجر بن عبد معیص بن عامر بن غالب بن فہد۔①

قصی پر پہنچ کر آپ کا نسب نبی کریم ﷺ کے نسب سے مل جاتا ہے، اس اعتبار سے آپ نبی کریم ﷺ کی دیگر ازواج کے مقابلہ میں سب سے زیادہ قریب النسب ہیں اور آپ نے قصی کی اولاد میں سے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ صرف سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تھا۔ نبی کریم ﷺ اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا خاندان بہت قریب ہے، فرق صرف یہ ہے کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا قبیلہ بنو اسد ہے اور نبی کریم ﷺ کا بنو ہاشم اور یہ دونوں ہی قصی کی نسل سے ہیں، اس اعتبار سے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا حسب ونسب میں ایک معزز اور شریف گھرانے سے تعلق رکھتی تھیں۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی نبی کریم ﷺ سے شادی

نبی کریم ﷺ کے نکاح میں آنے سے پہلے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے دو نکاح ہو چکے تھے۔

① سیرۃ ابن هشام: ۱/ ۱۸۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جوانی کی عمر کو پہنچتے ہی ان کے والد نے اپنی بیٹی کی پاکیزہ فطرت کے پیشِ نظر ورقہ بن نوفل کا ان کے لیے انتخاب کیا جو تورات و انجیل کے بہت بڑے عالم تھے، لیکن بعض وجوہات کی بنا پر ان سے نکاح نہ ہوسکا اور یہ سعادت ابوہالہ بن نباش بن زرارہ کو حاصل ہوگئی۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پہلے خاوند شادی کے بعد چند برس ہی زندہ رہے پھر وفات پا گئے۔ کچھ عرصہ بعد ان کا نکاح عتیق بن عابد بن عبداللہ مخزومی سے ہوگیا، مگر یہ شادی بھی دیر پا ثابت نہ ہوئی اور جنگ فجار میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے والد خویلد بن اسد اور ان کے خاوند عتیق بن عابد مخزومی قتل ہوگئے۔ یوں ان سے شوہر اور والد کا سہارا چھن گیا، سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بیوگی کے زمانہ میں تجارت کی طرف رغبت کی اور انہوں نے مضاربت کا طریقہ اپنایا۔ وہ ایماندار اشخاص کو تجارت کا سامان دے کر دیگر ممالک میں بھیجتیں اور خود تجارت کی نگرانی کرتی تھیں جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قبیلہ قریش تھا ہی تجارت پیشہ، جس کے افراد تجارتی قافلوں کی صورت میں گرمی کے موسم میں ملک شام اور سردیوں میں یمن تک جاتے۔ جیسا کہ سورۂ قریش میں اللہ تعالیٰ نے ان کی تجارت اور سفر سے محبت کا ذکر کیا ہے۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت و دیانت اور مکارم اخلاق کا پتہ چلا تو انہوں نے ایک پیغام کے ذریعے پیش کش کی کہ آپ ان کا مال لے کر تجارت کے لیے ملک شام جائیں، خود ابوطالب کی بھی یہی خواہش تھی۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی پیش کش کو قبول فرمایا اور ان کا مال لے کر ملک شام کی طرف روانہ ہوگئے۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا غلام میسرہ بھی آپ کے ساتھ تھا۔ ①

جب آپ مکہ واپس تشریف لائے اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے مال میں ایسی برکت دیکھی جو اس سے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی اور ان کے غلام میسرہ نے بھی سفر کے حالات اور آپ کی برکات کا تذکرہ کیا اور آپ کی امانت و دیانت، راست گوئی اور بلند

① سیرة ابن هشام: ١/ ١٨٧، ١٨٨

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اخلاق کے متعلق بتایا تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے دل میں آپ کی قدر و منزلت بڑھ گئی اور چونکہ قضاوقدر کی جانب سے یہ بات لکھ دی گئی تھی کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پیغمبر آخرالزماں ﷺ کی بیوی بنے گی اور اس سعادت بخش گھڑی کے ظہور کا وقت قریب ہی آ پہنچا تھا۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے دل میں اس گوہر نایاب کے حصول کی خواہش پیدا ہوئی جبکہ اس سے پہلے بڑے بڑے سردار اور رئیس ان سے شادی کے خواہش مند تھے۔ لیکن انہوں نے کسی کا پیغام منظور نہیں کیا تھا اور ادھر دل خود مکہ کے صادق و امین کی تلاش میں سرگرداں تھا۔ چنانچہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنی سہیلی نفیسہ بنت مینہ سے اپنے دل کی بات کہی۔ طبقات ابن سعد میں نفیسہ سے یہ الفاظ منقول ہیں:

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے تجارتی قافلے میں محمد ﷺ جب شام سے واپس آئے تو چپکے سے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے مجھے ان کے پاس بھیجا اور میں نے کہا:

اے محمد! آپ کو نکاح کرنے سے کیا امر مانع ہے؟

انہوں نے فرمایا: ''میرے ہاتھ میں وہ سامان نہیں جس سے نکاح کرسکوں۔''

میں نے عرض کیا: اگر سامان ہوجائے اور آپ کو حسن و جمال، مال وزر اور شرف و مقام کی جانب دعوت دی جائے تو کیا آپ قبول فرمائیں گے؟

آپ نے پوچھا: ''وہ کون ہے؟'' میں نے بتایا: سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا!

آپ نے پوچھا: ''میرے ساتھ ان کی تزویج کی کیا سبیل ہے؟''

میں نے عرض کیا: یہ میرے ذمہ ہے۔

میں نے جاکر سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو خبر دی تو انہوں نے آپ کو پیغام نکاح بھیجنے کی تیاری کر لی۔①

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا جلد از جلد آپ سے نکاح کر لینا چاہتی تھیں تاکہ یہ نایاب دولت کسی اور کے حصے میں نہ چلی جائے، اس سلسلے میں وہ ورقہ بن نوفل کے پاس بھی مشورے کی غرض سے گئیں۔ چنانچہ البدایہ والنھایہ میں ہے:

---

① طبقات ابن سعد: ۱/ ۱۰۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"وَكَانَ ابْنُ عَمِّهَا وَكَانَ نَصْرَانِيًّا...... فَقَالَ وَرَقَةُ: لَئِنْ كَانَ هٰذَا حَقًّا يَا خَدِيْجَةُ إِنَّ مُحَمَّدًا لَنَبِيُّ هٰذِهِ الْأُمَّةِ قَدْ عَرَفْتُ إِنَّهُ كَائِنٌ لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ نَبِيٌّ يُنْتَظَرُ هٰذَا زَمَانُهُ" [1]

ورقہ ان کا چچازاد بھائی تھا اور نصرانی ہو چکا تھا، اس نے کہا: اے خدیجہ! (جو باتیں میسرہ نے بتائی ہیں) اگر وہ سچی ہیں تو جان لو کہ محمد (ﷺ) اس امت کے نبی ہیں۔ مجھے پہلے ہی پتہ تھا کہ اس امت کا ایک نبی آنے والا ہے جس کا انتظار کیا جارہا ہے اور اس کے ظہور کا یہی زمانہ ہے۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بزرگوں تک یہ بات پہنچائی، باپ تو فوت ہو چکے تھے صرف چچا زندہ تھے جن کا نام عمرو بن اسد تھا۔ چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل بھی تھے، انہوں نے ابوطالب سے بات کی جو انہوں نے نبی کریم ﷺ کے مشورے کے بعد منظور کرلی، اس طرح جانبین کے فیصلہ سے وقت اور دن کا تعین ہوگیا۔ مقررہ دن آپ کے ساتھ آپ کے چچا ابوطالب اور سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اور چند معززین قریش سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر گئے۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی جانب سے ان کے چچا عمرو بن اسد اور ورقہ بن نوفل نے استقبال کیا۔ خطبہ نکاح ابوطالب نے پڑھا جس کا لب لباب یہ تھا:

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے ہمیں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی اولاد اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی نسل سردار معد کی صلب اور سردار مضر کی اصل سے پیدا فرمایا اور ہمیں بیت اللہ کا خادم اور حرم شریف کا منتظم بنایا۔ ہمیں ایسا گھر دیا جس کا حج کیا جاتا ہے اور ایسا حرم دیا جو امن کا گہوارہ ہے اور ہمیں لوگوں پر حاکم بنایا۔ میرا بھتیجا محمد بن عبداللہ علم و حکمت اور فضل وشرف میں بے مثل ہے۔ اگرچہ اس کے پاس ظاہری مال کم ہے مگر اس مال کی حیثیت ہی کیا ہے؟ یہ تو ایک ڈھلتی چھاؤں ہے، ان کی نسبی قرابت داری سے آپ آگاہ ہیں۔ انہوں نے خدیجہ بنت خویلد کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کی خواہش کی ہے۔ [2]

[1] البدایه والنهایه: ۲/ ۳۶۲۔ [2] زرقانی علی المواهب: ۱/ ۳۷۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جب ابوطالب نے اپنا خطبہ ختم کیا تو ورقہ بن نوفل نے ان الفاظ میں خطبہ پڑھا:
تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے ہمیں ایسا پیدا کیا جیسا کہ آپ نے بتایا اور ان لوگوں پر فضیلت عطا کی جن کو آپ نے شمار فرمایا ہے۔ بے شک ہم عرب کے قائد اور سردار ہیں اور آپ اس سیادت کے اہل ہیں، کوئی خاندان آپ کی فضیلت کا منکر نہیں اور نہ ہی کوئی آپ کے فخر و شرف کو چیلنج کرتا ہے۔ بات یہ ہے کہ ہمارے دل میں آپ کے ساتھ رشتہ داری قائم کرنے کی خواہش پیدا ہوئی، پس تم گواہ ہو جاؤ اے گروہ قریش! کہ میں نے چار سو دینار حق مہر کے عوض محمد بن عبداللہ سے خدیجہ بنت خویلد کا نکاح کر دیا ہے۔ ①

شادی کے وقت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس اور نبی کریم ﷺ کی عمر پچیس سال تھی۔ ②

مکہ کے اس جوڑے نے شادی کے بعد ایک نئی زندگی کا آغاز کر دیا، وقت پر لگا کر اڑنے لگا۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے آنگن میں خوشیوں، مسرتوں اور شادمانیوں کے پھول کھلکھلانے لگے۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک مالدار خاتون تھیں جن کے تجارتی قافلے شام و یمن تک جاتے تھے، ان کا شمار مکہ کے چند گنے چنے مالدار افراد میں ہوتا تھا اور نبی کریم ﷺ کے پاس ایسی کوئی دولت موجود نہیں تھی مگر سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنی دولت اللہ کی رضا کی خاطر شوہر کی دل جوئی و خوشنودی کے لیے اور اسلام کی نصرت کے لیے دل کھول کر خرچ کی اور شوہر کی محبت میں خود کو فنا کر دیا۔

نبی کریم ﷺ بھی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مثالی جذبہ ایثار سے متاثر تھے اور ان سے بے حد محبت رکھتے تھے۔ زندگی کا یہ حسین سفر تیزی سے گزرتا جا رہا تھا اور جوں جوں نبی کریم ﷺ کی بعثت کا زمانہ قریب آتا جا رہا تھا آپ کو آبادیوں کے ہنگاموں اور شور و غل سے نفرت ہوتی جا رہی تھی، ویرانوں اور خلوت کدوں کی محبت بڑھ رہی تھی۔ چنانچہ

① زرقانی علی المواهب: ۱/ ۳۷۷۔
② طبقات الکبری: ۸/ ۱۰۵۔ زاد المعاد: ۱/ ۱۰۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ اکثر مکہ سے تقریباً تین میل دور ابوقیس پہاڑ پر واقع ایک غار میں جو غارِ حرا کے نام سے معروف تھی۔ چلے جاتے۔ اپنے ساتھ ستو، کھجوریں اور دیگر کھانے پینے کا سامان لے جاتے اور ذکر وفکر میں مشغول رہتے۔ آخر وہ بابرکت گھڑی بھی آگئی جب غارِ حرا کی تنہائی میں رب تعالیٰ کی جانب سے اپنے پیغمبر کے نام پہلا پیغام آیا اور جبریل امین بارگاہِ الٰہی سے پانچ آیات لے کر آئے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں اس واقعے کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

رسول اللہ ﷺ پر وحی کی ابتدا سچے خوابوں سے ہوئی، آپ جو کچھ خواب میں دیکھتے اس کی تعبیر صبح دیکھ لیتے۔ پھر آپ کو تنہائی محبوب ہوگئی۔ چنانچہ آپ غارِ حرا میں خلوت فرماتے اور کئی کئی راتیں گھر تشریف لائے بغیر عبادت میں مصروف رہتے۔ آپ گھر سے کھانے پینے کا سامان وہاں لے جا کر چند دن گزارتے، پھر سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس واپس آتے اور تقریباً اتنے ہی دنوں کا سامان پھر لے جاتے۔

ایک دن جب آپ غارِ حرا میں تھے، یکا یک آپ کے پاس حق تعالیٰ کا پیغام آگیا اور فرشتے (جبریل امین) نے آپ سے کہا: پڑھیں! آپ نے فرمایا: ''میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔'' اس پر فرشتے نے پکڑ کے خوب بھینچا اور پھر کہا: پڑھو! آپ نے فرمایا: ''میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔'' فرشتے نے پھر پکڑ کر بھینچا۔ اس طرح تین دفعہ ہوا اور پھر یہ آیات پڑھائیں:

﴿ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ﴾ (العلق: ۱-۳)

''اپنے رب کے نام سے پڑھیے جس نے پیدا کیا۔ جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا اور تمہارا رب تو نہایت کریم ہے۔''

رسول اللہ ﷺ جب ان آیات کو لے کر واپس پلٹے تو وحی الٰہی کے پہلی بار نزول کی ہیبت سے آپ کے کندھے کپکپا رہے تھے۔ آپ اپنی پیاری بیوی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے پاس آئے اور فرمایا: ''مجھ پر چادر ڈال دو! مجھے اپنی جان کا ڈر لگتا ہے۔'' سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ پر چادر ڈال دی اور آپ کو ان الفاظ میں تسلی دی۔

''كَلَّا وَاللّٰهِ لَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ اَبَدًا اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ''

ہرگز نہیں (آپ فکر مند نہ ہوں) اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا اس لیے کہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، فقیروں اور محتاجوں کو کما کر دیتے ہیں، مہمانوں کی میزبانی کرتے ہیں اور حق کی راہ میں پیش آنے والے مصائب میں مدد کرتے ہیں۔ ①

یہ وہ تسلی بخش الفاظ تھے جنھوں نے آپ کو حوصلہ عطا کیا۔ کیسی پاکیزہ سیرت تھیں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کہ جنھوں نے گھر کے ماحول کو آپ کے لیے جنت بنا دیا تھا، ایسی جنت جہاں آپ سکون ہی سکون پاتے، جہاں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کے دکھ درد اور غموں و پریشانیوں کو اپنے دامن میں چھپا لیتیں اور آپ کو اپنے محبت بھرے الفاظ میں حوصلہ دیتی تھیں۔ جب آپ کی طبیعت ذرا پرسکون ہوئی تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کو لے کر اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں جو عبرانی زبان جانتے تھے اور تورات و انجیل کے عالم تھے، اب نابینا اور بہت بوڑھے ہو چکے تھے۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا: آپ اپنے بھتیجے کی بات سنیے! انہوں نے غارِ حرا میں کچھ نور دیکھا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب واقعہ کی مکمل کیفیت بیان کی تو ورقہ بن نوفل نے کہا: یہ تو وہی ناموس ہے جو سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر اُترا تھا، پھر ورقہ بن نوفل اچانک غمزدہ ہو گیا اور کہنے لگا: کاش میں اس وقت زندہ ہوتا اور مجھ میں قوت ہوتی جب آپ کی قوم آپ کو مکہ شہر سے نکال دے گی۔ آپ نے حیرت و استعجاب سے کہا: ''یہ لوگ مجھے نکال دیں گے

① صحیح البخاری، کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، رقم: ۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جو مجھے صادق و امین کہتے ہیں اور اپنی امانتیں میرے پاس رکھواتے ہیں؟'' ورقہ نے کہا: آپ جو نورِ ہدایت لے کر آئے ہیں جو آدمی بھی ایسی چیز لے کر آیا ہے اس سے دشمنی کی جاتی رہی ہے۔ اگر میں زندہ رہا تو ایسے وقت میں تمہاری ضرور مدد کروں گا۔ لیکن ورقہ اس واقعہ کے تھوڑے عرصہ بعد انتقال کر گئے اور وحی بھی کچھ دنوں کے لیے رک گئی۔ ①

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بھانپ گئی تھیں کہ ان کے شوہر ہی وہ آخری نبی ہیں جن کی بشارت مختلف ادوار میں انبیاء دیتے رہے تھے اور جن کے متعلق وہ یہودی اور عیسائی علماء سے بھی سن چکی تھیں۔ چنانچہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا اعلان کیا تو خواتین میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سب سے پہلے ایمان لے آئیں اور آپ کے لیے تبلیغی سرگرمیوں میں معاون بن گئیں۔ وہ آپ کا ہاتھ بٹانے، آپ کے ساتھ مل کر دکھ جھیلنے اور آپ کے ساتھ عبادات میں شامل رہنے کو ہی اپنی کامیابی سمجھتیں اور اسی میں لذت پاتی تھیں۔ سیدنا اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ کے بھائی سیدنا عفیف الکندی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مکہ میں اپنی بیوی کے لیے کپڑے اور عطر خریدنے کے لیے آیا اور سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے گھر ٹھہرا، فرماتے ہیں: میں اس کے گھر سے بیت اللہ کو دیکھ رہا تھا، سورج کے اردگرد حلقہ تھا اور وہ بلند ہو گیا تھا اتنے میں ایک نوجوان آیا اور اس نے کعبۃ اللہ کے قریب جا کے آسمان کی جانب اپنا سر اٹھایا، پھر کھڑے کھڑے قبلہ رخ ہو کر نیت باندھ لی، پھر ایک بچہ آیا اور اس کے دائیں جانب کھڑا ہو گیا، تھوڑی دیر کے بعد ایک خاتون آئی وہ ان دونوں کے پیچھے کھڑی ہو گئی، پھر اس نوجوان نے رکوع کیا تو اس بچے اور خاتون نے بھی رکوع کیا اور جب اس نے رکوع سے سر اٹھایا تو وہ بھی رکوع سے سر اٹھا کے سیدھے کھڑے ہو گئے، پھر وہ نوجوان سجدہ میں چلا گیا تو انہوں نے بھی سجدہ کیا۔ سیدنا عفیف کندی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے کہا: میں ایک بڑی بات دیکھ رہا ہوں سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: بڑی بات! کیا تم اس نوجوان کو جانتے ہو؟ میں نے کہا: نہیں! تو سیدنا

① طبقات ابن سعد: ۸/ ۱۴۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عباس رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ یہ میرا بھتیجا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہے۔ کیا تم اس بچے کو جانتے ہو؟ میں نے کہا: نہیں! انہوں نے بتایا: یہ میرا بھتیجا علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب ہے۔ کیا تم اس خاتون کو جانتے ہو؟ میں بولا: نہیں! انہوں نے بتایا: یہ میرے اس بھتیجے کی اہلیہ سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا ہے۔ میرے اس بھتیجے کا جو تمہارے سامنے ہے خیال ہے کہ ان کے اللہ نے جو آسمان و زمین کا پروردگار ہے انہیں اس دین کا حکم فرمایا ہے، اس لیے وہ اس پر قائم ہیں۔ پھر سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! میرے علم میں روئے زمین پر اس دین کو اس وقت ماننے والے یہی تین اشخاص ہیں۔ سیدنا عفیف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اس کے بعد مجھے رہ رہ کے یہ خیال آیا کرتا تھا کہ کاش! میں چوتھا ہوتا۔[1]

اللہ کروڑوں رحمتیں نازل کرے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پر جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کٹھن راستوں پر ساتھ دیا، جیسے ہی آپ نے نبوت کا اعلان کیا تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کے ساتھ کھڑی ہوگئیں۔ پھر کبھی پرواہ نہ کی کہ راستہ پرخار ہے یا سنگ و خشت سے بھرپور ہے۔ انہوں نے دنیا کو آپ کی محبت میں بھلا دیا، جہاں آپ کھڑے ہوئے وہ بھی استقامت سے آپ کے ساتھ کھڑی ہوگئیں اور جہاں آپ چلے تو وہ بھی آپ کے قدم کے ساتھ قدم ملا کے چل پڑیں ۔

جوڑ کے تو کوہِ گراں تھے ہم جو چلے تو جاں سے گزر گئے
رہِ جاناں ہم نے قدم قدم تجھے یادگار بنا دیا

اے امی خدیجہ! آپ کس قدر عظیم ہیں، آپ کے پاؤں کی خاک ہمیں نصیب ہوتی تو ہم اسے اپنی آنکھوں کا سرمہ بنالیتے جن پاؤں سے آپ نے شعب ابی طالب کا سفر کیا۔ آپ کا مقام کتنا بلند ہے، جبریل امین اللہ کے حکم سے آپ کو سلام کہتے ہیں، آپ کی محبتوں کو سرور کائنات کبھی بھلانہ پائے۔ خوشی ہو یا غمی آنکھوں میں آپ کے لیے محبتوں کے دیپ ہمیشہ جھلملاتے رہے۔

[1] طبقات ابن سعد: ۸/ ۳۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مکہ کی رئیسہ شعب ابی طالب میں

سیدہ خدیجہ ؓ نے نبی کریم ﷺ کی نبوت کے ابتدائی دور کو پایا ہے جو مشقتوں اور صعوبتوں سے بھرپور تھا، اس دور میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ چلنا کانٹوں پر چلنے کے مترادف تھا۔ سیدہ خدیجہ ؓ ایسے کٹھن دور میں آپ کا ہاتھ پکڑ کر چلتی رہیں۔ کفار کی ایذارسانیوں سے جب آپ رنجیدہ ہوجاتے تو سیدہ خدیجہ ؓ اپنے تسلی بخش الفاظ سے آپ کو حوصلہ دیتی تھیں۔ کفار مکہ نے جب ظلم کے کئی حربے آپ پر آزما لیے تو انہوں نے ظلم کا ایک نیا راستہ تلاش کیا، انہوں نے آپ اور آپ کے خاندان سے معاشرتی بائیکاٹ کر دیا جس وجہ سے آپ کو کم و بیش تین سال شعب ابی طالب میں گزارنے پڑے۔ کفار نے سامان خوردونوش کی رسد کو بند کر دیا، بھوک کی شدت سے بنوہاشم کے ان محصور لوگوں کو سوکھا چمڑا تک کھانا پڑا۔ بچے بھوک سے بلبلاتے تو ان کی آوازیں باہر گزرنے والوں کو سنائی دیتیں۔

شعب ابی طالب کا یہ واقعہ سیدہ خدیجہ ؓ کے کردار کو مزید بلند کر دیتا ہے، کجا یہ کہ ان کے تجارتی قافلے دوسرے ملکوں میں بغرض تجارت جاتے تھے اور یہاں انہیں کھانے کے لیے دانہ تک میسر نہ تھا۔ نرم و گرم بستروں پر سونے والی، خادموں اور لونڈیوں سے خدمت لینے والی اور اعلیٰ خوراکیں کھانے والی سیدہ خدیجہ ؓ شعب ابی طالب کے قید خانے میں ظلم و ستم کی چکی میں پس رہی تھیں، بچوں کو اپنی آنکھوں کے سامنے بھوک سے بلکتا دیکھ رہی تھیں۔ لیکن کتنا مضبوط کردار تھا ان کا کہ تاریخ کی کوئی کتاب انکی زبان سے معمولی سا شکوہ بھی ثابت نہیں کرسکتی۔ وہ شوہر کی محبت میں گھلتی رہیں اور بالآخر شمع کی مانند گھلتے گھلتے ان کی زندگی تمام ہوگئی۔

غمگسار بیوی کا وقت رخصت

شعب ابی طالب کے تین سالہ اذیت ناک محاصرہ نے سیدہ خدیجہ ؓ کی صحت کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بگاڑ دیا، بالآخر ہجرت سے تین سال قبل دس رمضان المبارک کو ۶۵ سال کی عمر میں سفر آخرت پر روانہ ہوگئیں۔①

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا وجود آپ کے لیے ایک بہت بڑی نعمت تھا، وہ ایک چوتھائی صدی آپ کی رفاقت میں رہیں اور جان ومال سے آپ کی خیر خواہی وغمگساری کرتی رہیں۔ ان سے کچھ عرصہ قبل ابوطالب وفات پا گئے۔ یہ دونوں حضرات ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دکھ سکھ کے ساتھی تھے۔ ان کی وفات سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گہرا رنج پہنچا اور اس کے ساتھ کفار کی ایذا رسانیاں بھی مزید بڑھ گئیں۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے فضائل احادیث کی روشنی میں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر خواتین میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والی خاتون سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے متعلق زبان رسالت سے بے شمار فضائل بیان ہوئے ہیں یہاں ان میں سے چند ایک کا تذکرہ کیا جارہا ہے۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلی وحی کے نزول پر ذمہ داری کے بوجھ سے گھبرائے ہوئے گھر تشریف لائے تو پیاری بیوی نے ان الفاظ میں محبت بھرے بول کہے تھے اور آپ کے دل کو تسلی دی:

"كَلَّا وَاللّٰهِ مَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ اَبَدًا إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَآئِبِ الْحَقِّ"②

ہرگز نہیں! اللہ کی قسم! اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا، آپ تو صلہ رحمی کرنے والے ہیں، کمزوروں کا بوجھ اٹھانے والے ہیں، محتاجوں کے لیے کمانے والے ہیں، مہمانوں کی مہمانی کرنے والے اور راہ حق میں مصائب سہنے والے ہیں۔

---

① طبقات ابن سعد: ۱/ ۱۶۵۔

② صحیح البخاري، کتاب بدء الوحي، باب کیف کان بدء الوحی: ۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے نہ صرف ایک بیوی کے طور پر آپ کے زخموں پر مرہم رکھا بلکہ تبلیغِ دین میں آنے والی مشکلات کو بھی برداشت کیا اور یہ واحد عورت ہیں جن کی موجودگی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری شادی نہیں کی۔ سیرت ابن ہشام میں ہے:

"وَكَانَتْ اَوَّلُ اِمْرَاۃٍ تَزَوَّجَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَلَمْ يَتَزَوَّجْ عَلَيْهَا غَيْرَهَا حَتّٰى مَاتَتْ"①

وہ پہلی عورت تھیں جن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح فرمایا اور ان کی زندگی میں آپ نے کوئی دوسرا نکاح نہ کیا یہاں تک کہ وہ انتقال کر گئیں۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت

امام بخاری رحمہ اللہ اپنی صحیح میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں:

"مَا غِرْتُ عَلٰى أَحَدٍ مِنْ نِسَاءِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم مَا غِرْتُ عَلٰى خَدِيْجَةَ وَمَا رَأَيْتُهَا وَلٰكِنْ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يُكْثِرُ ذِكْرَهَا وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ ثُمَّ يُقَطِّعُهَا أَعْضَاءً ثُمَّ يَبْعَثُهَا فِيْ صَدَائِقِ خَدِيْجَةَ فَرُبَّمَا قُلْتُ لَهُ: كَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ فِي الدُّنْيَا امْرَأَةٌ إِلَّا خَدِيْجَةُ" فَيَقُوْلُ «إِنَّهَا كَانَتْ وَكَانَتْ وَكَانَ لِيْ مِنْهَا وَلَدٌ» ②

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیوی پر اتنا رشک نہیں کیا جتنا سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پر کیا حالانکہ میں نے انہیں دیکھا بھی نہیں تھا لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کا کثرت سے ذکر فرمایا کرتے، اگر کوئی بکری ذبح کرتے تو اس کے ٹکڑے بناتے اور پھر سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو بھیجتے، میں کبھی آپ سے یوں کہتی: شاید سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سوا دنیا میں کوئی عورت ہی نہ تھی۔ اس پر آپ فرماتے: "خدیجہ خدیجہ تھی وہ ایسی صفات کی مالک تھی، وہ ایسی تھی اور ان سے میری اولاد ہے۔"

---

① سیرۃ ابن ہشام: ۱/ ۱۹۰۔ ② صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب تزویج النبی صلی اللہ علیہ وسلم خدیجۃ رضی اللہ عنہا، رقم: ۳۸۱۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی محبتیں اور وفائیں ہی تھیں کہ نبی کریم ﷺ ان کی وفات کے بعد بھی انہیں یاد کرتے رہے بلکہ ان کی سہیلیوں کا بھی احترام کرتے رہے۔ اس روایت میں آپ نے فرمایا: ''خدیجہ رضی اللہ عنہا سے میری محبت کی ایک وجہ اولاد بھی ہے کہ وہ میری غمگسار بیوی ہونے کے ساتھ ساتھ ایسے نصیبوں کی مالک تھی کہ اللہ نے مجھے ان سے اولاد بھی عطا فرمائی ہے۔'' مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ ''مجھے خدیجہ رضی اللہ عنہا کی محبت عطا کی گئی ہے اور یہ عطیہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھا۔'' گویا سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی محبت اللہ نے آپ کو عطا فرمائی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

مَا غِرْتُ عَلٰی نِسَآءِ النَّبِیِّ ﷺ اِلَّا عَلٰی خَدِیْجَةَ وَاِنِّی لَمْ أُدْرِكْهَا قَالَتْ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا ذَبَحَ الشَّاةَ فَيَقُوْلُ أَرْسِلُوْا بِهَا اِلٰی أَصْدِقَآءِ خَدِیْجَةَ قَالَتْ: فَأَغْضَبْتُهُ يَوْمًا فَقُلْتُ خَدِیْجَةَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ «اِنِّیْ رُزِقْتُ حُبَّهَا» ①

مجھے نبی کریم ﷺ کی بیویوں میں سب سے زیادہ غیرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آتی جبکہ میں نے انہیں دیکھا تک نہ تھا، رسول اللہ ﷺ جب کوئی بکری ذبح کرتے تو فرماتے: ''اس کا گوشت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو بھیجو۔'' ایک دن میں نے (سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بارے کوئی بات کہہ کے) آپ کو ناراض کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اس کی محبت عطا کی گئی ہے۔''

یعنی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی محبت ایک گلدستہ کی مانند میرے دل میں رکھ دی گئی ہے جس سے اُٹھنے والی پاکیزہ خوشبو میری رگ رگ میں سما چکی ہے۔ میرا بدن اس کی خوشبو سے معطر رہتا ہے، تمہاری باتیں اس محبت کو ختم نہیں کر سکتیں۔

آپ کو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ایک ایک ادا یاد تھی

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ایک مرتبہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن سیدہ ہالہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا

① صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابه، باب فضائل خدیجة رضی اللہ عنہا، رقم: ٢٤٣٥

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آئیں اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اندر آنے کی اجازت چاہی تو

"فَعَرَفَ اسْتِئْذَانِ خَدِيْجَةَ فَارْتَاعَ لِذٰلِكَ فَقَالَ: «اَللّٰهُمَّ هَالَةَ» قَالَتْ: فَغِرْتُ فَقُلْتُ: مَا تَذْكُرُ مِنْ عَجُوْزٍ مِنْ عَجَائِزِ قُرَيْشٍ"①

آپ کو (اس کے اجازت لینے کے انداز سے) سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے اجازت لینے کا انداز یاد آ گیا اور آپ چونک اُٹھے اور فرمایا: "اللہ! یہ تو ہالہ ہے۔" مجھے اس بات پر غیرت آئی، میں نے کہا: آپ قریش کی اس بوڑھی کا کس قدر ذکر کرتے ہیں۔

قابل توجہ بات یہ ہے کہ آدمی کو جس سے محبت ہو اس کی ایک ایک ادا یاد ہو جاتی ہے۔ مدت ہائے دراز کے بعد سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن کے اجازت لینے سے آپ کو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی یاد آ جانا اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ آپ کو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شدت کے ساتھ محبت تھی۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو رب تعالیٰ اور جبریل امین کا سلام

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے صرف نبی کریم ﷺ ہی محبت نہیں کرتے بلکہ فرشتوں کے سردار جبریل امین اور رب تعالیٰ بھی ان سے عقیدت رکھتے ہیں اور نبی کریم ﷺ نے انہیں جنت میں ایک محل کی خوشخبری دی ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی درج ذیل روایت پڑھیے:

"أَتٰى جِبْرِيْلُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذِهٖ خَدِيْجَةُ أَتَتْ مَعَهَا إِنَاءٌ فِيْهِ إِدَامٌ أَوْ طَعَامٌ أَوْ شَرَابٌ فَإِذَا هِيَ أَتَتْكَ فَاقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ رَبِّهَا وَمِنِّي وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَاصَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ"②

① صحيح البخاري، كتاب المناقب، باب تزويج النبي ﷺ خديجة رضي الله عنها وفضلها، رقم: ٣٨٢١۔ ② صحيح البخاري، كتاب المناقب، باب تزويج النبي ﷺ خديجة رضي الله عنها، رقم: ٣٨٢٠۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ کے پاس جبریل امین آئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! یہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس ایک برتن لا رہی ہیں جس میں کھانا، سالن یا پینے کی کوئی چیز ہے جب وہ آپ کے پاس آئیں تو ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور میری طرف سے سلام کہنا اور ان کو جنت میں ایک گھر کی خوشخبری دے دو جو ایک خولدار موتی کا ہوگا جہاں نہ کوئی شوروغل ہوگا اور نہ تھکن ہوگی۔

امت کی بہترین عورت

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اگر جنتی عورتوں کی سردار ہیں تو نبی کریم ﷺ نے انکی والدہ کو اپنے زمانے کی تمام عورتوں سے بہتر قرار دیا ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: «خَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ ابْنَةُ عِمْرَانَ وَخَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيْجَةُ» ①

میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''مریم بنت عمران (اپنے زمانہ میں) سب سے بہترین خاتون تھیں اور اس امت کی سب سے بہترین خاتون سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں''

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا ہار اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی یادیں

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بڑی صاحبزادی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح ابوالعاص بن ربیع سے ہوا تھا اور جب آپ نے نبوت کا اعلان فرمایا تو ابو العاص بن ربیع اس وقت مسلمان نہ ہوئے تھے بلکہ جنگ بدر میں کافروں کے بہکانے سے ان کے ساتھ مل کر مسلمانوں سے لڑنے کے لیے بھی آئے اور جب مسلمانوں کو بدر میں اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرمائی اور کافروں کو ہزیمت سے دوچار کیا تو جنگی قیدیوں میں ابوالعاص بن ربیع بھی پکڑے گئے۔ چنانچہ قیدیوں کے بارے میں باہمی مشاورت سے یہ فیصلہ ہوا کہ انہیں فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے، قیدیوں نے اپنے گھروں میں پیغام بھیجا کہ ان کی رہائی کے لیے رقم

① صحيح البخاري، كتاب الانبياء، باب: اذ قالت الملائكة يا مريم ان الله اصطفاك، رقم: ٣٤٣٢۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کا بندوبست کیا جائے۔ اس دوران میں ایک بڑا رقت آمیز منظر سامنے آیا۔ امام ابوداود رحمہ اللہ نے اسے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا بَعَثَ أَهْلُ مَكَّةَ فِيْ فِدَاءِ أَسْرَاهُمْ بَعَثَتْ زَيْنَبُ فِيْ فِدَاءِ أَبِي الْعَاصِ بِمَالٍ وَبَعَثَتْ فِيْهِ بِقِلَادَةٍ لَهَا كَانَتْ عِنْدَ خَدِيْجَةَ أَدْخَلَتْهَا بِهَا عَلَى أَبِي الْعَاصِ قَالَتْ: فَلَمَّا رَآهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَقَّ لَهَا رِقَّةً شَدِيْدَةً وَقَالَ: «إِنْ رَأَيْتُمْ أَنْ تُطْلِقُوْا لَهَا أَسِيْرَهَا وَتَرُدُّوْا عَلَيْهَا الَّذِيْ لَهَا» فَقَالُوْا: نَعَمْ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَخَذَ عَلَيْهِ أَوْ وَعَدَهُ أَنْ يُخَلِّيَ سَبِيْلَ زَيْنَبَ إِلَيْهِ وَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ وَرَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: «كُوْنَا بِبَطْنِ يَأْجِجَ حَتّٰى تَمُرَّ بِكُمَا زَيْنَبُ فَتَصْحَبَاهَا حَتّٰى تَأْتِيَا بِهَا» ①

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب اہل مکہ نے اپنے قیدیوں کو چھڑانے کے لیے فدیے بھیجے تو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے (اپنے شوہر) ابوالعاص کے فدیے میں جو مال بھیجا اس میں وہ ہار بھی تھا جو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے انہیں ابوالعاص سے شادی کے وقت دیا تھا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے وہ ہار دیکھا تو آپ پر شدید رقت طاری ہوگئی کیونکہ وہ مکہ میں تھیں۔ آپ نے فرمایا: ''اگر تم اس (زینب) کی خاطر اس کے قیدی کو (بلا معاوضہ) رہا کردو اور اس کا مال اسے واپس کردو تو تمہارا کیا خیال ہے؟'' صحابہ نے عرض کی: ٹھیک ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اس سے عہد لیا کہ وہ زینب کو ہمارے پاس (مدینہ) آنے کی اجازت دیں گے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور ایک انصاری صحابی کو مکہ روانہ کرتے ہوئے فرمایا: ''وادی یاجج میں ٹھہرنا حتی کہ زینب (رضی اللہ عنہا) تمہارے پاس پہنچ جائے تو اسے ساتھ لے کر پہنچ جانا۔''

① حسن، سنن ابی داود، کتاب الجهاد، باب: فی فداء الاسیر بالمال، رقم:٢٦٩٢

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہار دیکھ کر نبی ﷺ کو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا یاد آ گئیں اور وہ منظر آپ کی آنکھوں میں گھوم گیا ہوگا جب سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنی بیٹی کی شادی پر اسے چاؤ سے ہار پہنا رہی ہوں گی، یہ ماں کی طرف سے بیٹی کے لیے محبت بھرا تحفہ تھا، یہ تحفہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے پاس رہا۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد بیٹی نے ماں کی اس نشانی کو سنبھال کے رکھا، وہی ہار جس پر انمٹ یادوں کے نقوش تحریر تھے جو رسول اللہ ﷺ، سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے درمیان بیتے لمحوں کی ایک حسین یاد تھا۔ آج وہی ہار آپ کی بارگاہ میں فدیہ کے طور پر پیش کیا گیا تھا کہ اس ہار کی قیمت لگا کے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے شوہر کو رہا کر دیا جائے۔ آپ نے وہ ہار ہاتھوں میں پکڑا ہوا تھا کہ بے اختیار آپ کی آنکھوں سے آنسو گرنے لگے۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی یادیں زندگی بھر آپ کے ساتھ رہیں۔ کبھی پھول بن کے، کبھی آنسو کی صورت میں اللہ تعالیٰ کروڑ ہا رحمتیں نازل کرے آپ کی اس غمگسار بیوی پر جس نے آپ کے ساتھ رفاقت کا حق ادا کر دیا۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بیٹیاں

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے چار بیٹیوں سے نوازا جن کے بالترتیب نام یہ ہیں:

(۱) سیدہ زینب رضی اللہ عنہا　　(۲) سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا

(۳) سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا　　(۴) سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا

نبی کریم ﷺ کے گھر میں کھلنے والا یہ پہلا پھول ہے جس کی خوشبو سے آپ کا آنگن خوشیوں سے مہک اُٹھا۔ اس بچی نے شفیق والدین کے زیر سایہ پرورش پائی اور علم وعمل کی منازل کو طے کیا۔ جب جوانی کی دہلیز پر پاؤں رکھا تو ان کا نکاح ان کے خالہ زاد بھائی ابوالعاص بن ربیع کے ساتھ ہوگیا۔ ابوالعاص کی والدہ سیدہ ہالہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا ہیں جو سیدہ زینب بنت رسول کی خالہ ہیں۔ ابوالعاص کے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے دو بچے پیدا ہوئے: علی اور امامہ، علی تو کمسنی میں ہی فوت ہوگئے البتہ امامہ زندہ رہیں جنہیں رسول اللہ ﷺ اٹھا کے نماز ادا کرلیا کرتے تھے۔①

جب نبی کریم ﷺ نے نبوت کا اعلان کیا تو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا مسلمان ہوگئیں لیکن ابوالعاص بن ربیع مسلمان نہ ہوئے۔ نبی کریم ﷺ کے اعلانِ نبوت سے جہاں آپ پر آزمائشوں کا دورشروع ہوگیا وہاں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو بھی بڑے کٹھن مراحل سے گزرنا پڑا۔ ایک طرف شوہر کے اسلام قبول نہ کرنے کا صدمہ تھا اور دوسری طرف اپنے شفیق والد کی پرخار زندگی تھی۔ لیکن وہ کچھ بھی نہ کرسکتی تھیں، انہی دنوں مشرکین مکہ نے نبی کریم ﷺ اور آپ کے پورے خاندان کا معاشرتی بائیکاٹ کردیا اور یوں بنوہاشم کا پورا خاندان شعب ابی طالب میں محصور ہوکے رہ گیا۔ یہ ظلم وستم اوراپنے خاندان کی بے بسی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی آنکھوں کے سامنے تھی، وہ دیکھتی رہیں اور دل میں آنسوؤں کو پیتی رہیں اور جب شعب ابی طالب سے یہ خاندان نکلا توسیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی والدہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا انتقال کرگئیں۔ پھر ایک وقت آیا کہ مسلمانوں کو مدینہ کی جانب ہجرت

① طبقات ابن سعد: ۸/ ۲۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کی اجازت دے دی گئی اور کچھ عرصہ بعد نبی کریم ﷺ بھی ہجرت کر گئے، یوں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا مکہ میں تنہا رہ گئیں۔ جہاں غیر مسلم شوہر تھا اور مسلمانوں کی جان کے پیاسے کافر لوگ تھے۔ بہادر باپ کی بہادر بیٹی صبر و ضبط سے ان پے در پے صدمات کو برداشت کیے جا رہی تھی۔ سن ۲ھ میں مکہ کے مشرک لوگ مسلمانوں سے جنگ کے لیے نکلے تو ان کا شوہر بھی مشرکین کی مدد کے لیے تیر و تفنگ لے کر چل پڑا لیکن اللہ تعالیٰ نے میدان بدر میں مسلمانوں کو فتح سے نوازا اور کافروں کو بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا اور اتفاق ایسا ہوا کہ گرفتار ہونے والوں میں ابوالعاص بن ربیع بھی شامل تھا اور جب مسلمانوں نے باہمی صلاح و مشورے سے جنگی قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑنے کا فیصلہ کیا تو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر ابوالعاص بن ربیع کی رہائی کے لیے اپنا وہ قیمتی ہار مدینہ بھیجا جو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو بوقت نکاح ہدیۃً دیا تھا وہ ہار دیکھ کر نبی کریم ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور آپ نے ابوالعاص کو بلا قیمت اس شرط پر رہا کر دیا کہ وہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو سلامتی کے ساتھ مدینہ بھیج دے گا۔ ابوالعاص نے وعدہ کیا اور اس وعدے کو پورا کیا۔

ابوالعاص بن ربیع کو اپنی بیوی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے محبت تھی وہ ایک اصولی آدمی تھا۔ وہ خود کفر پر قائم تھا لیکن کافروں کے مجبور کرنے کے باوجود اس نے اپنی بیوی کو طلاق نہیں دی تھی اور جب اس نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو مدینہ بھیجنے کا وعدہ کیا تو ہر صورت اس وعدے کو پورا کیا لیکن سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے اس کی محبت برقرار رہی۔ طبقات ابن سعد میں باخبار ہشام بن محمد مذکور ہے کہ ایک دفعہ ابوالعاص اپنے کسی سفر پر نکلا تو دوران سفر اپنی اہلیہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو یاد کر کے یہ شعر گنگنانے لگا:

ذَكَرْتُ زَيْنَبَ لَمَّا وَرَّكَتْ إِرَمًا
فَقُلْتُ سُقْيًا لِشَخْصٍ يَسْكُنُ الْحَرَمَا
بِنْتُ الْأَمِيْنِ جَزَاهَا اللّٰهُ صَالِحَةً
وَكُلُّ بَعْلٍ سَيُثْنِي بِالَّذِيْ عَلِمَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مجھے زینب یاد آگئیں جب ارم میں داخل ہو رہی تھیں
میں نے کہا: ساکن حرم کو اللہ تعالیٰ سیراب فرمائے
وہ امین کی نیک بیٹی ہے اللہ اسے اچھا صلہ عطا فرمائے
اور ہر شوہر اپنے علم کے مطابق تعریف کیا ہی کرتا ہے

ابوالعاص ابھی تک نور ایمان سے محروم تھا اور بالآخر ایک واقعہ اس کے مسلمان ہونے کی وجہ بن گیا۔ ہوا یوں کہ وہ قریش کے ایک تجارتی قافلے کے ہمراہ ملک شام سے واپس آ رہا تھا۔ مسلمانوں کے ایک جنگی گروہ نے اس قافلے پر حملہ کیا اور انہیں مال و اسباب سمیت گرفتار کر لیا۔ ان اسیروں میں ابوالعاص بھی تھا، جب یہ لوگ مدینہ پہنچے تو سحری کے وقت ابوالعاص کسی طرح بھاگ کر اپنی اہلیہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچا اور ان سے پناہ کی درخواست کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت فجر کی نماز پڑھا رہے تھے۔

چنانچہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے حجرے سے سر نکالا اور پکار کر کہا:

"أَيُّهَا النَّاسُ! إِنِّيْ زَيْنَبُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَإِنِّيْ قَدْ أَجَرْتُ أَبَا الْعَاصِ"

اے لوگو! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی زینب ہوں اور بے شک میں نے ابوالعاص کو امان دے دی ہے۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا:

«أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّهُ لَا عِلْمَ لِيْ بِهٰذَا حَتّٰى سَمِعْتُمُوْهُ أَلَا وَإِنَّهُ يُجِيْرُ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ أَدْنَاهُمْ»

''اے لوگو! تمہارے اس بات کے سننے تک مجھے (خود) اس بارے میں کچھ علم نہ تھا۔ خبردار! سب سے کم درجے کا مسلمان بھی سب (مسلمانوں) کی طرف سے امان دے سکتا ہے۔''

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوالعاص کا مال حاصل کرنے والے فوجی دستے کو پیغام بھیجا کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

«إِنَّ هٰذَا الرَّجُلَ مِنَّا حَيْثُ قَدْ عَلِمْتُمْ وَقَدْ أَصَبْتُمْ لَهُ مَالًا فَإِنْ تُحْسِنُوْا تَرُدُّوْا عَلَيْهِ الَّذِيْ لَهُ فَإِنَّا نُحِبُّ ذٰلِكَ وَإِنْ أَبَيْتُمْ ذٰلِكَ فَهُوَ فَيْئُ اللّٰهِ الَّذِيْ أَفَاءَهُ عَلَيْكُمْ فَأَنْتُمْ أَحَقُّ بِهِ»

''بے شک اس آدمی کے ساتھ ہمارے تعلق کو تم یقیناً سمجھتے ہو اور تم نے اس کا مال لے لیا ہے۔ اگر تم بطورِ احسان اسے مال واپس کر دو تو بلاشبہ ہم اس کو پسند کرتے ہیں اور اگر انکار کرو تو یہ مال فے ہے اور جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا فرمایا ہے تم اس کے زیادہ حق دار ہو۔''

انہوں نے عرض کیا: ''يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! بَلْ نَرُدُّهُ عَلَيْهِ'' یارسول اللہ! بلکہ ہم اس کو (مال) واپس کر دیتے ہیں۔

راوی نے بیان کیا:

''فَرَدُّوْا عَلَيْهِ مَالَهُ حَتّٰى إِنَّ الرَّجُلَ لَيَأْتِي بِالْحَبْلِ وَيَأْتِي الرَّجُلُ بِالشَّنَّةِ وَالْإِدَاوَةِ حَتّٰى إِنَّ أَحَدَهُمْ لَيَأْتِي بِالشِّظَاظِ حَتّٰى رَدُّوا عَلَيْهِ مَالَهُ بِأَسْرِهِ لَا يَفْقِدُ مِنْهُ شَيْئًا''

انہوں نے اس کا مال واپس کر دیا، یہاں تک کہ کوئی آدمی رسی لا رہا ہے، کوئی چھوٹی پرانی مشک اور برتن لا رہا ہے، یہاں تک کہ کوئی دو ڈولوں کے درمیان ڈالنے والی لکڑی بھی لے کر آیا۔ اس طرح انہوں نے اس کا پورا مال واپس کر دیا اور اس نے اس میں سے کچھ بھی کم نہ پایا۔

پھر وہ مال لے کر مکہ چلے گئے اور قریش میں سے جس جس شخص نے انہیں مال دیا تھا، اس کا مال اسی کو واپس کر دیا، پھر انہوں نے فرمایا:

''يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ! هَلْ بَقِيَ لِأَحَدٍ مِنْكُمْ عِنْدِيْ مَالٌ لَمْ يَأْخُذْهُ''

اے گروہ قریش! کیا تم میں سے کسی کا مال باقی ہے جو کہ اس نے نہ لیا ہو؟

انہوں نے جواب دیا:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

"لَا فَجَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا، فَقَدْ وَجَدْنَاكَ وَفِيًّا كَرِيْمًا"

نہیں! اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین جزا دے، ہم نے آپ کو بہت باوفا اور کریم پایا ہے۔

انہوں نے کہا:

"فَإِنِّي أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، وَمَا مَنَعَنِيْ مِنَ الْإِسْلَامِ عِنْدَهُ إِلَّا تَخَوُّفًا أَنْ تَظُنُّوْا أَنِّي إِنَّمَا أَرَدْتُ أَخْذَ أَمْوَالِكُمْ؟ فَلَمَّا أَدَّاهَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ إِلَيْكُمْ وَفَرَغْتُ مِنْهَا أَسْلَمْتُ"

یقیناً میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بلاشبہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے روبرو اسلام لانے سے مجھے صرف اس خدشہ نے روکا کہ تم یہ گمان کرو گے کہ میں تمہارے مالوں کو ہڑپ کرنا چاہتا ہوں، (اب) جب کہ اللہ تعالیٰ نے وہ (مال) ادا کروا دیا ہے اور میں اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو چکا ہوں تو میں مسلمان ہوتا ہوں۔

پھر وہ مکہ سے نکلے، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔①

سیدنا ابوالعاص رضی اللہ عنہ جب مسلمان ہو کر مدینہ منورہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں تشریف لائے تو آپ نے اپنی صاحبزادی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو سابقہ نکاح کے ساتھ ہی سیدنا ابوالعاص رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں لوٹا دیا اور کوئی نیا حق مہر متعین نہیں فرمایا۔ سیدنا ابوالعاص رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہونے کے ایک سال بعد ۸ھ میں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے کفن میں اپنا تہبند شامل فرمایا۔ سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

"دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ تُوُفِّيَتِ ابْنَتُهُ، فَقَالَ:

① المستدرك على الصحيحين: ٣/ ٤٦٢؛ رقم: ٥٠٣٨؛ المعجم الكبير: ٢٢/٣٤٦، رقم: ١٠٥٠؛ اسد الغابہ: ٢/ ٢٠٣؛ تاريخ الاسلام للامام الذهبي: ٢/ ٧٥۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

«اِغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا، أَوْ خَمْسًا، أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ ذٰلِكَ، بِمَاءٍ وَسِدْرٍ، وَاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُوْرًا، أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُوْرٍ، فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِيْ» فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ، فَأَعْطَانَا حِقْوَهُ، فَقَالَ: «أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ» ①

رسول اللہ ﷺ اپنی صاحبزادی کی وفات کے وقت ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''اسے تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا اس سے زیادہ اگر ضرورت ہو تو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور آخری مرتبہ کافور ڈال دو یا تھوڑا سا کافور شامل کر دو اور فارغ ہو کر مجھے اطلاع دینا۔'' چنانچہ ہم نے فارغ ہو کر آپ کو اطلاع دی تو آپ نے ہمیں اپنا تہبند دیا اور فرمایا: ''اسے اس کے بدن پر لپیٹ دو۔'' یعنی اس کی ازار بنا دی جائے۔

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا:

«اِبْدَأْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهَا» ②

''دائیں اطراف سے اور وضو کے مقامات سے غسل کا آغاز کرنا۔''

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی ساری زندگی صبر وضبط کا نمونہ رہی۔ باری تعالیٰ ان پر رحمتیں نازل فرمائے۔ ان کی ایمان وخلوص سے معمور خوشبو بھری زندگی جہان کی عورتوں کے لیے نمونہ ہے۔

① صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ما یستحب أن یغسل وترا، رقم: ١٢٥٤۔ ② صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب یبدأ بمیامن المیت، رقم: ١٢٥٥۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا

سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری صاحبزادی ہیں جو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے بعد پیدا ہوئیں۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح سے دو سال بعد ہاشمی لوگوں کا ایک وفد گھرانہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں آیا اور انہوں نے آپ کی دو بیٹیوں سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور ان کی چھوٹی بہن سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا رشتہ مانگا۔ یہ ابولہب کے دو بیٹوں عتبہ اور عتیبہ کے لیے رشتے کے طلبگار تھے۔ چنانچہ آپ نے ان کے احترام میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے مشورے کے بعد یہ رشتہ قبول کرلیا۔ اس طرح دونوں بہنوں کی شادی ابولہب کے دونوں بیٹوں سے ہوگئی۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلانِ نبوت کیا تو آپ کو کفار مکہ کی مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑا اور ان مخالفین میں سرفہرست آپ کا وہی حقیقی چچا تھا جس کے گھر میں آپ کی دو صاحبزادیاں تھیں اور اس کی گستاخیوں اور اذیت رسانیوں کی وجہ سے باری تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی:

﴿تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ ۝ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَ مَا كَسَبَ ۝ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝ وَّامْرَاَتُهٗ ؕ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝ فِىْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ﴾ (سورة اللهب)

''ٹوٹ جائیں دونوں ہاتھ ابولہب کے، وہ ہلاک ہوگیا، اس کو اس کے مال نے کوئی فائدہ نہ دیا اور جو کچھ اس نے کمایا عنقریب وہ داخل ہوگا ایسی آگ میں جو شعلوں والی ہے اور اس کی بیوی بھی جو لکڑیاں ڈھونے والی ہے، اس کی گردن میں رسی ہوگی چھال کی بٹی ہوئی۔''

ابولہب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ذہنی اذیت پہنچانے کے لیے اپنے بیٹوں سے کہا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اگر تم نے محمد (ﷺ) کی بیٹیوں کو طلاق نہ دی تو تمہارا مجھ سے کوئی تعلق واسطہ نہ ہوگا اور قریش کے لوگوں نے بھی کہا کہ تم نے محمد (ﷺ) کو بیٹیوں کے حوالے سے فارغ کر دیا ہے تو ان کی بیٹیوں کو طلاق دے کر انہیں غم میں الجھا دو۔ چنانچہ عتبہ اور عتیبہ نے نبی کریم ﷺ کی ان دونوں بیٹیوں کو طلاق دے دی۔ [1]

قریش کی طرف سے یہ آپ پر ایک کاری وار تھا۔ مگر درحقیقت اللہ تعالیٰ نے ابولہب کے بیٹوں کے نصیب میں یہ دولت نہیں رکھی تھی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے داماد کہلاتے اور کس قدر اُن کی یہ حرماں نصیبی تھی کہ روشنی ان کے گھر میں آئی لیکن انہوں نے کفر کی تاریکی کو قبول کیا اور ایمانی روشنی کو گھر سے نکال دیا۔ ایمان کی دو شمعیں ان کے گھر میں تھیں لیکن انہوں نے اس روشنی پر جہالت کی تاریکی کو ترجیح دی۔

اللہ تعالیٰ نے سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کو اب ایک اچھا شوہر عطا کر دیا جو ایک معزز اور نیک انسان ہونے کے ساتھ ساتھ عمدہ اخلاق کا مالک بھی تھا یعنی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ۔ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی شادی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے ہوگئی۔ قریش کے لوگ اس پر بہت سیخ پا ہوئے، انہیں یہ گمان بھی نہیں تھا کہ آپ کو پہنچائی ہوئی تکلیف کا انجام آپ کے لیے اتنا خوشگوار ہوگا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے انتقام کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لیے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر عرصہ حیات کو تنگ کر دیا۔ ان کے لیے طرح طرح کی اذیت رسانی کے سامان پیدا کرنے لگے۔ بالآخر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اپنی بیوی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ حبشہ کی جانب ہجرت کر گئے۔ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے لیے یہ بڑا صبر آزما مرحلہ تھا کہ حبشہ کی اجنبی سرزمین اور مکہ سے سینکڑوں میل دور ایک کربناک زندگی تھی۔ وہ شہر مکہ اور مشفق باپ سے بچھڑ چکی تھیں۔ انہیں مکہ والوں کی دشمنی کا اندازہ تو تھا لیکن یہ پتہ نہیں تھا کہ والد محترم اور دو بہنیں کس حال میں ہیں۔ جدائی کا یہ غم وہ دِل ہی دِل میں پیئے جا رہی تھیں جس سے ان کی صحت پر برا اثر پڑا۔ ادھر مکہ والوں نے عرب تاجروں کے ذریعہ حبشہ میں یہ افواہیں پھیلانی شروع کر دیں کہ مکہ والوں نے اسلام قبول کر لیا ہے اور آپ کی اطاعت کرلی

[1] طبقات ابن سعد: ۸/ ۳۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اس افواہ پر بعض مسلمان مکہ جانے کے لیے تیار ہوگئے۔ ان میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کی اہلیہ بھی شامل تھیں۔ یہ لوگ ایک لمبا کٹھن سفر طے کر کے جب مکہ پہنچے تو انہیں پتہ چلا کہ یہ خبر تو جھوٹی تھی اور مشرکین کی جانب سے مسلمانوں کو تکلیف دینے کے لیے پھیلائی گئی تھی۔

حبشہ کی جانب سفر ہجرت میں سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا حمل ساقط ہوگیا تھا جو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہما سے تھا۔ پھر اس کے بعد آپ کے ہاں بیٹا پیدا ہوا جس کا نام عبداللہ رکھا۔ اسلام لانے کے بعد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبداللہ ہی تھی۔ دو سال کی عمر میں یہ بچہ فوت ہوگیا، پھر سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ ①

حبشہ سے واپسی کے بعد سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا مکہ میں ٹھہری رہیں۔ یہاں تک کہ جب رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا بھی اپنے شوہر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ تشریف لے آئیں۔ پھر جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنگ بدر کی تیاریوں میں مصروف تھے تو آپ بیمار ہوگئیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کی خبر گیری کے لیے متعین فرمایا اور خود صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہمراہ میدانِ بدر کی طرف روانہ ہوگئے۔ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی طبیعت بعد میں زیادہ بگڑ گئی اور آپ کی واپسی کا انتظار کرتے کرتے وہ جہانِ فانی سے کوچ کر گئیں۔

طبقات ابن سعد میں مذکور ہے کہ آپ کی وفات ہجرت کے سترھویں ماہ کے آغاز میں ہوئی۔ جب سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بدر سے فتح کی بشارت لے کر مدینہ منورہ آئے تو سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی قبر پر مٹی ڈالی جا رہی تھی۔

① طبقات ابن سعد ٨ / ٥٦

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی تیسری صاحبزادی ہیں جو سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے اس فضیلت سے نوازا کہ وہ آپ کے دوہرے داماد بنے اور اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ نبی کریم ﷺ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے خوش تھے اور انہیں پسند کرتے تھے اس لیے کہ جس آدمی کی بیٹی داماد کے گھر میں خوش نہ ہو وہ کبھی بھی دوسری بیٹی کا نکاح اس سے نہیں کرتا، جبکہ نبی کریم ﷺ نے یکے بعد دیگرے اپنی دو بیٹیاں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دیں اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ جب آپ کے داماد بنے تو انہوں نے دامادی کا رشتہ احسن انداز سے نبھایا۔

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا اپنی والدہ کے ساتھ ہی مشرف بہ اسلام ہوئیں تھیں اور جب رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کی تو انہوں نے بھی ہجرت کی اور مدینہ میں رہیں۔ پھر جب سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں تو نبی کریم ﷺ نے سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے ربیع الاول ۳ھ میں کر دیا اور جمادی الثانی ۳ھ میں رخصتی ہوئی۔ ①

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے زیادہ وقت اپنے والدین کے گھر میں گزارا تھا۔ نبوت سے پہلے ان کا نکاح عتیبہ بن ابی لہب سے ہوا تھا اور عہد نبوت کے ابتدائی سالوں میں انہیں طلاق ہوگئی، پھر وہ اپنے والدین کے گھر آ گئیں۔ جب سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا نے حبشہ ہجرت کی تو سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا ہجرت کر کے حبشہ نہیں گئیں بلکہ اپنی چھوٹی بہن سیدہ فاطمہ اور والدہ کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مشغول رہیں۔ جب مشرکین نے آپ

① طبقات ابن سعد: ۸/ ۲۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کا بائیکاٹ کیا اور آپ کو شعب ابی طالب میں محصور ہونا پڑا تو بھی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا اپنے خاندان کے ہمراہ اس گھاٹی میں موجود رہیں اور قید و بند کی صعوبتوں کو برداشت کیا۔

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا بڑی صبر و ہمت والی خاتون تھیں، انہوں نے اپنی آنکھوں سے والدہ کا جنازہ دیکھا، پھر بہن کی وفات کا غم برداشت کیا۔ پے در پے بہت سے صدمات سے وہ دوچار ہوئیں اور جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے نکاح ہوا تو ان کی رفاقت میں چھ سال زندگی بسر کی اور ۹ھ ماہ شعبان میں وفات پائی اور نبی کریم ﷺ نے اپنی نگرانی میں ان کی تدفین فرمائی۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

شَهِدْنَا بِنْتًا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ عَلَى الْقَبْرِ، قَالَ: فَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ تَدْمَعَانِ، قَالَ: فَقَالَ: «هَلْ فِيْكُمْ رَجُلٌ لَمْ يُقَارِفِ اللَّيْلَةَ»۔ فَقَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ: أَنَا، قَالَ: «فَانْزِلْ» قَالَ: فَنَزَلَ فِيْ قَبْرِهَا[1]

ہم رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی کے جنازہ میں حاضر تھے تو نبی کریم ﷺ قبر کے قریب تشریف فرما تھے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے، پھر آپ نے فرمایا: ''کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جس نے آج رات ہمبستری نہ کی ہو؟'' سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں ہوں تو آپ نے فرمایا: ''تم ہی اسے قبر میں اُتارو۔'' چنانچہ وہ ان کی قبر میں اُترے۔

[1] صحیح البخاری: کتاب الجنائز، باب قول النبی ﷺ یعذب المیت ببعض بکاء اھله علیه، رقم: ۱۲۸۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی سب سے چھوٹی صاحبزادی ہیں اور آپ نبوت سے پانچ سال قبل پیدا ہوئیں۔ جس سال قریش بیت اللہ کی تعمیر کر رہے تھے۔ ①

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، رسول اللہ ﷺ کو اپنی اولاد میں سب سے زیادہ عزیز تھیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے اُن کی شادی ہوئی اور انہی سے آپ ﷺ کی نسل آگے چلی، جبکہ باقی ساری اولاد سے آپ ﷺ کی نسل منقطع ہوگئی، کیونکہ آپ کے سارے بیٹے تو بچپن میں فوت ہوگئے تھے۔ بیٹیوں میں سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ایک بیٹا عبداللہ بن عثمان پیدا ہوا جو بچپن میں فوت ہوگیا۔ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا لاولد رہیں۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے بطن سے ایک لڑکا علی پیدا ہوا جو بچپن میں وفات پا گیا۔ ایک بچی امامہ پیدا ہوئی تھی جو زندہ رہیں اور بعد میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح بھی ہوا، لیکن ان کی نسل بھی ختم ہوگئی۔ ②

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی سب سے لاڈلی اور پیاری بیٹی تھیں۔ طبعی طور پر بھی عموماً ایسا ہوتا ہے کہ اولاد میں جو سب سے چھوٹا ہو اس سے محبت زیادہ ہوتی ہے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے چونکہ ہوش سنبھالتے ہی اپنے والد محترم کو مصائب میں گھرا ہوا پایا اور آپ کی تکالیف کو اپنے ننھے دل پر محسوس کیا، اس لیے آپ طبعاً سنجیدہ فطرت کی مالک تھیں۔ بچپن کی شوخیوں اور خوش مزاقیوں کا آپ رضی اللہ عنہا کو موقع ہی نہ مل سکا بلکہ اپنے ننھے ہاتھوں سے رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کی کوشش میں لگی رہیں۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بچپن کن حالات میں گزرا صحیح بخاری کی درج ذیل روایت سے اس کا اندازہ ہوتا ہے:

① طبقات ابن سعد: ۸/ ۳۵۔ ② اسدالغابہ: ۱/ ۹۳۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ عِنْدَ الْبَيْتِ وَاَبُوْجَهْلٍ وَاَصْحَابٌ لَهُ جُلُوْسٌ اِذْ قَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: اَيُّكُمْ يَجِيْئُ بِسَلَى جَزُوْرِ بَنِيْ فُلَانٍ، فَيَضَعُهُ عَلَى ظَهْرِ مُحَمَّدٍ اِذَا سَجَدَ؟ فَانْبَعَثَ اَشْقَى الْقَوْمِ فَجَاءَ بِهِ، فَنَظَرَ حَتّٰى اِذَسَجَدَ النَّبِيُّ ﷺ، وَضَعَهُ عَلَى ظَهْرِهِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ، وَاَنَا اَنْظُرُ لَا اَغْنِيْ شَيْئًا، لَوْ كَانَ لِيْ مَنَعَةٌ، قَالَ: فَجَعَلُوْا يَضْحَكُوْنَ وَيُحِيْلُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ، وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَاجِدٌ لَايَرْفَعُ رَأْسَهُ، حَتّٰى جَاءَتْهُ فَاطِمَةُ، فَطَرَحَتْ عَنْ ظَهْرِهِ، فَرَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ قَالَ، «اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ» ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَشَقَّ عَلَيْهِمْ إِذْ دَعَا عَلَيْهِمْ، قَالَ: وَكَانُوْا يَرَوْنَ أَنَّ الدَّعْوَةَ فِيْ ذٰلِكَ الْبَلَدِ مُسْتَجَابَةٌ ثُمَّ سَمّٰى «اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِأَبِيْ جَهْلٍ،وَعَلَيْكَ بِعُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ، وَالْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ،وَأُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ،وَعُقْبَةَ بْنِ أَبِيْ مُعَيْطٍ» وَعَدَّ السَّابِعَ فَنَسِيَهُ الراوی، قَالَ: فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ،لَقَدْ رَأَيْتُ الَّذِيْنَ عَدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَرْعَى، فِي الْقَلِيْبِ قَلِيْبِ بَدْرٍ[1]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک دفعہ کعبہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے، ابوجہل اور اس کے ساتھی وہاں بیٹھے ہوئے تھے، وہ آپس میں کہنے لگے: تم میں سے کون جاتا ہے کہ فلاں قبیلے کی اونٹ کی اوجھڑی لے آئے جسے وہ سجدے کی حالت میں محمد (ﷺ) کی پشت پر رکھ دے؟ چنانچہ ایک بدبخت اٹھا اور اسے اٹھا لایا، پھر دیکھتا رہا جب نبی کریم ﷺ سجدہ میں گئے تو اس نے اسے آپ کے دونوں شانوں کے درمیان پشت پر رکھ دیا۔ میں یہ سب کچھ دیکھ تو رہا تھا لیکن کچھ نہ کرسکتا تھا

[1] صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب اذا القی علی ظهرالمصلی قذروجیفه لم تفسد علیه صلاته، رقم:۲٤۰۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

کاش کہ مجھے تحفظ حاصل ہوتا، پھر وہ ہنستے ہنستے ایک دوسرے پر گرنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ سجدہ ہی میں پڑے رہے اپنا سر نہیں اٹھایا، تا آنکہ سیدہ فاطمہ ؓ آئیں اور آپ کی پشت سے اسے اٹھا کر پھینک دیا۔ تب آپ نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور تین مرتبہ یوں بددعا کی: ''یااللہ! قریش سے بدلہ لے۔'' رسول اللہ ﷺ کا یوں بددعا کرنا ان پر بڑا گراں گزرا، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اس شہر میں دعا قبول ہوتی ہے۔ پھر آپ نے نام لے کر فرمایا: ''یااللہ! ابوجہل سے انتقام لے، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، امیہ بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط کی ہلاکت کو اپنے اوپر لازم کر۔'' ساتویں شخص کا بھی نام لیا لیکن راوی کو بھول گیا۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود ؓ نے فرمایا: قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں نے ان لوگوں کو دیکھا جن کا نام رسول اللہ ﷺ نے لیا تھا کہ وہ بدر کے کنویں میں مرے پڑے تھے۔

سیدہ فاطمہ ؓ جب والد کے ساتھ کافروں کا ایسا تضحیک آمیز رویہ دیکھتی ہوں گی تو ان کے دل پر کیا گزرتی ہوگی۔ پھر انہوں نے اپنی والدہ اور تینوں بہنوں کے جنازے یکے بعد دیگرے اپنی آنکھوں کے سامنے اٹھتے ہوئے دیکھے۔ ان کے بہن بھائی اور پیاری والدہ سب ایک ایک کر کے ان سے بچھڑ گئے۔ ان صدمات نے انہیں طبعاً سنجیدہ بنا دیا تھا اور پھر انہوں نے مسلمانوں کے مدینہ کی جانب ہجرت کے مناظر اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ نبی کریم ﷺ نے جب رات کی تاریکی میں چھپ کر مکہ کو الوداع کہا تو آپ سیدنا ابوبکر صدیق ؓ کے ساتھ روانہ ہوئے، اپنی کسی بیٹی کو ساتھ نہیں لیا کہ راستہ پُرخار تھا اور قدم قدم پر دشمن کا خطرہ تھا۔ مکہ والوں نے آپ کو ڈھونڈ کر قتل کرنے کی ہر ممکن کوشش کی مگر ناکام رہے اور آپ بخیر و عافیت مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ کچھ عرصہ بعد آپ نے سیدنا علی ؓ کو گھر کی چند خواتین کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ آنے کا پیغام بھیجا۔ چنانچہ آپ کی صاحبزادیاں سیدہ ام کلثوم اور فاطمہ ؓ بھی ان کیساتھ مدینہ تشریف لے آئیں اور کاشانہ نبوی ﷺ میں مکہ کے کافروں سے دور امن و سلامتی کے ساتھ مدینہ میں زندگی بسر کرنے لگیں۔ جنگ بدر میں جب مسلمانوں کو کامیابی نصیب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

ہوئی تو اس کے بعد مسلمانوں کی قوت میں روز بروز اضافہ ہونے لگا۔ ایک دن سیدنا علی رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے تو شرم وحیا کی وجہ سے نگاہیں نیچی کیے ہوئے تھے اور چپ چاپ آپ کے پاس بیٹھ گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے کا مدعا دریافت کیا تو انہوں نے شرماتے ہوئے آپ کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی خواہش کا اظہار کیا۔ آپ نے اس رشتہ کو منظور فرمالیا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو شرف دامادی سے نوازدیا۔ سنن ابی داود کی روایت میں ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَمَّاتَزَوَّجَ عَلِيٌّ فَاطِمَةَ قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: «اَعْطِهَا شَيْئًا» قَالَ: مَاعِنْدِيْ شَيْئٌ قَالَ: «اَعْطِهَا دِرْعَكَ الْحُطَمِيَّةَ» ①

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: ''فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کچھ دو'' انہوں نے عرض کیا: میرے پاس تو کچھ نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تیری حطمی زرہ کہاں ہے؟ وہی دے دو''

رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی کو تحفۃً جو سامان دیا سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس کی تفصیل یوں بیان کی ہے:

''اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا زَوَّجَهُ فَاطِمَةَ رضی اللہ عنہا بَعَثَ مَعَهُ بِخَمِيْلَةٍ، وَوَسَادَةٍ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ، وَرَحَيَيْنِ وَسِقَاءٍ وَجَرَّتَيْنِ'' ②

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ان کی شادی کی تو ان کے ساتھ ایک رضائی، کھجور کے درخت کی چھال سے بھرا چمڑے کا ایک تکیہ، چکی کے دو پاٹ، ایک مشکیزہ اور دو مٹکے بھیجے۔

① صحیح، سنن ابی داود، باب فی الرجل یدخل بامراته قبل ان ینقدها شیئا، رقم: ٢١٢٥۔ ② مسند احمد، تعلیق شعیب الارناؤط وقال الشیخ اسناده قوی' رقم: ٨١٩

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شادی کے بعد رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

«یَاعَلِیُّ! اِنَّهُ لَابُدَّ لِلْعُرُوْسِ مِنْ وَلِیْمَةٍ»

''اے علی! شادی کرنے والے کے لیے ولیمہ ضروری ہے''

یہ سن کر سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے پاس ایک مینڈھا ہے، چند انصاری لوگوں نے ان کے لیے کچھ صاع جو جمع کر دیے اور جب شب زفاف تھی تو آپ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

«لَاتُحْدِثْ شَیْئًا حَتّٰی تَلْقَانِیْ» فَدَعَارَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ فِیْهِ ثُمَّ اَفْرَغَهُ عَلٰی عَلِیٍّ فَقَالَ: «اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِیْهِمَا وَبَارِكْ لَهُمَا فِیْ بَنَائِهِمَا» ①

''میرے آنے تک کچھ نہ کرنا'' (پس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے یہاں تک کہ آپ مجھ سے ملے تو آپ نے پانی منگوایا اس سے وضو کیا، پھر اس پانی کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر انڈیل دیا اور دعا کرتے ہوئے کہا: ''اے اللہ! ان دونوں میں برکت ڈال دے اور ان کی شادی میں برکت ڈال دے۔''

مصنف عبدالرزاق میں سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے یہ واقعہ ان الفاظ میں مروی ہے:

جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا تحفہ دیا گیا، تو ہم نے ان کے گھر میں بچھائی ہوئی کنکریوں، ایک کھجور کے درخت کی چھال سے بھرے ہوئے تکیے، ایک مٹکے اور ایک کوزے کے سوا کچھ نہ پایا۔

رسول اللہ ﷺ نے پیغام بھیجا:

«لَاتُحْدِثَنَّ حَدَثًا "اَوْقَالَ" لَاتَقْرَبَنَّ اَهْلَكَ حَتّٰی آتِیَكَ»

''کچھ بھی نہ کرنا'' یا آپ نے فرمایا: ''میرے آنے تک اپنے اہل کے قریب نہ جانا۔''

① آداب الزفاف للالبانی، ۱/ ۱۷۳؛ قال الشیخ اسنادہ حسن؛ المعجم الکبیر، ۲۰/۲؛ رقم: ۱۱۵۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور دریافت فرمایا:

«اَثَمَّ اَخِیْ؟» ''کیا وہاں میرا بھائی ہے؟''

سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے عرض کیا جو سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی والدہ اور ایک نیک حبشی خاتون تھیں:

''یَارَسُوْلَ اللّٰہِ!ھٰذَا اَخُوْکَ وَزَوَّجْتَہُ ابْنَتَکَ؟''

اے اللہ کے رسول! یہ آپ کے بھائی ہیں اور آپ نے ان سے اپنی بیٹی کی شادی کی ہے؟

اس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے جب اپنے صحابہ کے درمیان مواخات کو قائم کیا تھا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اپنا بھائی بنایا تھا۔

آپ نے فرمایا:

«اِنَّ ذٰلِكَ یَكُوْنُ یَااُمَّ اَیْمَنَ» ''اے ام ایمن! ایسے ہوتا ہے۔''

نبی کریم ﷺ نے ایک برتن منگوایا جس میں پانی تھا، پھر جو اللہ تعالیٰ نے چاہا پڑھا، پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے سینے اور چہرے پر چھڑکا، پھر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا، وہ حیا کی وجہ سے لڑکھڑاتی ہوئی آپ کی طرف کھڑی ہوگئیں۔ آپ نے ان پر اس پانی سے چھڑکاؤ فرمایا، پھر جو اللہ تعالیٰ نے چاہا ان کے لیے کہا (یعنی دعائیں کیں)۔

پھر آپ نے ان سے فرمایا:

«اَمَااِنِّي لَمْ آلُكِ اَنْ اَنْكَحْتُكِ اَحَبَّ اَهْلِيْ اِلَيَّ»

''سنو! بے شک میں نے اپنے خاندان میں سے اپنے نزدیک عزیز ترین شخص کے ساتھ تمہارا نکاح کرنے میں تمہارے حق میں کوتاہی نہیں کی۔''

اتنے میں آپ نے پسِ پردہ یا دروازے کے پیچھے ایک سایہ دیکھا تو آپ نے پوچھا:

«مَنْ ھٰذَا؟»

انہوں نے عرض کیا: اسماء ہوں۔

آپ نے پوچھا: ''اسماء بنت عمیس؟''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے کہا: جی ہاں یارسول اللہ!

آپ نے فرمایا:

«أَجِئْتِ كَرَامَةً لِرَسُوْلِ اللّٰهِ»

''تم رسول اللہ (ﷺ) کی تکریم کے لیے آئی ہو؟''

انہوں نے عرض کیا: پہلی رات بچی کے پڑوس میں کوئی خاتون ہونی چاہیے کہ وہ بوقت ضرورت اس کو اپنی کیفیت سے آگاہ کر سکے۔

انہوں نے بیان کیا:

''فَدَعَالِيْ بِدُعَاءٍ اِنَّهُ لَاَوْثَقُ عَمَلِيْ عِنْدِيْ''

آپ نے میرے لیے ایسی دعا فرمائی بلاشک و شبہ میری نگاہ میں وہ میرا سب سے زیادہ بھروسے کا عمل ہے۔

پھر آپ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

«دُوْنَكَ اَهْلَكَ» ''(اب) اپنے اہل کے پاس جاؤ''

''ثُمَّ خَرَجَ فَوَلّٰى، فَمَازَالَ يَدْعُوْلَهُمَا، حَتّٰى تَوَارٰى فِيْ حُجْرِهٖ''①

پھر آپ (وہاں سے) نکلے اور (اپنے گھر کی طرف) روانہ ہو گئے (راستے میں) ان دونوں کے لیے دعا کرتے رہے یہاں تک کہ آپ اپنے حجرے میں داخل ہو گئے۔

صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ولیمہ کے لیے محنت مزدوری کا عزم کیا اور جنگل سے اذخر گھاس لا کر فروخت کرنے کا ارادہ کیا لیکن وہ اونٹنیاں جو انہوں نے اس مقصد کے لیے تیار کر رکھی تھیں انہیں حادثہ پیش آ گیا۔ چنانچہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

میرے پاس ایک اونٹنی تھی جو غزوہ بدر کے مال غنیمت سے مجھے میرے حصے میں

① مصنف عبدالرزاق، باب تزويج فاطمة رضي الله عنها: ٥/ ٤٨٥، رقم: ٩٧٨١؛ المعجم الكبير، باب اسماء بنت عميس الخثعميه من المهاجرات، رقم: ٣٦٥۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ملی تھی اور رسول اللہ ﷺ نے خمس میں سے ایک اور اونٹنی اس دن مجھے دی جب میں نے ان کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے خلوت کا ارادہ کیا۔ میں نے بنوقینقاع کے ایک سنار (زرگر) کو تیار کیا کہ وہ میرے ساتھ اذخر گھاس لینے کے لیے چلے، میرا ارادہ تھا کہ میں اسے سناروں کو بیچ کر اپنی شادی کے ولیمہ کا بندوبست کروں گا۔ پس میں اپنی اونٹنیوں کے پالان، بورے، تھیلے اور رسیاں اکٹھی کر رہا تھا جبکہ میری اونٹنیاں ایک انصاری کے حجرے کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں، جب میں وہ ضروری سامان اکٹھا کر کے اونٹنیوں کے پاس آیا تو دیکھا کہ ان دونوں کے کوہان کٹے ہوئے ہیں، کوکھ چیرے ہوئے ہیں اور ان کے جگر نکال لیے ہیں۔ جب میں نے یہ منظر دیکھا تو میں اپنی آنکھوں پر ضبط نہ کر سکا (رو پڑا) تو میں نے کہا: یہ کس نے کیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے کیا ہے اور وہ اس گھر میں کچھ انصاریوں کے ساتھ اکٹھے شراب پی رہے ہیں اور ایک گانا گانے والی لڑکی ان کے سامنے گا رہی ہے، اس نے گانے کے دوران کہا:

أَلَا يَا حَمْزُ لِلشُّرُفِ النِّوَاءِ، وَهُنَّ مُعَقَّلَاتٌ بِالْفِنَاءِ ، ضَعِ السِّكِّيْنَ فِي اللَّبَّاتِ مِنْهَا، وَضَرِّجْهُنَّ حَمْزَةُ بِالدِّمَاءِ، وَعَجِّلْ مِنْ أَطَايِبِهَا لِشُرْبٍ، قَدِيْدًا مِنْ طَبِيْخٍ أَوْشِوَاءِ

اے حمزہ! اٹھ اور یہ موٹی موٹی اونٹنیاں میدان میں بندھی ہوئی ہیں ان کے حلق پر چھری رکھ دے اور اے حمزہ! انہیں خون میں نہلا دے اور شراب پینے والوں کے لیے اس کے پاکیزہ گوشت کو جلدی سے بھون کر یا پکا کر تیار کر۔

پس وہ جلدی سے اٹھے اور انہوں نے ان کے کوہان کاٹ دیے، پیٹ چاک کر دیے اور ان کے جگر نکال لیے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں وہاں سے چل پڑا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بھی آپ کے پاس موجود تھے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے میری اس کیفیت کو بھانپ لیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا مسئلہ ہے؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جس طرح آج سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے میری اونٹنیوں کے ساتھ ظلم کیا ہے ایسے میں نے پہلے کبھی نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دیکھا۔ انہوں نے ان دونوں کے کوہان کاٹ دیے ہیں، ان کے پیٹ چاک کر دیے ہیں اور اس مکان میں شرابیوں کے ساتھ موجود ہیں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اپنی چادر منگوائی اور اسے اوڑھ کر چل پڑے، میں اور سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بھی آپ کے پیچھے پیچھے چلتے گئے۔ یہاں تک کہ ہم اس گھر تک پہنچ گئے جہاں سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ موجود تھے، پس آپ نے اجازت طلب کی تو انہیں اجازت مل گئی۔ اندر گئے تو دیکھا کہ سب نے شراب پی ہوئی ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو اس حرکت پر ملامت کی اس وقت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نشے میں دھت تھے، ان کی آنکھیں سرخ تھیں۔ پس سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھا، پھر نظر اوپر کی تو آپ کے گھٹنوں کو دیکھا، اس طرح نظر اوپر کرتے کرتے انہوں نے آپ کی ناف اور چہرے پر نظر ڈالی، پھر سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تم سب میرے باپ کے غلام نہیں ہو؟ (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے پہچان لیا کہ وہ نشے میں دھت ہیں۔ پس رسول اللہ ﷺ الٹے پاؤں وہاں سے لوٹ آئے۔ آپ وہاں سے نکل آئے تو ہم بھی آپ کے ساتھ ہی نکل آئے۔ ①

یہ حرمتِ شراب سے پہلے کا واقعہ ہے اور نبی کریم ﷺ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو بغیر کچھ کہے اس لیے باہر تشریف لے آئے کہ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ اس وقت نشے کی حالت میں تھے اور حکمت کا تقاضہ یہی تھا کہ اس حالت میں انہیں کچھ نہ کہا جائے۔ یقیناً نشے کی کیفیت ختم ہونے پر سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نادم بھی ہوئے ہوں گے اور آپ نے انہیں سرزنش بھی کی ہو گی۔ اس روایت اور سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی ولیمہ میں تعاون والی روایت کو جمع کیا جائے تو تطبیق کی یہی صورت نظر آتی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے گھاس لانے کے لیے اونٹنیوں کو تیار اس وقت کیا ہوگا جب ابھی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح نہیں ہوا ہوگا۔ اونٹنیوں کو حادثہ پیش آجانے کے بعد انہوں نے جنگل سے گھاس لانے کا ارادہ ترک کر دیا اور جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا

① صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب شهود الملائکة بدرا، رقم:۴۰۰۳؛ صحیح مسلم، کتاب الاشربه، باب تحریم الخمر وبیان انهاتکون من عصیر العنب ومن التمر ــــ رقم: ۱۹۷۹۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

سے نکاح کیا تو سیدنا سعد رضی اللہ عنہ اور چند انصاری لوگوں نے ولیمہ میں تعاون کیا۔

شادی کے بعد پیغمبر کی بیٹی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے گھر میں آ گئی اور ذمہ دارانہ زندگی کا آغاز ہوگیا۔ دونوں میاں بیوی کی عائلی زندگی مثالی تھی۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے گھر کا سب کام کاج سنبھال لیا، اپنے ہاتھوں سے چکی پیستیں، گھر کی صفائی کرتیں اور گھر کے تمام امور کو انجام دیتی تھیں اور ان کاموں کی انجام دہی میں کوئی لونڈی یا غلام ان کا مددگار نہیں تھا۔ صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَنَّ فَاطِمَةَ شَكَتْ مَاتَلْقَى مِنْ أَثَرِ الرَّحى، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ سَبْيٌ، فَانطَلَقَتْ فَلَمْ تَجِدْهُ فَوَجَدَتْ عَائِشَةَ فَأَخْبَرَتْهَا فَلَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ عَائِشَةُ بِمَجِيْءِ فَاطِمَةَ، فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَيْنَا وَقَدْ أَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا، فَذَهَبْتُ لِأَقُوْمَ، وَقَالَ: «عَلَى مَكَانِكُمَا» فَقَعَدَ بَيْنَنَا حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلَى صَدْرِيْ وَقَالَ: «أَلَا أُعَلِّمُكُمَا خَيْرًا مِمَّا سَأَلْتُمَانِيْ، إِذَا أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا تُكَبِّرَا أَرْبَعًا وَثَلَاثِيْنَ، وَتُسَبِّحَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ، وَتَحْمَدَا ثَلَاثًا وَ ثَلَاثِيْنَ، فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمَا مِنْ خَادِمٍ» ①

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ایک دن اس تکلیف کی شکایت کی جو انہیں چکی پیسنے کی وجہ سے ہوتی تھی۔ چنانچہ جب نبی کریم ﷺ کے پاس کچھ قیدی آئے تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس گئیں مگر نبی کریم ﷺ سے ان کی ملاقات نہ ہوسکی۔ البتہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو پایا تو ان سے کہہ دیا کہ میں اس مقصد کے لیے آئی تھی۔ پھر جب نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے آنے کا ذکر کیا۔ نبی کریم ﷺ یہ سن کر ہمارے گھر تشریف لائے جبکہ ہم دونوں اپنی خوابگاہ میں لیٹ چکے تھے، میں اٹھنے لگا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنی جگہوں پر رہو'' اور آپ ہمارے

① صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب مناقب علی بن طالب رضی اللہ عنہ، رقم: ٣٧٠٥۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

درمیان بیٹھ گئے ۔ یہاں تک کہ میں نے آپ کے پاؤں کی ٹھنڈک اپنے سینے پر محسوس کی تو آپ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں اس سے بہتر چیز نہ بتاؤں جس کا تم دونوں نے مجھ سے سوال کیا ہے؟ جب تم اپنی آرام گاہیں پکڑو تو چونتیس دفعہ اللہ اکبر کہو، تینتیس دفعہ سبحان اللہ کہو اور تینتیس دفعہ الحمدللہ کہو۔ پس وہ تمہارے لیے خادم سے بہتر ہوگا۔''

مسند احمد میں یہی روایت ان الفاظ میں مذکور ہے:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے ایک دن سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا:

اللہ کی قسم! پانی نکال نکال کر میرے سینے میں تکلیف ہوگئی ہے۔

انہوں نے مزید کہا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے باپ کو غلام دیے ہیں، جایے اور ان سے خادم مانگ لایے۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ کی قسم! چکی پینے کی بنا پر میرے دونوں ہاتھوں میں چھالے نمودار ہوگئے ہیں۔

پس وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ نے فرمایا:

''اے میری چھوٹی سی بیٹی! کیسے آنا ہوا؟''

انہوں نے عرض کیا: سلام کہنے کی غرض سے حاضر ہوئی ہوں۔

(خادم) طلب کرنے سے شرما گئیں اور واپس تشریف لے گئیں تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا ہوا ہے؟

انہوں نے جواب دیا: میں آپ سے مانگتے ہوئے شرما گئی۔

توہم دونوں اکٹھے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، سیدنا علی نے عرض کیا:

یارسول اللہ! پانی کھینچ کھینچ کر میرے سینے میں تکلیف ہوگئی ہے۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: چکی پیتے پیتے میرے دونوں ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو غلام اور وسعت عطا فرمائی ہے، ہمیں خادم عطا فرمایے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! ایسا تو نہیں ہوسکتا کہ میں تمہیں دے دوں اہل صفہ بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹوں کو لپیٹتے رہیں اور میں اپنے پاس ان پر خرچ کرنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے لیے کچھ نہ پاؤں ۔ میں تو ان غلاموں کو فروخت کروں گا اور حاصل شدہ مال کو اہل صفہ پر خرچ کروں گا۔"

پھر آپ نے فرمایا: "کیا میں تمہیں تمہاری مطلوبہ چیز سے اعلیٰ بات کی خبر نہ دوں؟"

انہوں نے عرض کیا: کیوں نہیں!

آپ نے فرمایا: "یہ ایسے کلمات ہیں جو مجھے جبریل علیہ السلام نے سکھلائے ہیں۔"

آپ نے فرمایا: "ہر نماز کے بعد دس مرتبہ سبحان اللہ، دس مرتبہ الحمدللہ اور دس مرتبہ اللہ اکبر کہو اور جب اپنے بستر پر آؤ تو تینتیس دفعہ سبحان اللہ، تینتیس دفعہ الحمدللہ اور چونتیس دفعہ اللہ اکبر کہو۔"

رسول اللہ ﷺ نے صفہ کے طالب علموں اور مساکین کو اپنی بیٹی پر ترجیح دے کے اپنی پیاری بیٹی کو ایثار وقربانی کا درس دیا ہے اس لیے کہ شادی کے بعد اگر میاں بیوی میں ایثار ووفا اور قربانی کا فقدان ہو تو زندگی مشکل ہوجاتی ہے۔ اس لیے بیٹی کو گھر کا کام خود کرنے کی ترغیب دی، اس میں درس ہے ان خواتین کے لیے بھی جو شوہر کے گھر میں جاکر کام کرنے سے کتراتی ہیں۔ اگر سردارِ دو جہاں کی لختِ جگر کام کرسکتی ہے تو دیگر خواتین کیوں نہیں کرسکتیں۔ اخلاقی تربیت کے ساتھ ساتھ آپ نے بیٹی اور داماد میں نیکی اور تقویٰ کے جذبات کو پروان چڑھانے کیلئے بھی انہیں بڑے احسن انداز سے نفلی عبادت کو بجالانے کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ بِنْتَ النَّبِيِّ ﷺ لَيْلَةً، فَقَالَ: «أَلَا تُصَلِّيَانِ» فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، أَنْفُسُنَا بِيَدِاللّٰهِ، فَإِذَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَنَا بَعَثَنَا، فَانْصَرَفَ حِيْنَ قُلْنَا ذٰلِكَ وَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا، ثُمَّ سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُوَلٍّ، يَضْرِبُ فَخِذَهُ، وَهُوَ يَقُوْلُ: ﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾ ①

① صحیح البخاری، کتاب التهجد، باب تحریض النبی ﷺ علی صلاۃ اللیل والنوافل من غیر ایجاب: ۱۱۲۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک دن رسول اللہ ﷺ ان کے اور اپنی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''تم دونوں نماز (تہجد) کیوں نہیں پڑھتے؟'' میں نے کہا: یا رسول اللہ! ہماری جانیں اللہ کے ہاتھ میں ہیں جب وہ ہمیں اٹھائے گا تو اٹھ جائیں گے۔ جب میں نے یہ کہا تو آپ واپس ہو گئے اور مجھے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر میں نے آپ کو پشت پھیر کر ران پر ہاتھ مارتے ہوئے دیکھا اور یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''انسان سب سے زیادہ جھگڑالو ہے۔''

ایک موقع پر آپ نے فرمایا: ''اے فاطمہ! تم مجھ سے میرا مال جتنا چاہے لے لو لیکن میں اللہ کے عذاب سے تمہیں نہیں بچا سکتا۔'' سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قَامَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ أَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ﴾ قَالَ: «يَامَعْشَرَ قُرَيْشٍ- اَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا- اشْتَرُوْا أَنْفُسَكُمْ لَاأُغْنِيْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا، يَا بَنِيْ عَبْدِمَنَافٍ لَا أُغْنِيْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا، يَا عَبَّاسُ بْنَ عَبْدِالْمُطَّلِبِ لَا أُغْنِيْ عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا، وَيَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَا أُغْنِيْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا، وَيَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ، سَلِيْنِيْ مَا شِئْتِ مِنْ مَالِيْ لَا أُغْنِيْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا» [1]

جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''(اے نبی!) آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو اللہ کے عذاب سے خبردار کریں۔'' تو آپ نے کھڑے ہو کر فرمایا: ''اے گروہ قریش!'' یا ایسا ہی کوئی لفظ فرمایا کہ ''تم اپنی جانیں بچاؤ کیونکہ میں تمہیں اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکتا، اے اولادِ عبدمناف! میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آسکوں گا، اے عباس بن عبدالمطلب! میں تمہیں بھی اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکتا، اے صفیہ! جو رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی ہیں، میں اللہ کے حضور تمہارے کچھ کام نہیں آؤں گا

[1] صحیح البخاری، کتاب الوصایا، باب هل یدخل النساء والولد فی الاقارب: ۲۷۵۳۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اور اے فاطمہ بنتِ محمد (ﷺ)! تم میرا مال جتنا چاہو لے لو، لیکن میں اللہ کے عذاب سے تمہیں نہیں بچا سکتا۔''

نبی کریم ﷺ نے یہ الفاظ بول کر ''اے فاطمہ! میں اللہ کے عذاب سے تمہیں نہیں بچا سکتا'' اپنی بیٹی کو نیکی اور تقویٰ اختیار کرنے کی ترغیب دی ہے کہ وہ جہنم سے بچاؤ کیلئے عملی اقدام کرے، نیکی کے راستے پر چلتی رہے اور باری تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے رضا ورغبت سے اعمال صالحہ کی طرف متوجہ رہے۔ آپ درحقیقت اپنی بیٹی کو دنیاوی زیب و زینت سے دور ایک عابدہ وزاہدہ کے روپ میں دیکھنا چاہتے تھے۔

ایک دفعہ آپ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے تو دروازے پر ایک منقش پردہ دیکھا۔ بیٹی کے گھر میں یہ دنیاداری آپ کو پسند نہ آئی چنانچہ آپ واپس ہو گئے اور گھر میں داخل نہ ہوئے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ واقعہ ان الفاظ میں نقل کیا ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: أَتَى النَّبِيُّ ﷺ بَيْتَ فَاطِمَةَ بِنْتِهِ رضی اللہ عنہا فَلَمْ يَدْخُلْ عَلَيْهَا، وَجَاءَ عَلِيٌّ فَذَكَرَتْ لَهُ ذٰلِكَ، فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنِّيْ رَأَيْتُ عَلٰى بَابِهَا سِتْرًا مَوْشِيًّا» فَقَالَ لِيْ: «مَالِيْ وَلِلدُّنْيَا» فَأَتَاهَا عَلِيٌّ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهَا، فَقَالَتْ: لِيَأْمُرْنِيْ فِيْهِ بِمَا شَاءَ، قَالَ: «تُرْسِلُ بِهِ إِلٰى فُلَانٍ، أَهْلِ بَيْتٍ بِهِمْ حَاجَةٌ» ①

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے مگر اندر داخل نہ ہوئے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ آئے تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ان سے اس کا تذکرہ کیا۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اس کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا: ''میں نے وہاں دروازے پر ایک ریشمی دھاری دار پردہ دیکھا تھا۔ بھلا ہم لوگوں کو آرائش دنیا سے کیا غرض ہے؟'' سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آ کر یہ بات

① صحیح البخاری، کتاب الهبة و فضلها والتحریض علیها، باب هدیة ما یکره لبسها: ۲۶۱۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بیان کی تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بولیں: آپ جو چاہیں اس کی بابت مجھے حکم فرمائیں! آپ نے فرمایا: ''اس پردہ کو فلاں شخص کے پاس بھیج دو جو ضرورت مند ہے۔''

سیدنا علی و فاطمہ رضی اللہ عنہما کی ناراضی

ایک دفعہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کسی بات پر ناراضی ہوگئی۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ ناراضی کے عالم میں گھر سے نکلے اور مسجد میں جا کر لیٹ گئے، وہیں انہیں نیند آ گئی اور سو گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ چلا تو آپ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس خود مسجد میں گئے اور دونوں میاں بیوی کی ناراضی کو ختم کیا۔ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْتَ فَاطِمَةَ، فَلَمْ يَجِدْ عَلِيًّا فِي الْبَيْتِ فَقَالَ: « أَيْنَ ابْنَ عَمِّكِ » قَالَتْ: كَانَ بَيْنِيْ وَ بَيْنَهُ شَيْئٌ، فَغَاضَبَنِيْ فَخَرَجَ، فَلَمْ يَقِلْ عِنْدِيْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِإِنْسَانٍ: «انْظُرْ أَيْنَ رَاضِيَةٌ » فَجَاءَ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هُوَ فِيْ الْمَسْجِدِ رَاقِدٌ، فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ، قَدْ سَقَطَ رِدَاؤُهُ عَنْ شِقِّهِ، وَأَصَابَهُ تُرَابٌ، فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَمْسَحُهُ عَنْهُ وَيَقُوْلُ: « قُمْ أَبَا تُرَابٍ، قُمْ أَبَا تُرَابٍ » ①

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گھر میں نہ پا کر ان سے پوچھا: ''تمہارے چچازاد کہاں ہیں؟'' انہوں نے عرض کیا: ہمارے درمیان کچھ جھگڑا ہو گیا تھا وہ مجھ پر ناراض ہو کر کہیں باہر چلے گئے ہیں، یہاں نہیں سوئے۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا: ''دیکھو! وہ کہاں ہیں؟'' وہ دیکھ کر آیا اور کہنے لگا: یارسول اللہ! وہ مسجد میں سو رہے ہیں۔ یہ سن کر آپ مسجد میں تشریف لے گئے جہاں سیدنا علی رضی اللہ عنہ

① صحیح البخاری، کتاب الصلوۃ، باب نوم الرجال فی المسجد: ٤٤١۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لیٹے ہوئے تھے۔ ان کے ایک پہلو سے چادر گرنے کی وجہ سے وہاں مٹی لگ گئی تھی تو رسول اللہ ﷺ ان کے جسم سے مٹی صاف کرتے ہوئے فرمانے لگے: ''ابوتراب! اٹھو، ابوتراب! اٹھو۔''

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے چچا زاد نہیں تھے لیکن عرب میں محاورہ کے طور پر باپ کے عزیز کو چچا زاد کہہ دیا جاتا ہے اور آپ نے جس محبت سے ابوتراب کہا اس سے پدرانہ شفقت جھلکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ابوتراب کنیت بہت پسند تھی۔ نبی کریم ﷺ اکثر و بیشتر اپنی بیٹی کے گھر آیا کرتے تھے اور اپنے نواسوں سے پیار کرتے تھے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فِيْ طَائِفَةٍ مِنَ النَّهَارِ، لَايُكَلِّمُنِيْ وَلَاَ اُكَلِّمُهُ حَتَّى أَتَى سُوْقَ بَنِيْ قَيْنُقَاعَ، فَجَلَسَ بِفِنَاءِ بَيْتِ فَاطِمَةَ ؓ فَقَالَ: «أَثَمَّ لُكَعُ، أَثَمَّ لُكَعُ؟» فَحَبَسَتْهُ شَيْئًا، فَظَنَنْتُ أَنَّهَا تُلْبِسُهُ سِخَابًا اَوْتُغَسِّلُهُ، فَجَاءَ يَشْتَدُّ حَتَّى عَانَقَهُ وَقَبَّلَهُ، وَقَالَ: «اَللّٰهُمَّ اَحْبِبْهُ وَأَحِبَّ مَن يُحِبُّهُ» ①

نبی کریم ﷺ دن کے وقت ایک طرف نکلے مگر نہ آپ مجھ سے باتیں کرتے اور نہ میں آپ سے کوئی بات کرتا تھا، حتیٰ کہ آپ بنی قینقاع کے بازار میں پہنچ گئے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے صحن میں بیٹھ گئے اور فرمایا: ''کیا یہاں کوئی بچہ ہے؟ کیا ادھر کوئی ننھا ہے؟'' سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بچے کو کچھ دیر روکے رکھا، میں نے خیال کیا کہ وہ انہیں ہار وغیرہ پہنا رہی ہیں یا اسے نہلا رہی ہیں۔ پھر (سیدنا حسن رضی اللہ عنہ) دوڑتے ہوئے آئے، آپ نے انہیں گلے لگایا اور ان سے پیار کیا۔ پھر فرمایا: ''اے اللہ! تو اس سے محبت فرما اور جو اس سے محبت کرے اس سے بھی محبت فرما۔''

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا گھرانہ کس قدر بابرکت ہے کہ جس کے افراد کے لیے نبی کریم ﷺ محبت سے دعائیں مانگا کرتے تھے اور نبی کریم ﷺ نے اپنی اس دعا میں

① صحيح البخاري، كتاب البيوع، باب ماذكر في الاسواق: ٢١٢٢۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لوگوں سے خواہش کی ہے کہ وہ ان کے نواسے سے محبت کریں اور اللہ کی بارگاہ میں یہ دعا کی: ''اے اللہ! جو بندہ جگر گوشہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) سے محبت کرے اس سے تو بھی محبت کر۔'' پس گھرانۂ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے محبت رکھنا محبتِ الٰہی پانے کا ذریعہ ہے۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تقویٰ و پارسائی اور علم و عمل کا نمونہ تھیں۔ وہ نہ صرف عابدہ و زاہدہ تھیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں جذبہ جہاد بھی وافر مقدار میں عطا کر رکھا تھا۔ بہت سی جنگوں میں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شانہ بشانہ شریک رہیں۔ جنگِ اُحد میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہوئے تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ہی تھیں جنہوں نے آپ کے زخم مبارک کو صاف کر کے اس کی مرہم پٹی کی۔ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

يُسْأَلُ عَنْ جُرْحِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ؟ فَقَالَ جُرِحَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهُ وَهُشِمَتِ الْبَيْضَةُ عَلَى رَأْسِهِ فَكَانَتْ فَاطِمَةُ رضی اللہ عنہا بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَغْسِلُ الدَّمَ وَكَانَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ يَسْكُبُ عَلَيْهَا بِالْمِجَنِّ فَلَمَّا رَأَتْ فَاطِمَةُ رضی اللہ عنہا أَنَّ الْمَاءَ لَا يَزِيْدُ الدَّمَ إِلَّاكَثْرَةً أَخَذَتْ قِطْعَةَ حَصِيْرٍ فَأَحْرَقَتْهُ حَتّٰى صَارَ رَمَادًا ثُمَّ أَلْصَقَتْهُ بِالْجُرْحِ فَاسْتَمْسَكَ الدَّمُ①

جب ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احد کے دن زخمی ہونے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: آپ کا چہرہ مبارک زخمی ہوا اور آپ کے دانت مبارک ٹوٹ گئے اور آپ کے سر کا خود ٹوٹ گیا۔ پھر آپ کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا خون دھوتی تھیں اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ اس پر پانی ڈالتے تھے۔ جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ پانی سے خون اور نکلتا ہے تو انہوں نے بوریے کا ایک ٹکڑا جلا کر راکھ زخم میں بھر دی تب خون بند ہو گیا۔

① صحیح مسلم، کتاب الجهاد، باب غزوة احد: ۱۷۹۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مقام و مرتبہ

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھرانہ سے آپ کو ایک خاص وابستگی تھی ۔ اس گھر کے ایک ایک فرد کے فضائل احادیث میں موجود ہیں ۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی یہ بھی فضیلت کوئی کم نہیں کہ وہ سردارِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی، سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی لختِ جگر، حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی والدہ اور خلیفہ چہارم سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ ہیں۔ احادیث مبارکہ میں ان کے جو فضائل بیان ہوئے ہیں ان میں سے چند ایک بیان کیے جارہے ہیں۔

فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے

عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ خَطَبَ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ وَعِنْدَهُ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَلَمَّا سَمِعَتْ بِذٰلِكَ فَاطِمَةُ رضی اللہ عنہا أَتَتِ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَتْ لَهُ: إِنَّ قَوْمَكَ يَتَحَدَّثُونَ أَنَّكَ لَا تَغْضَبُ لِبَنَاتِكَ وَهٰذَا عَلِيٌّ نَاكِحًا ابْنَةَ أَبِي جَهْلٍ قَالَ الْمِسْوَرُ فَقَامَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَسَمِعْتُهُ حِينَ تَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ: «أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي أَنْكَحْتُ أَبَا الْعَاصِ بْنَ الرَّبِيعِ فَحَدَّثَنِي فَصَدَقَنِي وَإِنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ مُضْغَةٌ مِنِّي وَإِنَّمَا أَكْرَهُ أَنْ يَفْتِنُوهَا وَإِنَّهَا وَاللَّهِ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللَّهِ عِنْدَ رَجُلٍ وَاحِدٍ أَبَدًا» قَالَ: فَتَرَكَ عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ الْخِطْبَةَ [1]

سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی بیٹی کو (نکاح کا) پیام دیا حالانکہ ان کے نکاح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی

[1] صحیح مسلم، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، باب فی فضائل فاطمة رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ۲٤٤٩۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے یہ خبر سنی تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا: آپ کے بارے میں لوگ کہتے ہیں کہ آپ اپنی بیٹیوں کے بارے میں غصہ نہیں ہوتے اور یہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہیں جو ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنے والے ہیں۔ سیدنا مسور رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے تشہد پڑھنے کے بعد فرمایا: ''امابعد! میں نے اپنی بیٹی (سیدہ زینب رضی اللہ عنہا) کا نکاح ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ عنہ سے کیا، اس نے جو بات مجھ سے کہی وہ سچ کہی اور فاطمہ بنتِ محمد (ﷺ) میرے جسم کا ٹکڑا ہے اور میں ناپسند کرتا ہوں کہ لوگ اس کو آزمائش میں ڈالیں (یعنی جب علی دوسرا نکاح کریں گے تو شاید سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا شک کی وجہ سے کوئی بات اپنے خاوند کے خلاف کہہ بیٹھیں یا ان کی نافرمانی کریں اور گناہ گار ہوں) اور اللہ کی قسم! اللہ کے رسول (ﷺ) کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی لڑکی دونوں ایک مرد کے پاس جمع نہ ہوں گی۔'' یہ سن کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے پیامِ نکاح چھوڑ دیا (یعنی ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کا ارادہ ترک کر دیا)۔

امت کی عورتوں کی سردار عورت

صحیح بخاری میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

نبی کریم ﷺ کے مرض الوفات میں آپ کی تمام ازواجِ مطہرات آپ کے پاس تھیں۔ کوئی وہاں سے نہیں ہٹا تھا کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا چلتی ہوئی آئیں اور ان کے چلنے کا انداز کیسا تھا؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''وَاللّٰہِ مَا تَخْفٰی مِشْیَتُھَا مِنْ مِشْیَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ''

اللہ کی قسم! ان کی چال رسول اللہ ﷺ کی چال سے الگ نہ تھی (بلکہ بہت ہی مشابہ تھی)۔

رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیکھا تو خوشی سے فرمانے لگے:

«مَرْحَبًا بِا بْنَتِي» ثُمَّ أَجْلَسَھَا عَنْ یَمِیْنِهٖ أَوْ عَنْ شِمَالِهٖ ثُمَّ سَارَّھَا فَبَکَتْ بُکَاءً شَدِیْدًا فَلَمَّا رَأَی حُزْنَھَا سَارَّھَا الثَّانِیَۃَ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فَإِذَا هِيَ تَضْحَكُ فَقُلْتُ لَهَا أَنَا مِنْ بَيْنِ نِسَائِهِ: خَصَّكِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالسِّرِّ مِنْ بَيْنِنَا ثُمَّ أَنْتِ تَبْكِيْنَ؟ فَلَمَّا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَأَلْتُهَا: عَمَّا سَارَّكِ، قَالَتْ: مَا كُنْتُ لِأُفْشِيَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سِرَّهُ

''اے بیٹی مرحبا'' پھر نبی ﷺ نے انہیں اپنی دائیں طرف یا بائیں طرف بٹھایا اس کے بعد ان سے سرگوشی کی تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بہت زیادہ رونے لگیں، جب نبی کریم ﷺ نے ان کا غم دیکھا تو دوبارہ ان سے سرگوشی کی اس پر وہ ہنسنے لگیں۔ تمام ازواج میں سے میں نے ان سے پوچھا: نبی کریم ﷺ نے ہم میں سے صرف آپ کو سرگوشی کی خصوصیت بخشی، پھر آپ کس لیے روئیں؟ اور جب رسول اللہ ﷺ اٹھے تو میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کے کان میں نبی کریم ﷺ نے کیا فرمایا تھا؟ تو انہوں نے کہا: میں نبی کریم ﷺ کے راز کو نہیں کھول سکتی۔

جب نبی کریم ﷺ اس دنیا سے رخصت ہو گئے تو ایک دن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا:

عَزَمْتُ عَلَيْكِ بِمَا لِي عَلَيْكِ مِنَ الْحَقِّ لَمَّا أَخْبَرْتِنِيْ قَالَتْ: أَمَّا حِيْنَ سَارَّنِيْ فِي الْأَمْرِ الْأَوَّلِ فَإِنَّهُ أَخْبَرَنِي «أَنَّ جِبْرِيْلَ كَانَ يُعَارِضُهُ بِالْقُرْآنِ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً، وَإِنَّهُ قَدْ عَارَضَنِيْ بِهِ الْعَامَ مَرَّتَيْنِ وَلَا أَرَى الْأَجَلَ إِلَّا قَدِ اقْتَرَبَ فَاتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِيْ فَإِنِّي نِعْمَ السَّلَفُ أَنَا لَكِ» قَالَتْ: فَبَكَيْتُ بُكَائِي الَّذِيْ رَأَيْتِ فَلَمَّا رَأَى جَزَعِي سَارَّنِي الثَّانِيَةَ، قَالَ: «يَا فَاطِمَةُ! أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُوْنِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ أَوْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ» [1]

[1] صحیح البخاری، کتاب الاستئذان، باب من ناجی بین یدی الناس، رقم: ٦٢٨٥۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میرا جو آپ پر حق ہے اس کا واسطہ دیتی ہوں کہ آپ مجھے وہ بات بتا دیں۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پہلی سرگوشی کی تھی تو فرمایا تھا کہ ''جبریل علیہ السلام مجھ سے سال میں ایک مرتبہ دور کیا کرتے تھے، لیکن اس سال انہوں نے مجھ سے دو مرتبہ (قرآن کا) دور کیا اور میرا خیال ہے کہ میری وفات کا وقت قریب ہے۔ اللہ سے ڈرتی رہنا اور صبر کرنا کیونکہ میں تمہارے لیے ایک اچھا آگے جانے والا ہوں۔'' تو کہتی ہیں کہ میں رونے لگی جو تم نے دیکھا تھا مجھے روتے ہوئے تو جب نبی کریم ﷺ نے مجھے یوں غمگین دیکھا تو دوبارہ سرگوشی کی اور فرمایا: ''فاطمہ بیٹی! کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ جنت میں تم مومن عورتوں کی سردار ہوگی'' یا یوں فرمایا: ''اس امت کی عورتوں کی سردار ہوگی۔''

جس نے فاطمہ کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی

صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ «إِنَّ بَنِيْ هَشَامِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ اسْتَأْذَنُوْا فِيْ أَنْ يَنْكِحُوْا ابْنَتَهُمْ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ فَلَا اٰذَنُ ثُمَّ لَا اٰذَنُ ثُمَّ لَا اٰذَنُ إِلَّا أَنْ يُرِيْدَ ابْنَ أَبِيْ طَالِبٍ أَنْ يُطَلِّقَ ابْنَتِيْ وَيَنْكِحَ ابْنَتَهُمْ فَإِنَّمَا هِيَ بَضْعَةٌ مِّنِّيْ يُرِيْبُنِيْ مَا أَرَابَهَا وَيُؤْذِيْنِيْ مَا اٰذَاهَا» ①

میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جبکہ آپ اس وقت منبر پر تھے: ''بنی ہشام بن مغیرہ نے مجھ سے اجازت چاہی کہ ہم اپنی لڑکی کا نکاح سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کر دیں؟ تو میں اس کی اجازت نہیں دیتا، پھر اجازت نہیں دیتا، پھر اجازت نہیں دیتا (تین مرتبہ فرمایا) ہاں اگر ابن ابی طالب کا ارادہ ہو تو میری بیٹی کو طلاق دے دے اور

① صحيح البخاري، كتاب النكاح، باب ذب الرجل عن ابنته في الغيرة والانصاف: ٥٢٣٠۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ان کی بیٹی سے نکاح کرلے، اس لیے کہ میری بیٹی میرا ٹکڑا ہے جو اُسے برا لگے وہ مجھے برا لگتا ہے اور جو اسے تکلیف دیتا ہے، اس سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔''

سیدنا علی رضی اللہ عنہ ابوجہل کی بیٹی سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا سے شادی کرنا چاہتے تھے۔ شریعت نے چار تک شادیاں کرنے کی اجازت دی ہے۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گیارہ بیویاں تھیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو روکنا اس لیے نہیں تھا کہ ان کے لیے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہوتے ہوئے دوسری شادی کرنا حرام تھا۔ بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں ایک اصول بیان فرمایا ہے کہ اللہ کے رسول کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک شخص کے نکاح میں جمع نہیں ہوسکتیں۔ جس طرح پھوپھی اور بھتیجی کا بیک وقت ایک شخص کے نکاح میں جمع ہونا حرام ہے، اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عدواللہ کی بیٹیوں کا جمع ہونا بھی درست نہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو چیز فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بری لگتی ہے وہ مجھے بری لگتی ہے، جو چیز اسے تکلیف دے اس سے مجھے بھی تکلیف ہوتی ہے'' کیونکہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جگر گوشہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، ان کا دل دکھانے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل دکھتا ہے۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اہل بیت میں شامل ہیں

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

خَرَجَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم غَدَاةً وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعْرٍ أَسْوَدَ فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَأَدْخَلَهُ ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ رضی اللہ عنہ فَدَخَلَ مَعَهُ ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَأَدْخَلَهَا ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَأَدْخَلَهُ ثُمَّ قَالَ ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو نکلے اور آپ کالے بالوں کی ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے جس پر کجاووں کی صورتیں یا ہانڈیوں کی صورتیں بنی ہوئی تھیں۔ اتنے میں سیدنا حسن رضی اللہ عنہ آئے تو آپ نے ان کو اس چادر کے اندر کرلیا۔ پھر سیدنا

① صحیح مسلم، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، باب فی فضائل اهل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم: ۲٤۲٤۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حسین رضی اللہ عنہ آئے تو ان کو بھی اس میں داخل کرلیا۔ پھر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں تو ان کو بھی انہی کے ساتھ شامل کرلیا۔ پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ آئے تو ان کو بھی شامل کر کے فرمایا: ''اے گھر والو! اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی کو دور کرے اور تمہیں پاک کرے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے محبت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری بیٹی اگر کبھی آپ سے ملنے کے لیے آتیں تو آپ محبت و شفقت کا اظہار فرماتے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''كَانَتْ إِذَا دَخَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قَامَ إِلَيْهَا فَقَبَّلَهَا وَأَجْلَسَهَا فِيْ مَجْلِسِهِ وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا قَامَتْ مِنْ مَجْلِسِهَا فَقَبَّلَتْهُ وَأَجْلَسَتْهُ فِيْ مَجْلِسِهَا''①

(سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا) جب کبھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتیں تو آپ (محبت سے کھڑے ہوتے، ان کا بوسہ لیتے اور اپنی جگہ پر بٹھا دیتے اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے ہاں تشریف لے جاتے تو وہ بھی اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑی ہوتیں، آپ کا بوسہ لیتیں اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔

صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

أَنَّ امْرَأَةً مِنْ بَنِيْ مَخْزُوْم سَرَقَتْ فَقَالُوْا: مَنْ يُكَلِّمُ فِيْهَا النَّبِيَّ ﷺ فَلَمْ يَجْتَرِى أَحَدٌ أَنْ يُكَلِّمَهُ فَكَلَّمَهُ أُسَامَةُ بْنُ زَيْد فَقَالَ «إِنَّ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ كَانَ إِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ وَإِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ قَطَعُوْهُ لَوْ كَانَتْ فَاطِمَةُ لَقَطَعْتُ يَدَهَا» ②

① صحیح، سنن الترمذی، ابواب المناقب، فی فضل فاطمة رضی اللہ عنہا: ۳۸۷۲۔

② صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب ذکر اسامة بن زید: ۳۷۳۳۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

بنو مخزوم کی ایک عورت نے چوری کی تو لوگوں نے کہا: اس کے متعلق نبی کریم ﷺ سے کون عرض کرے گا؟ آخر کسی کو آپ سے گفتگو کرنے کی جرأت نہ ہوئی، پھر سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے آپ سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا: ''بنی اسرائیل کا یہی طریقہ تھا کہ جب ان میں سے کوئی معزز چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تو اس کا ہاتھ کاٹ ڈالتے، اگر میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔''

نبی کریم ﷺ نے اس حدیث میں جہاں عدل و انصاف اور مساوات کا ذکر فرمایا ہے وہاں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بھی محبت کا ایک لطیف اشارہ موجود ہے۔ نبی کریم ﷺ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ مجھے لوگوں میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بہت عزیز ہے۔ اصول کی بات ہو تو میں اس محبت کو بھی نہ دیکھتا۔ ایک اصولی موقف میں وزن پیدا کرنے کے لیے آپ نے اس ذات کا ذکر کیا جس سے آپ کو حد درجہ محبت تھی۔

والد کی وفات کا غم

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ ﷺ کی وفات کے صدمہ سے بھی گزرنا پڑا۔ آپ کی بیماری کے ایام اور آپ کی وفات کا سانحہ ان کی زندگی میں رونما ہوا۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ ﷺ جَعَلَ يَتَغَشَّاهُ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ: وَاكَرْبَ أَبَاهُ فَقَالَ لَهَا «لَيْسَ عَلَى أَبِيكِ كَرْبٌ بَعْدَ هٰذَا الْيَوْمِ» ①

جب نبی کریم ﷺ پر مرض کی شدت ہوئی تو آپ بے ہوش ہو گئے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں: اف میرے باپ کی تکلیف! آپ نے فرمایا: ''تیرے باپ کو اس دن کے بعد پھر کبھی تکلیف نہیں ہوگی۔''

رسول اللہ ﷺ کی وفات کا سانحہ اس قدر ہوش اڑا دینے والا تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

① صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ ووفاته: ٤٤٦٢۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پرغم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تلوار نکال کر کھڑے ہوگئے اور کہنے لگے: جس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے ہیں تو میں اس کی گردن اڑادوں گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایسی کیفیات سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کی وفات نے ان کے ہوش گم کر دیے تھے۔ ایسے میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے غم کا عالم کیا ہوگا جو صرف آپ کی صحابیہ ہی نہیں آپ کی پیاری بیٹی بھی تھیں۔ اسد الغابہ میں مذکور ہے نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد خاتونِ جنت کو کسی نے ہنستے ہوئے نہیں دیکھا اور انہیں آپ کی وفات کا سخت صدمہ ہوا۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کو دفن کر کے گھر آئے تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے غم زدہ لہجہ میں کہا:

"یَا أَنَسُ اَطَابَتْ اَنْفُسُکُمْ اَنْ تَحْثُوا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ التُّرَابَ"①

اے انس! کیا تمہارے دلوں نے یہ گوارہ کرلیا کہ تم رسول اللہ ﷺ پر مٹی ڈالو؟۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا مرجھا کر رہ گئیں۔ پیارے بابا کی یاد انہیں ہردم ستاتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات سے تو سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما جیسے لوگ غم سے نڈھال تھے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کیوں غمزدہ نہ ہوتیں، ان کا تو آپ سے باپ بیٹی کا رشتہ تھا۔ اسی غم میں ان کی شمع حیات آہستہ آہستہ گھلتی جارہی تھی۔

میراثِ رسول ﷺ پر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اختلاف

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ نبی کریم ﷺ کا جو ترکہ بنتا ہے اس کی میراث تقسیم کردیں۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ "ہمارے مال میں وراثت جاری نہیں ہوتی، ہم جو کچھ چھوڑ کر جاتے ہیں وہ سب صدقہ ہوتا ہے۔"

① صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ ووفاته:٤٤٦٢۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سیدہ فاطمہ ؓ کو اپنے ذہن میں اس پر کچھ بوجھ محسوس ہوا۔ چنانچہ انہوں نے اس معاملے میں سیدنا ابوبکر صدیق ؓ سے بات کرنا ہی چھوڑ دی اور یہ سلسلہ سیدہ فاطمہ ؓ کی وفات تک رہا۔ یاد رہے کہ سیدہ فاطمہ ؓ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد صرف چھ ماہ ہی زندہ رہیں۔

اصل میں سیدہ فاطمہ ؓ ارضِ خیبر وفدک میں سے نبی ﷺ کے ترکہ کا مطالبہ کر رہی تھیں۔ سیدنا ابوبکر ؓ نے اس مطالبے کو پورا کرنے سے معذرت کرتے ہوئے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ جس طرح جو کام کرتے تھے میں اسے چھوڑ نہیں سکتا بلکہ اسی طرح عمل کروں گا جیسے نبی کریم ﷺ فرماتے تھے۔ اس لیے مجھے اندیشہ ہے کہ اگر میں نے نبی کریم ﷺ کے کسی عمل اور طریقے کو چھوڑا تو میں بہک جاؤں گا۔ ①

سیدہ فاطمہ ؓ کا موقف

سیدہ فاطمہ ؓ نبی کریم ﷺ کی بیٹی تھیں اور شرعی طور پر بیٹی باپ کی جائیداد سے حصہ پاتی ہے اور اگر صرف ایک بیٹی ہو تو وہ نصف جائیداد کی وارث ہوتی ہے۔ چونکہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے وقت آپ کی بیٹیوں میں سے صرف سیدہ فاطمہ ؓ حیات تھیں۔ اس لیے انہوں نے سمجھا کہ وہ آپ ﷺ کی وراثت سے نصف حصے کی حقدار ہیں اس لیے انہوں نے سیدنا ابوبکر ؓ سے آپ کی جائیداد کا مطالبہ کیا جبکہ وہ اس بات سے ناواقف تھیں کہ پیغمبر کے مال میں وراثت جاری نہیں ہوتی اور وہ جو کچھ چھوڑ جاتے ہیں سب صدقہ ہوتا ہے اور سیدہ فاطمہ ؓ پیغمبر کی جائیداد کو دیگر افراد کی جائیداد کی مانند سمجھتی تھیں۔ جیسا کہ سنن ترمذی کی درج ذیل روایت سے یہ بات واضح ہے:

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: أَنَّ فَاطِمَةَ ؓ قَالَتْ لِأَبِی بَكْرٍ مَنْ یَرِثُكَ إِذَا مِتَّ قَالَ: وَلَدِی وَأَهْلِی قَالَتْ: فَمَالَنَا لَا نَرِثُ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ: «إِنَّ النَّبِیَّ لَا

① صحیح البخاری، کتاب فرض الخمس: ۳۰۹۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

يُوْرَثُ ﴾ وَلٰكِنِّي أَعُوْلُ مَنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعُوْلُ وَأُنْفِقُ عَلَى مَنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُنْفِقُ ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ جب آپ اس دنیا سے کوچ فرمائیں گے تو آپ کا وارث کون ہوگا؟ فرمایا: میرے بیوی بچے، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ پھر ہم کیوں نبی کریم ﷺ کے وارث نہیں ہیں؟ فرمایا: میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''نبی کے مال میں وراثت جاری نہیں ہوتی۔'' البتہ نبی کریم ﷺ جن کی عیال داری اور نگہبانی فرماتے تھے میں ان کی عیالداری اور کفالت کرتا رہوں گا اور جس پر نبی کریم ﷺ خرچ فرماتے تھے میں اس پر خرچ کرتا رہوں گا۔

مذکورہ روایت سے پتہ چلتا ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا یہی سمجھتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ کی جائیداد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی جائیداد کی مانند ہے۔ اگر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ان کے بیوی بچے ان کی جائیداد سے حصہ پاسکتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ کی بیٹی اپنے باپ کی جائیداد سے حصہ کیوں نہیں پاسکتی؟

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا موقف

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے چونکہ اپنے کانوں سے رسول اللہ ﷺ کا فرمان سنا تھا کہ

﴿لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ﴾ ②

''ہمارے مال میں وراثت جاری نہیں ہوتی بلکہ ہم جو کچھ چھوڑ کے جاتے ہیں وہ سب صدقہ ہوتا ہے۔''

اس لیے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کے مال میں وراثت کو جاری نہیں کیا اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حصہ دینے سے انکار کردیا اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد ان کے گھر

① سنن الترمذي، ابواب السير عن رسول اللّٰه ﷺ، باب ما جاء في تركة رسول اللّٰه ﷺ:١٦٠٨؛ وللفظ مسند أحمد: ٦٠۔

② صحيح البخاري، كتاب الفرائض، باب قول النبي ﷺ لا نورث: ٦٧٢٦۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

والوں کی میں اپنے گھر والوں سے بڑھ کر کفالت اور خبر گیری کروں گا۔

اس اختلاف کے پیشِ نظر بعض حضرات سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو غاصب قرار دیتے ہیں کہ انہوں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جائیداد سے حصہ نہیں دیا۔ لیکن دلائل کو دیکھا جائے تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مؤقف قوی اور راجح نظر آتا ہے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا ہے کہ ہمارے مال میں وراثت جاری نہیں ہوتی تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اس مال کو وراثت کے طور پر کیسے تقسیم کر دیتے؟ انہیں اس مسئلے میں کوئی ذاتی عناد نہ تھا، وہ تو حق کی پیروی کرنا چاہتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق عمل کر رہے تھے، ان کے اس موقف کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے عمل سے بھی تقویت ملتی ہے کہ صحیح بخاری میں ہے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

أَنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ حِيْنَ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَرَدْنَ أَنْ يَبْعَثْنَ عُثْمَانَ إِلَى أَبِيْ بَكْرٍ يَسْأَلْنَهُ مِيْرَاثَهُنَّ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: أَلَيْسَ قَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: «لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ» [1]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ازواج مطہرات نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت میں اپنا حصہ وصول کرنے کے لیے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو بھیجنا چاہا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ''ہم وراثت میں کچھ نہیں چھوڑتے، ہم جو کچھ چھوڑ کر جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔''

پس سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا اگر بیٹی ہونے کے اعتبار سے آدھا حصہ بنتا ہے تو ازواج مطہرات کا بیویاں ہونے کے اعتبار سے آٹھواں حصہ بنتا ہے۔ لیکن ازواجِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث نبوی کو سن کر اپنا حصہ طلب نہیں کیا اور ان کا حصہ نہ مانگنا اس بات کی دلیل ہے کہ انہوں نے بھی اس مؤقف کی تائید کی جو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مؤقف تھا۔ مزید براں

[1] صحيح البخاري، كتاب الفرائض، باب قول النبي ﷺ لا نورث ما تركنا صدقة: ٦٧٣٠

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنا بھی اس بات کی دلیل ہے کہ انہوں نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے موقف کو درست تسلیم کر لیا تھا۔ جیسا کہ ذیل کی روایت سے واضح ہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس کسی کو بھیجا اور اپنی میراث کا مطالبہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مال سے جو آپ کو اللہ تعالیٰ نے مدینہ اور فدک میں عنایت فرمایا تھا اور خیبر کا جو پانچواں حصہ رہ گیا تھا، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ جواب دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی ارشاد فرمایا تھا کہ ''ہم پیغمبروں کا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم جو کچھ چھوڑ کر جائیں وہ سب صدقہ ہوتا ہے۔'' البتہ آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسی مال سے کھائیں گے اور میں اللہ کی قسم! جو صدقہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑ کر گئے ہیں اس میں کسی قسم کا تغیر نہیں کروں گا، جس حال میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں تھا، اب بھی اسی طرح رہے گا اور میں بھی وہی طرزِ عمل اختیار کروں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی زندگی میں تھا۔ غرض سیدنا ابوبکر نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کچھ بھی دینا منظور نہ کیا۔ اس پر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف سے خفا ہو گئیں اور ان سے ملاقات ترک کر لی اور اس کے بعد وفات تک ان سے کوئی گفتگو نہیں کی۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چھ مہینے تک زندہ رہیں، جب ان کی وفات ہوئی تو ان کے شوہر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے انہیں رات کو دفن کر دیا اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر نہیں دی اور خود ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جب تک زندہ رہیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر لوگ بہت توجہ رکھتے رہے، لیکن ان کی وفات کے بعد انہوں نے دیکھا کہ اب لوگوں کے منہ ان کی طرف سے پھرے ہوئے ہیں اس وقت انہوں نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے صلح کر لینا اور ان سے بیعت کر لینا چاہی۔ اس سے پہلے چھ ماہ تک انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیعت نہیں کی تھی۔ پھر انہوں نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا اور کہلا بھیجا کہ آپ صرف تنہا آئیں اور کسی کو اپنے ساتھ نہ لائیں۔ ان کو یہ منظور نہ تھا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ آئیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اللہ کی قسم! آپ تنہا ان کے پاس نہ جانا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیوں! وہ میرے ساتھ کیا کریں گے؟ میں تو اللہ کی قسم ضرور ان کے پاس جاؤں گا۔ آخر آپ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاں گئے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اللہ کو گواہ بنایا، اس کے بعد فرمایا: ہمیں آپ کے فضل و کمال اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بخشا ہے، سب کا ہمیں اقرار ہے۔ جو خیر و امتیاز آپ کو اللہ تعالیٰ نے دیا تھا ہم نے اس میں کوئی کمی بھی نہیں کی۔ لیکن آپ نے ہمارے ساتھ زیادتی کی (کہ خلافت کے معاملے میں ہم سے کوئی مشورہ نہیں لیا) ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی قرابت کی وجہ سے اپنا حق سمجھتے تھے (کہ آپ ہم سے مشورہ کرتے)۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ پر ان باتوں سے گریہ طاری ہو گیا اور جب بات کرنے کے قابل ہوئے تو فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کے ساتھ صلہ رحمی مجھے اپنی قرابت سے زیادہ عزیز ہے۔ لیکن میرے اور آپ لوگوں کے درمیان ان اموال کے سلسلے میں جو اختلاف ہوا ہے تو میں اس میں حق اور خیر سے نہیں ہٹا ہوں اور اس سلسلہ میں جو راستہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھا خود میں نے بھی اسی کو اختیار کیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ دوپہر کے بعد میں آپ سے بیعت کروں گا۔ چنانچہ ظہر کی نماز سے فارغ ہو کر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ منبر پر آئے اور خطبہ کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے معاملے کا اور ان کے اب تک بیعت نہ کرنے کا ذکر کیا اور وہ عذر بھی بیان کیا جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے پیش کیا تھا۔ پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے استغفار اور شہادت کے بعد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا حق اور ان کی بزرگی بیان کی اور فرمایا کہ جو کچھ انہوں نے کیا ہے اس کا باعث سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے حسد نہیں تھا اور نہ ان کے اس فضل و کمال کا انکار مقصود تھا جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عنایت فرمایا۔ یہ بات ضرور تھی کہ ہم اس معاملہ خلافت میں اپنا حق سمجھتے تھے (کہ ہم سے مشورہ لیا جاتا) ہمارے ساتھ یہی زیادتی ہوئی تھی جس سے ہمیں رنج پہنچا۔ مسلمان اس واقعہ پر بہت خوش ہوئے اور انہوں نے کہا کہ آپ نے درست فرمایا۔ جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس معاملہ میں یہ مناسب راستہ اختیار کر لیا تو مسلمان ان سے خوش ہو گئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے اور زیادہ محبت کرنے لگے۔ جب دیکھا کہ انہوں نے اچھی بات اختیار کر لی ہے۔[1]

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا جلیل القدر صحابہ کی موجودگی میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے موقف کی تائید کرنا

مالک بن اوس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان کا دربان یرفا ان کے پاس آیا اور کہا کہ سیدنا عثمان بن عفان، عبدالرحمن، زید اور سعد رضی اللہ عنہم (آپ سے ملنے کی) اجازت چاہتے ہیں، کیا آپ انہیں آنے کی اجازت دیں گے؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اندر بلا لو۔ چنانچہ انہیں اس کی اجازت دے دی گئی۔ راوی نے کہا: پھر یہ سب اندر تشریف لائے اور سلام کر کے بیٹھ گئے۔ یرفا نے تھوڑی دیر بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے آکر کہا کہ سیدنا علی اور عباس رضی اللہ عنہما بھی ملنا چاہتے ہیں کیا آپ کی طرف سے اجازت ہے؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں بھی اندر بلانے کے لیے کہا۔ اندر آکر ان حضرات نے بھی سلام کیا اور بیٹھ گئے۔ اس کے بعد سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: امیر المومنین! میرے اور ان (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) کے درمیان فیصلہ کر دیجیے۔ دوسرے صحابہ سیدنا عثمان اور ان کے ساتھیوں نے بھی کہا کہ امیر المومنین! ان کا فیصلہ فرما دیجیے اور انہیں اس الجھن سے نجات دیجیے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جلدی نہ کرو، میں اللہ کی قسم دے کر تم سے پوچھتا ہوں جس کے حکم سے آسمان و زمین قائم ہے، کیا تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے: ''ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا جو کچھ ہم انبیاء وفات کے وقت چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ خود اپنی ذات کی طرف تھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ جی ہاں! آپ نے ارشاد فرمایا تھا، اس کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سیدنا علی اور عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے پوچھا میں اللہ کی قسم دے کر آپ سے پوچھتا ہوں کیا

[1] صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ خیبر: ٤٢٤٠۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا تھا؟ انہوں نے بھی اس تصدیق کی کہ آپ نے واقعی یہ فرمایا تھا۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اب میں آپ سے اس معاملہ میں بات کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو اس مال (فے) میں مالک ہونے کی خصوصیت بخشی تھی اور آپ کے سوا اس میں کسی دوسرے کو کچھ نہیں دیا تھا۔ اللہ کی قسم! آپ نے تمہیں نظر انداز کر کے اس مال کو اپنے لیے خاص نہیں کر لیا تھا اور نہ تمہارا کم کر کے اسے آپ نے اپنے لیے رکھا تھا بلکہ آپ نے پہلے تم سب میں اس کی تقسیم کی، آخر میں جو مال باقی رہ گیا تو اس میں سے آپ اپنے گھر والوں کے لیے سال بھر کا خرچ رکھ لیتے اور اس کے بعد جو باقی بچتا اسے اللہ کے مال کے مصرف ہی میں (مسلمانوں کے لیے) خرچ کر دیتے۔ آپ نے اپنی زندگی بھر اسی کے مطابق عمل کیا۔ اے عثمان! میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تمہیں یہ معلوم ہے؟ سب نے کہا: جی ہاں! پھر آپ نے سیدنا علی اور عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا، میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تمہیں بھی معلوم ہے؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں معلوم ہے! پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو فوت کر دیا اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کا خلیفہ ہوں۔ چنانچہ انہوں نے اس جائیداد کو اپنے قبضہ میں لے لیا اور رسول کریم ﷺ کے عمل کے مطابق اس میں عمل کیا۔ پھر سیدنا علی اور عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہو کر انہوں نے کہا: آپ دونوں اس وقت موجود تھے، آپ خوب جانتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا تھا اور اللہ جانتا ہے کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اس میں مخلص، محتاط و نیک نیت اور صحیح راستے پر تھے اور حق کی اتباع کرنے والے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی فوت کر دیا اور اب میں رسول اللہ ﷺ اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا جانشین ہوں۔ میں دو سال سے اس جائیداد کو اپنے قبضے میں لیے ہوئے ہوں اور وہی کرتا ہوں جو رسول اللہ ﷺ اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس میں کیا تھا۔ اب آپ حضرات میرے پاس آئے ہیں، آپ کی بات ایک ہی ہے اور آپ کا معاملے بھی ایک ہے۔ آپ (عباس رضی اللہ عنہ) آئے اور مجھ سے اپنے بھتیجے (رسول اللہ ﷺ) کی وراثت کا مطالبہ کیا اور آپ (علی رضی اللہ عنہ) آئے اور انہوں نے اپنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بیوی کی طرف سے ان کے والد کے ترکے کا مطالبہ کیا۔ میں نے آپ دونوں سے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو یہ جائیداد دے سکتا ہوں لیکن اس شرط کے ساتھ کہ آپ پر اللہ کا عہد واجب ہوگا۔ وہ یہ کہ آپ دونوں بھی اس جائیداد میں وہی طرزِ عمل رکھیں گے جو رسول اللہ ﷺ نے رکھا تھا۔ جس کے مطابق سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عمل کیا اور جب سے میں اس کا والی ہوا ہوں میں نے جو اس کے ساتھ معاملہ رکھا اور اگر یہ شرط منظور نہ ہو تو پھر آپ مجھ سے اس بارے میں گفتگو چھوڑ دیں۔ آپ لوگوں نے کہا کہ اس شرط کے مطابق وہ جائیداد ہمارے حوالے کر دو اور میں نے اسے اس شرط کے ساتھ تم لوگوں کے حوالے کر دیا میں عثمان اور ان کے ساتھیوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں۔ کیا میں نے اس شرط پر ہی وہ جائیداد علی اور عباس رضی اللہ عنہما کے قبضہ میں دی تھی؟ انہوں نے کہا: جی ہاں! راوی نے بیان کیا کہ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سیدنا علی اور عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: میں آپ حضرات کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا میں نے آپ دونوں کے حوالے وہ جائیداد اس شرط کے ساتھ ہی کی تھی؟ دونوں حضرات نے فرمایا: جی ہاں! پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ حضرات اب اس کے سوا مجھ سے کوئی اور فیصلہ چاہتے ہیں؟ اس ذات کی قسم جس کے حکم سے آسمان و زمین قائم ہے! اس کے سوا میں کوئی اور فیصلہ قیامت تک نہیں کر سکتا۔ اب آپ لوگ اس کی ذمہ داری پوری کرنے سے عاجز ہیں تو مجھے واپس کر دیں میں اس کا بھی بندوبست خود ہی کر لوں گا۔[1]

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان، عبدالرحمن بن عوف، زبیر اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر صحابہ کی موجودگی میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے موقف کو رسول اللہ ﷺ کا موقف قرار دیا اور انہیں سچا اور حق کی پیروی کرنے والا بتایا۔ مزید براں یہ بھی فرمایا کہ میں بھی رسول اللہ ﷺ اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عمل پر کاربند رہوں گا، ان کی اس گفتگو پر جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خاموشی بھی ان کی تائید کرتی ہے۔

[1] صحیح البخاری، کتاب النفقات، باب حبس نفقة الرجل قوت سنة علی اهله وکیف نفقات العیال، رقم:۵۳۵۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مسند احمد کی ایک روایت میں یہ بھی موجود ہے کہ اس ساری گفتگو کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عباس اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما کو یہ پیشکش کی کہ اگر وہ بھی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے طریقہ پر اس اوقاف کو سنبھالنا چاہیں تو وہ اسے ان کے حوالے کرنے کو تیار ہیں۔ چنانچہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے مشورہ کر کے ان اوقاف کو اپنی تحویل میں لے لیا۔ اگر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا موقف درست نہ ہوتا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ ان چیزوں کو انہی شرائط کے ساتھ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کبھی نہ لیتے۔ امام احمد نے اس واقعہ کو ان الفاظ میں نقل کیا ہے:

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک سیدنا علی اور عباس رضی اللہ عنہما آ گئے۔ ان دونوں کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عباس! رُک جایے، مجھے معلوم ہے کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ آپ یہ کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے بھتیجے تھے اس لیے آپ کو نصف مال ملنا چاہیے اور اے علی! مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ آپ کی رائے یہ ہے کہ ان کی صاحبزادی آپ کے نکاح میں تھیں اور ان کا آدھا حصہ بنتا تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں میں جو کچھ تھا وہ میرے پاس موجود ہے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس میں کیا طریقہ کار تھا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے۔ انہوں نے وہی کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد مجھے خلیفہ بنایا گیا۔ میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیا، میں بھی اسی طرح کرنے کی پوری کوشش کرتا رہوں گا۔

پھر فرمایا: مجھے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث سنائی اور اپنے سچے ہونے پر اللہ کی قسم بھی کھائی کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے مال میں وراثت جاری نہیں ہوتی۔ ان کا ترکہ فقرائے مسلمین اور مساکین میں تقسیم ہوتا ہے اور مجھے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بھی بیان کی اور اپنے سچے ہونے پر اللہ کی قسم بھی کھائی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کوئی نبی اس وقت تک دنیا سے رُخصت نہیں ہوتا جب تک وہ اپنے کسی امتی کی اقتدا نہیں کر لیتا۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بہر حال نبی کریم ﷺ کے پاس جو کچھ تھا وہ یہ موجود ہے اور ہم نے نبی کریم ﷺ کے طریقہ کار کو بھی دیکھا ہے۔ اب اگر آپ دونوں چاہتے ہیں کہ میں یہ اوقاف آپ کے حوالے کر دوں اور آپ اس میں اسی طریقے سے کام کریں گے جیسے نبی کریم ﷺ اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کرتے رہے تو میں اسے آپ کے حوالے کر دیتا ہوں۔

یہ سن کر وہ دونوں کچھ دیر خلوت میں چلے گئے، تھوڑی دیر کے بعد جب وہ واپس آئے تو سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ یہ اوقاف سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیں، میں اپنے دِل کی خوشی سے اس بات کی اجازت دیتا ہوں۔[1]

اس مسئلے میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تائید میں دلائل اور بھی موجود ہیں لیکن چونکہ ہمارا مقصود ان مسائل کی تفصیل نہیں اس لیے انتہائی اختصار کے ساتھ اس مسئلے کو بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ حق بات کی سمجھ عطا فرمائے۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے چھ ماہ بعد سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس دارِ فانی سے کوچ کیا۔ جیسے ہی لوگوں کو ان کی وفات کی خبر ملی، ان کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ۳ رمضان المبارک ۱۱ ہجری بروز منگل وفات پائی۔ اس وقت ان کی عمر ۲۴ برس تھی۔[2]

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور ان کو دفن کرنے کے لیے سیدنا علی اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہم قبر میں اُترے۔[3]

وضاحت: پیچھے صحیح البخاری کی روایت ذکر کی گئی جس میں ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے پڑھائی جبکہ یہاں سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے، البتہ اس مسئلہ میں مورخین کا اختلاف ہے۔

---

① مسند أحمد، مسند ابی بکر، تعلیق شعیب الارناؤط: صحیح لغیرہ، دون قولہ إن النبی لا یموت حتی یؤمہ أمنہ، ۱ /۱۳، رقم:۷۸

② سیر اعلام النبلا: ۲ /۱۲۸۔ ③ سیر اعلام النبلاء: ۲ /۱۲۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا انتہائی پاکیزہ فطرت اور باحیا خاتون تھیں۔ ان کی زندگی کائنات بھر کی خواتین کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ وفات سے پہلے انہوں نے سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کو بلا کر کہا: میرے جنازے پر پردے کا بطورِ خاص خیال رکھنا۔ میرے غسل میں اپنے اور میرے شوہر کے سوا کسی سے مدد نہ لینا اور جنازہ کو باپردہ لے کر جانا۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اے بنت رسول! میں نے حبشہ میں دیکھا ہے کہ وہ جنازہ پر پردہ کرنے کے لیے چارپائی کے چاروں کونوں پر شاخیں لگا کے ان پر پردہ ڈال دیتے ہیں جس سے میت بالکل چھپ جاتی ہے۔ پھر انہوں نے عملاً ایسا کر کے دکھایا تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس کو پسند فرمایا۔ چنانچہ ان کی خواہش کے مطابق جنازہ لے جانے اور دفن کرتے وقت پردے کا پورا اہتمام کیا گیا۔①

سیدنا علی رضی اللہ عنہ جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دفن کر کے لوٹے تو سخت آزردہ تھے اور اسی کیفیتِ غم میں یہ اشعار پڑھ رہے تھے:

أَرَى عِلَلَ الدُّنْيَا عَلَيَّ كَثِيْرَةً
وَصَاحِبُهَا حَتَّى الْمَمَاتِ عَلِيْلٌ
لِكُلِّ اِجْتِمَاعٍ مِنْ خَلِيْلَيْنِ فُرْقَةٌ
وَكُلُّ الَّذِي دُوْنَ الْفِرَاقِ قَلِيْلٌ
وَاِنَّ افْتِقَادِي فَاطِمًا بَعْدَ أَحْمَدَ
دَلِيْلٌ عَلَى أَنْ لَّا يَدُوْمَ خَلِيْلُ

دنیا کی مصیبتوں اور بیماریوں کو دیکھتا ہوں جو مجھ پر بہت زیادہ ہیں، دنیا والے جب تک دنیا میں ہیں غم کے ساتھ ہیں، دوستوں کے ہر ملنے کے بعد بالآخر جدائی ہے اور جدائی کے علاوہ (رفاقت) کا زمانہ بہت کم ہوتا ہے۔ احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مجھ سے فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جدا ہونا اس پر دلیل ہے کہ دوست ہمیشہ ساتھ نہیں رہتا۔②

① جلباب المرأة المسلمة از شیخ الالبانی: ١/ ١٣٥۔② تاریخ دمشق: ٢٧/ ٣٩٥۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کیا نبی کریم ﷺ کی صرف ایک ہی بیٹی تھی؟

بعض حضرات یہ اعتراض کرتے ہیں کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے آپ کی ایک ہی بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئی، باقی تینوں بیٹیاں آپ کی حقیقی بیٹیاں نہیں تھیں۔ اس سے پہلے یہ اعتراض اٹھانے والا چوتھی صدی ہجری میں ایک غالی شیعہ ابوالقاسم علی بن احمد بن موسیٰ تھا۔ اس نے اپنی کتاب الاستغاثہ فی بدع الثلاثۃ میں آپ کی حقیقی بیٹیوں سیدہ زینب، رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہن کا انکار کیا اور کہا کہ یہ آپ ﷺ کی حقیقی بیٹیاں نہیں بلکہ ربیبہ تھیں۔ اس کے بعد اور بہت سے شیعوں نے یہ موقف اپنایا اور اس موقف کے پیچھے اصل میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے دشمنی چھپی ہوئی ہے۔ اس لیے کہ اگر وہ سیدہ رُقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہما کو آپ کی بیٹیاں سمجھیں تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ آپ کے دوہرے داماد بنتے ہیں۔ پس انہوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو آپ کی دامادی سے خارج کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی باقی بیٹیوں کا ہی انکار کر دیا۔

آپ کی ایک سے زائد بیٹیوں کا ثبوت قرآن سے

اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ﴾ (الاحزاب: ۵۹)

''اے نبی! اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے فرما دیجیے کہ وہ اپنی چادریں اپنے اوپر لٹکا لیا کریں۔''

اس آیت کے مخاطب نبی کریم ﷺ ہیں اور آپ کو حکم فرمایا جا رہا ہے کہ آپ اپنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بیویوں اور بیٹیوں کو پردہ کرنے کا حکم فرمائیں۔ یہاں جمع کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے (بَنٰتِكَ اپنی بیٹیوں کو) اگر آپ کی ایک بیٹی ہوتی تو یوں ہوتا بِنْتِكَ یعنی اپنی بیٹی کو فرما دیں۔ پس معلوم ہوا کہ آپ کی ایک بیٹی نہیں تھی۔ عربی میں جمع کا صیغہ اصولی طور پر دو سے زیادہ افراد پر بولا جاتا ہے۔ قرآن میں باری تعالیٰ نے جمع کا صیغہ استعمال فرما کے واضح کر دیا کہ آپ کی بیٹیاں دو سے زیادہ ہیں۔ اہل سنت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ کی چار بیٹیاں تھیں۔ جیسا کہ گذشتہ صفحات میں بیان ہو چکا۔ انکار شیعہ حضرات کو ہے لہٰذا ہم شیعہ کتب سے یہ ثابت کریں گے کہ رسول اللہ ﷺ کی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے چار بیٹیاں تھیں۔

نبی کریم ﷺ کی چار بیٹیوں کا ثبوت شیعہ کتب سے

شیعہ کی معروف کتاب تحفۃ العوام میں ہے:

① اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى رُقَيَّةَ بِنْتِ نَبِيِّكَ وَالْعَنْ مَنْ اٰذٰى نَبِيَّكَ فِيْهَا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اُمِّ كَلْثُوْمٍ بِنْتِ نَبِيِّكَ وَالْعَنْ مَنْ اٰذٰى نَبِيَّكَ فِيْهَا[1]

اے اللہ! اپنے نبی کی بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا پر رحمت کا نزول فرما اور اس پر لعنت کر جس نے تیرے نبی کو اس کے بارے میں تکلیف دی، اے اللہ! اپنے نبی ﷺ کی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا پر رحمت نازل فرما اور اس پر لعنت کر جس نے اس کے بارے میں تیرے نبی کو اذیت دی۔

اس عبارت میں نبی کریم ﷺ کی دو بیٹیوں سیدہ رُقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہما کا ذکر ہے۔ یہ دونوں یکے بعد دیگرے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں رہیں اور ان دو کا انکار کرنے کے لیے عموماً شکوک وشبہات پیدا کیے جاتے ہیں۔

② وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: «يَا حُمَيْرَا فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى بَارَكَ فِي الْوَلُوْدِ

① تحفۃ العوام: ۱۱۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فَاِنَّ خَدِيْجَةَ رَحِمَهَا اللّٰهُ وَلَدَتْ مِنِّي طَاهِرًا وَهُوَ عَبْدُ اللّٰهِ وَهُوَ الْمُطَهَّرُ وَلَدَتْ مِنِّي الْقَاسِمَ وَفَاطِمَةَ وَرُقَيَّةَ وَاُمَّ كَلْثُوْمٍ وَزَيْنَبَ» ①

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے حمیرا! (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو آپ اس نام سے پکارتے تھے) بے شک بچے دینے والی میں اللہ نے برکت رکھی ہے، سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے میرے طاہر کو جنم دیا جو عبداللہ بھی ہے اور مطہر بھی اور اس نے میرے بچوں قاسم، فاطمہ، رقیہ، ام کلثوم اور زینب کو جنم دیا۔''

اس عبارت سے بالکل واضح ہو گیا کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی چار بیٹیوں سیدہ زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ عنہن کو جنم دیا۔

③ ''اِنَّ كُتُبَ فَرِيْقَيْنِ مَشْحُوْنَةٌ بِاَنَّهَا وُلِدَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ اَرْبَعُ بَنَاتٍ زَيْنَبُ وَ اُمُّ كَلْثُوْمٍ وَ فَاطِمَةُ وَرُقَيَّةُ وَبَنَاتُهُ اَدْرَكْنَ الْاِسْلَامَ وَهَاجَرْنَ مَعَهُ وَاتَّبَعْنَهُ''②

بلاشبہ فریقین کی کتابیں اس بات سے بھری ہوئی ہیں کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آپ کی چار بیٹیاں سیدہ زینب، ام کلثوم، فاطمہ اور رقیہ رضی اللہ عنہن پیدا ہوئیں اور انہوں نے اسلام کو پایا۔ آپ کے ساتھ ہجرت کی اور آپ کی پیروی کی۔

④ ''تَزَوَّجَ خَدِيْجَةَ وَهُوَ ابْنُ بِضْعٍ وَّعِشْرِيْنَ سَنَةً فَوَلَدَتْ لَهُ قَبْلَ مَبْعَثِهِ رُقَيَّةَ وَ اُمَّ كَلْثُوْمٍ وَزَيْنَبَ''③

رسول اللہ ﷺ کی عمر جب بیس برس سے کچھ زیادہ تھی تو آپ نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور انہوں نے بعثت سے پہلے آپ کی تین بیٹیوں سیدہ رقیہ، ام کلثوم اور زینب رضی اللہ عنہن کو جنم دیا۔

⑤ ''وَتَزَوَّجَ خَدِيْجَةَ وَهُوَ ابْنُ بِضْعٍ وَّعِشْرِيْنَ سَنَةً فَوَلَدَ لَهُ مِنْهَا

① خصال: ۱ /۱۸۶؛ از شیخ صدوق۔ ② تنقیح المقال فی احوال الرجال از عبداللہ ما مقانی: ۷۷، طبع نجف۔ ③ تذکرۃ المعصومین: ٦۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قَبْلَ مَبْعَثِهِ الْقَاسِمُ وَرُقَيَّةُ وَزَيْنَبُ وَأُمُّ كَلْثُومٍ وَّوُلِدَ لَهُ بَعْدَ الْمَبْعَثِ الطَّيِّبُ وَالطَّاهِرُ وَالْفَاطِمَةُ" ①

آپ نے بیس برس سے کچھ اوپر عمر میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور بعثت سے پہلے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آپ کا ایک بیٹا قاسم اور رقیہ، زینب اور ام کلثوم بیٹیاں پیدا ہوئیں اور بعثت کے بعد طیب، طاہر اور فاطمہ پیدا ہوئے۔

⑥ "وَاَوْلَادُهُ ﷺ مِنْ خَدِيْجَةَ الْقَاسِمُ وَ عَبْدُاللّٰهِ وَهُمَا الطَّاهِرُ وَالطَّيِّبُ وَاَرْبَعُ بَنَاتٍ زَيْنَبُ وَرُقَيَّةُ وَاُمُّ كَلْثُوْمٍ وَفَاطِمَةُ"②

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کی اولاد قاسم اور عبداللہ تھی اور وہ دونوں طاہر اور طیب تھے اور چار بیٹیاں سیدہ زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں۔

⑦ است در قرب الاسناد بسند معتبر از سیدنا صادق روایت کردہ است کہ برائے رسول اللہ ﷺ از سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا متولد شدند طاہر و قاسم و فاطمہ وام کلثوم و رقیہ وزینب وفاطمہ را بحضرت امیر المومنین تزویج کردہ بابی العاص بن ربیعہ کہ از بنی امیہ بود زینب را وبعثمان بن عفان ام کلثوم داو پیش از آنکہ بخانہ آں برود برحمت الٰہی واصل شد و بعد از او حضرت رقیہ را باد تزویج نمود

صادق رحمہ اللہ سے معتبر سند کے ساتھ روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے سیدنا طاہر، قاسم، ام کلثوم، رقیہ، زینب اور فاطمہ رضی اللہ عنہم پیدا ہوئے تو آنحضرت نے فاطمہ کا نکاح امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے کیا اور زینب کا نکاح ابوالعاص بن ربیعہ جو بنی امیہ سے تھے کیا اور ام کلثوم کا نکاح سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کیا اور قبل اس کے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اس کو اپنے گھر لائیں فوت ہو گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے سیدہ رُقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح بھی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔③

① اصول کافی، باب التاریخ، از محمد بن یعقوب کلینی، ص:۲۷۸۔
② مناقب، ابن شہر آشوب: ۱/ ۱۶۱۔
③ حیات القلوب از ملا باقر، مطبوعہ نو لکشور لکھنؤ، ص:۷۱۸، ج:۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اب شیعہ مکتبۂ فکر کی مشہور کتاب ''اعلام الوریٰ باعلام الہدیٰ'' کی عبارت ملاحظہ فرمائیں۔ اس کتاب کے مصنف ابوعلی فضل بن حسن طبری شیعہ کے ہاں امین الاسلام کے لقب سے معروف ہیں:

فأول ما حملت ولدت عبداللّٰه بن محمد وهو الطيب الطاهر وولدت له القاسم وقيل ان القاسم اكبر وهو بكرة وبه كان يكنى والناس يغلطون فيقولون ولد له منها اربع بنين القاسم وعبداللّٰه والطيب والطاهر وانما ولد له منها ابنان واربع بنات زينب ورقية وام كلثوم و فاطمة فأما زينب بنت رسول اللّٰهﷺ فزوجها ابوالعاص بن ربيع بن عبدالعزى بن عبد الشمس بن عبد مناف فى الجاهلية فولدت لأبى العاص جارية اسمها امامة تزوجها على بن ابى طالب عليه السلام بعد وفاة فاطمة عليها السلام وقتل على وعنده امامة فخلف عليها بعد المغيرة بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب وتوفيت عنده ام ابى العاص هالة بنت خويلد فخديجة خالته وماتت زينب بالمدينة لسبع سنين من الهجرة واما رقية بنت رسول اللّٰهﷺ فتزوجها عتبة بن ابى لهب فطلقها قبل ان يدخل بها ولحقها منه اذى فقال النبىﷺ الهم سلط على عتبه كلبا من كلابك فتنا وله الاسد من بين اصحابه، وتزوجها بعده بالمدينه عثمان بن عفان فولدت له عبداللّٰه ومات صغيرا نقره ديك على عينيه فمرض ومات بالمدينة زمن بدر و تخلف عثمان على دفنها ومنعه ذلك ان يشهد بدرا وقد كان عثمان هاجر الى الحبشة ومعه رقية واما ام كلثوم فتزوجها ايضا عثمان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بعد اختها رقية توفيت عنده واما فاطمة عليها السلام منفرد لها بابا ان شاء اللّٰه ولم يكن لرسول اللّٰهﷺ ولد من غير خديجة الا ابراهيم بن رسول اللّٰهﷺ من مارية القبطية ولد بالمدينة سنة ثمان من الهجرة ومات بها وله سنة وستة أشهر وبعض ايام وقبره بالبقيع ①

سیدہ خدیجہ ؓ نے پہلے حمل میں عبداللہ بن محمد کو جنم دیا یہی طیب و طاہر ہیں نیز قاسم کو بھی جنم دیا۔ نیز یہ بھی کہا گیا ہے کہ قاسم بڑے اور ابتدائی صاحبزادے ہیں۔ انہی کے نام پر آپ کی کنیت تھی۔ لوگ غلطی کے باعث یہ کہتے ہیں کہ سیدہ خدیجہ ؓ کے بطن سے آپ کے (۱) قاسم (۲) عبداللہ (۳) طیب اور (۴) طاہر چار صاحبزادے ہوئے۔ حالانکہ آپ کے دو صاحبزادے اور چار بیٹیاں (۱) زینب (۲) رُقیہ (۳) ام کلثوم اور (۴) فاطمہ تھیں۔ سیدہ زینب بنت رسول اللہ ﷺ سے زمانہ جاہلیت میں سیدنا ابوالعاص بن ربیع بن عبدالعزیٰ بن عبدالشمس بن عبد مناف نے نکاح کیا تھا۔ چنانچہ ابوالعاص کی امامہ نامی ایک بچی ہوئی جن سے سیدنا علی ؓ بن ابی طالب نے سیدہ فاطمہ ؓ کی وفات کے بعد شادی کی۔ سیدنا علی ؓ کی شہادت کے وقت سیدہ امامہ ؓ حیات تھیں۔ آپ کے بعد مغیرہ بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب نے شادی کی اور انہیں کے پاس ان کا انتقال ہوا۔ سیدنا ابوالعاص ؓ کی ماں سیدہ ہالہ بنت خویلد ؓ ہیں یعنی سیدہ خدیجہ ؓ آپ کی خالہ ہیں۔ سیدہ زینب ؓ کا مدینہ میں ۷ھ میں انتقال ہوا۔ سیدہ رقیہ بنت رسول ﷺ سے عتبہ بن ابی لہب نے نکاح کیا تھا۔ مگر خلوت سے پہلے ہی طلاق دے دی تھی۔ سیدہ رقیہ ؓ کو اس کی طرف سے تکلیف بھی پہنچی جس کے باعث نبی کریم ﷺ نے اس کے لیے

① اعلام الوریٰ بأعلام الهدیٰ، ص:۱٤٦ تا ۱٤۸، مطبوعہ تہران، ۱۳۳۸ـ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بددعا فرمائی کہ اے اللہ! اس پر اپنے کتوں میں سے ایک کتا مسلط کر دے۔ چنانچہ اسے ایک شیر نے اس کے ساتھیوں میں سے اچک لیا تھا۔ عتبہ کے بعد مدینہ میں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ان سے شادی کی۔ چنانچہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا ان کے بطن سے عبداللہ نامی ایک بچہ پیدا ہوا جو چھوٹی عمر ہی میں فوت ہو گیا تھا۔ ایک مرغ نے اس بچے کی آنکھوں پر ٹھونگیں ماریں جس سے یہ بیمار ہو گیا اور بدر کے زمانہ میں مدینہ میں انتقال کر گیا۔ بدر ہی کے دور میں سیدنا عثمان، سیدہ رقیہ کی وفات کے باعث مدینہ میں رہ گئے اور بدر میں شرکت نہ فرما سکے تھے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی ہجرت حبشہ کے وقت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اُن کے ساتھ تھیں۔ سیدہ ام کلثوم سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد آپ کے عقد میں آئیں۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ ان شاء اللہ ہم الگ باب میں کریں گے۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ اور کسی بیوی کے بطن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد نہ تھی۔ ہاں البتہ ماریہ قبطیہ کے بطن سے سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے جن کی ولادت مدینہ میں ۸ھ میں ہوئی۔ سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ ایک سال چھ ماہ اور چند دن کی عمر میں مدینہ ہی میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔ آپ کی قبر بقیع قبرستان میں ہے۔

مندرجہ بالا عبارات شیعہ حضرات کی معتبر کتابوں سے پیش کی گئی ہیں جن سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں تھیں اور ان حضرات کا ایک بیٹی والا قول بلا دلیل ہے بلکہ غالی شیعہ ابوالقاسم علی بن احمد نے الاستغاثہ فی بدع الثلاثہ میں جو تین بیٹیوں کا انکار کر کے صرف ایک بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے، اس کا خود شیعہ علماء نے ہی رَد کیا ہے۔

بناتِ ثلاثہ کا انکار کرنے والے شیعہ عالم پر شیعہ ناقدین کا رَد

① شیعہ رجال پر عبداللہ مامقانی کی کتاب ''تنقیح المقال'' بڑی معتبر سمجھی جاتی ہے، چنانچہ اس کے مصنف نے صفحہ ۷۹ پر لکھا ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ابوالقاسم کوفی کا ''استغاثہ فی بدع الثلاثۃ'' میں یہ قول کہ زینب اور رقیہ آپ کی بیٹیاں نہیں تھیں بلکہ ربیبہ تھیں۔ یہ قول بلا دلیل ہے یہ ابوالقاسم کی محض اپنی رائے ہے جس کی حیثیت نصوص کے مقابلے میں مکڑی کے جالے کے برابر بھی نہیں ہے۔ کتب فریقین میں رسول اللہ ﷺ کی چار بیٹیوں پر نصوص موجود ہیں اور شیعوں کے پاس اپنے آئمہ کے اقوال موجود ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی چار بیٹیاں تھیں۔

④ شیعہ عالم آقا میر نے ''نقد الرجال'' صفحہ ۲۲۶ پر لکھا ہے:

''اَبُو الْقَاسِمِ كُوْفِيٌّ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ كَانَ يَقُوْلُ مِنْ آلِ أَبِي طَالِبٍ وَغَلَا فِي آخِرِ عُمْرِهٖ وَفَسَدَ مَذْهَبُهُ وَصَنَّفَ كُتُبًا كَثِيْرَةً اَكْثَرُهَا عَلَى الْفَسَادِ''①

ابوالقاسم کوفی اہل کوفہ سے ایک آدمی تھا۔ اپنی عمر کے آخری حصہ میں وہ غلو کا شکار ہو گیا اور اس کا مذہب بگڑ گیا۔ اس نے بہت سی کتابیں لکھیں جن میں اکثر فساد پر مبنی ہیں۔

③ ''ابوالقاسم کوفی علی بن احمد بن موسیٰ وفات یافت و اودر آخر مذھبش فاسد شدہ بود و کتابہا لبیار تالیف کردہ از کتا بھائے ابوالقاسم کوفی کتاب الاستغاثہ است''

ابوالقاسم فوت ہوا تو آخر عمر میں اس کا مذہب فاسد ہو گیا تھا اور اس نے کئی کتابیں تالیف کی ہیں اس کی کتب میں سے ایک کتاب ''الاستغاثہ'' بھی ہے۔②

مذکورہ بالا مستند شیعہ کتب سے یہ ثابت ہوا کہ بنات ثلاثہ کا سب سے پہلا منکر ابوالقاسم کوفی جو شیعہ کے ہاں بھی قابل اعتبار راوی نہیں ہے۔ آخر عمر میں اس کا مذہب فاسد ہو گیا تھا اور اس نے فساد پر مبنی کتب کو تالیف کیا۔ پس اس کا بناتِ ثلاثہ کا انکار کر کے یہ دعویٰ کرنا کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک ہی حقیقی بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں، قول بلا دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی ازواجِ مطہرات اور آپ کی بیٹیوں سے حقیقی محبت و عقیدت عطا فرمائے۔ آمین۔

① نقد الرجال، ص: ۲۲۶۔ ② تتمة المنتهى، از عباس قمی، ص: ۲۹۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ام المومنین سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب

سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سیدنا سکران بن عمرو رضی اللہ عنہ، برادر سہیل بن عمرو کے نکاح میں تھیں۔ سیدنا سکران بن عمرو رضی اللہ عنہ اپنی بیوی کے ہمراہ جب حبشہ سے مکہ آئے تو فوت ہو گئے۔ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا اکیلی رہ گئیں، انہیں اپنے شوہر کی یاد بہت ستاتی تھی جو ہجرت حبشہ میں ان کا ساتھی تھا اور خوشی وغم میں ان کا رفیق تھا۔ لیکن اب وہ ان سے بہت دور جا چکا تھا۔ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا صبر و ہمت سے زندگی گزار رہی تھیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غمزدہ رہتے تھے۔ اس لیے کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کی غمگسار بیوی تھیں۔ ہر مشکل وقت میں آپ کی ہمت بندھاتیں اور آپ کی دل جوئی فرماتی تھیں۔ اب سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نہیں تھیں، ان کی یادیں تھیں، بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم کی خواہش تھی کہ آپ نکاح کر لیں۔ چنانچہ سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی اہلیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا:

"يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَلَا تَزَوَّجُ؟ قَالَ: «مَنْ؟» قَالَتْ: إِنْ شِئْتَ بِكْرًا، وَإِنْ شِئْتَ ثَيِّبًا؟ قَالَ: «فَمَنِ الْبِكْرُ؟» قَالَتْ: ابْنَةُ أَحَبِّ خَلْقِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيْكَ عَائِشَةُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ، قَالَ: «وَمَنِ الثَّيِّبُ؟» قَالَتْ: سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ، آمَنَتْ بِكَ، وَاتَّبَعَتْكَ عَلَى مَا تَقُولُ قَالَ: «فَاذْهَبِي فَاذْكُرِيهِمَا عَلَيَّ»

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فَدَخَلَتْ بَيْتَ أَبِي بَكْرٍ، فَقَالَتْ: يَا أُمَّ رُومَانَ مَاذَا أَدْخَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْكُمْ مِنَ الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ؟ قَالَتْ: وَمَا ذَاكِ؟ قَالَتْ: أَرْسَلَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَخْطُبُ عَلَيْهِ عَائِشَةَ، قَالَتْ: انْتَظِرِي أَبَا بَكْرٍ حَتَّى يَأْتِيَ، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ، فَقَالَتْ: يَا أَبَا بَكْرٍ مَاذَا أَدْخَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْكُمْ مِنَ الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ؟ قَالَ: وَمَا ذَاكِ؟ قَالَتْ: أَرْسَلَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَخْطُبُ عَلَيْهِ عَائِشَةَ، قَالَ: وَهَلْ تَصْلُحُ لَهُ؟ إِنَّمَا هِيَ ابْنَةُ أَخِيهِ، فَرَجَعَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لَهُ، قَالَ: "ارْجِعِي إِلَيْهِ فَقُولِي لَهُ: أَنَا أَخُوكَ، وَأَنْتَ أَخِي فِي الْإِسْلَامِ، وَابْنَتُكَ تَصْلُحُ لِي، فَرَجَعَتْ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لَهُ، قَالَ: انْتَظِرِي وَخَرَجَ، قَالَتْ أُمُّ رُومَانَ: إِنَّ مُطْعِمَ بْنَ عَدِيٍّ قَدْ كَانَ ذَكَرَهَا عَلَى ابْنِهِ، فَوَاللَّهِ مَا وَعَدَ وَعْدًا قَطُّ ، فَأَخْلَفَهُ لِأَبِي بَكْرٍ، فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى مُطْعِمِ بْنِ عَدِيٍّ وَعِنْدَهُ امْرَأَتُهُ أُمُّ الْفَتَى، فَقَالَتْ يَا ابْنَ أَبِي قُحَافَةَ لَعَلَّكَ مُصْبِئٌ صَاحِبَنَا مُدْخِلُهُ فِي دِينِكَ الَّذِي أَنْتَ عَلَيْهِ، إِنْ تَزَوَّجَ إِلَيْكَ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ لِلْمُطْعِمِ بْنِ عَدِيٍّ: أَقَوْلُ هَذِهِ تَقُولُ، قَالَ: إِنَّهَا تَقُولُ ذَلِكَ، فَخَرَجَ مِنْ عِنْدِهِ، وَقَدْ أَذْهَبَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مَا كَانَ فِي نَفْسِهِ مِنْ عِدَتِهِ الَّتِي وَعَدَهُ فَرَجَعَ، فَقَالَ لِخَوْلَةَ: ادْعِي لِي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَدَعَتْهُ فَزَوَّجَهَا إِيَّاهُ وَعَائِشَةُ يَوْمَئِذٍ بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ، ثُمَّ خَرَجَتْ فَدَخَلَتْ عَلَى سَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ، فَقَالَتْ: مَاذَا أَدْخَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْكِ مِنَ الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ؟ قَالَتْ: مَا ذَاكِ؟ قَالَتْ: أَرْسَلَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَخْطُبُكِ عَلَيْهِ، قَالَتْ: وَدِدْتُ ادْخُلِي إِلَى أَبِي فَاذْكُرِي ذَاكَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لَهُ، وَكَانَ شَيْخًا كَبِيرًا، قَدْ أَدْرَكَتْهُ السِّنُّ، قَدْ تَخَلَّفَ عَنِ الْحَجِّ، فَدَخَلَتْ عَلَيْهِ، فَحَيَّتْهُ بِتَحِيَّةِ الْجَاهِلِيَّةِ، فَقَالَ: مَنْ هَذِهِ؟ فَقَالَتْ: خَوْلَةُ بِنْتُ حَكِيمٍ، قَالَ: فَمَا شَأْنُكِ؟ قَالَتْ: أَرْسَلَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَخْطُبُ عَلَيْهِ سَوْدَةَ، قَالَ: كُفْءٌ كَرِيمٌ، مَاذَا تَقُولُ صَاحِبَتُكِ؟ قَالَتْ: تُحِبُّ ذَاكَ، قَالَ: ادْعُهَا لِي فَدَعَتْهَا، فَقَالَ: أَيْ بُنَيَّةُ إِنَّ هَذِهِ تَزْعُمُ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَدْ أَرْسَلَ يَخْطُبُكِ، وَهُوَ كُفْءٌ كَرِيمٌ، أَتُحِبِّينَ أَنْ أُزَوِّجَكِ بِهِ، قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: ادْعِيهِ لِي، فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَيْهِ فَزَوَّجَهَا إِيَّاهُ، فَجَاءَهَا أَخُوهَا عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ مِنَ الْحَجِّ، فَجَعَلَ يَحْثِي عَلَى رَأْسِهِ التُّرَابَ، فَقَالَ بَعْدَ أَنْ أَسْلَمَ: لَعَمْرُكَ إِنِّي لَسَفِيهٌ يَوْمَ أَحْثِي فِي رَأْسِي التُّرَابَ أَنْ تَزَوَّجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ ①

یارسول اللہ! آپ نکاح کیوں نہیں کر لیتے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کس سے؟'' انہوں نے عرض کیا: اگر آپ چاہیں تو کنواری لڑکی بھی موجود ہے اور شوہر دیدہ بھی موجود ہے۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا: ''کنواری کون ہے؟'' انہوں نے عرض کیا: اللہ کی مخلوق میں آپ کو سب سے محبوب آدمی کی بیٹی یعنی سیدہ عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ نے پوچھا: ''شوہر دیدہ کون ہے؟'' انہوں نے عرض کیا: سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا، جو آپ پر ایمان رکھتی ہے اور آپ کی شریعت کی پیروی کرتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جاؤ اور دونوں کے ہاں میرا تذکرہ کر دو۔''

چنانچہ سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچیں اور کہنے لگیں: اے ام رومان! اللہ تمہارے گھر میں کتنی بڑی خیروبرکت داخل کرنے والا ہے۔ ام رومان نے پوچھا: وہ

① حسن، مسند أحمد تعليق شعيب الارناؤط: ٢٥٧٦٩؛ المستدرك على الصحيحين: ٢/ ١٨١؛ رقم: ٢٧٠٤۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کیسے؟ انہوں نے بتایا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اپنے نکاح کا پیغام دے کر بھیجا ہے۔ سیدہ ام رومان رضی اللہ عنہا نے کہا: سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آنے کا انتظار کر لو، تھوڑی ہی دیر میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی آ گئے۔ سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے درمیان بھی یہی سوال و جواب ہوئے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کیا نبی کریم ﷺ کے لیے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنا جائز ہے؟ کیونکہ وہ تو ان کی بھتیجی ہے۔ سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا واپس نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچیں اور ان سے اس کا تذکرہ کیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''انہیں جا کر کہہ دو کہ میں تمہارا اور تم میرے اسلامی بھائی ہو، اس لیے تمہاری بیٹی سے میرے لیے نکاح کرنا جائز ہے۔'' انہوں نے واپس آ کر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ جواب دیا۔ انہوں نے فرمایا: تم تھوڑی دیر انتظار کرو اور خود باہر چلے گئے۔

ان کے جانے کے بعد سیدہ ام رومان رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ مطعم بن عدی نے اپنے بیٹے کے لیے عائشہ رضی اللہ عنہا کا رشتہ مانگا تھا اور بخدا سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کبھی بھی وعدہ کر کے وعدہ خلافی نہیں کی۔ لہٰذا سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ پہلے مطعم بن عدی کے پاس گئے، اس کے پاس اس کی بیوی ام الفتی بھی موجود تھی۔ وہ کہنے لگی: اے ابن ابی قحافہ! اگر ہم نے اپنے بیٹے کا نکاح آپ کے ہاں کر دیا تو ہو سکتا ہے کہ آپ ہمارے بیٹے کو بھی اپنے دین میں داخل کر لیں۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مطعم بن عدی سے پوچھا کہ کیا تم بھی یہی رائے رکھتے ہو؟ اس نے کہا: اس کی بات صحیح ہے، چنانچہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ وہاں سے نکل آئے اور ان کے ذہن پر وعدہ خلافی کا جو بوجھ تھا وہ اللہ نے اس طرح دور کر دیا اور انہوں نے واپس آ کر سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا سے کہا: نبی کریم ﷺ کو میرے ہاں بلا کر لے آؤ۔ سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا جا کر نبی کریم ﷺ کو لے آئیں اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح نبی کریم ﷺ سے کر دیا۔ اس وقت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر چھ سال تھی۔

اس کے بعد سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا وہاں سے نکل کر سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں اور ان سے کہا: اللہ تمہارے گھر میں کتنی بڑی خیر و برکت داخل کرنے والا ہے۔ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا وہ کیسے؟ سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے تمہارے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پاس اپنی جانب سے پیغام نکاح دے کر بھیجا ہے۔ انہوں نے کہا: بہتر ہے کہ تم میرے والد کے پاس جا کر ان سے اس بات کا تذکرہ کرو۔ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کے والد بہت بوڑھے ہو چکے تھے اور ان کی عمر اتنی زیادہ ہو چکی تھی کہ وہ حج نہیں کر سکتے تھے، سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا ان کے پاس گئیں اور زمانہ جاہلیت کے طریقے کے مطابق انہیں آداب کہا۔ انہوں نے پوچھا: کون ہے؟ بتایا کہ میں خولہ بنت حکیم ہوں۔ انہوں نے پوچھا: کیا بات ہے؟ خولہ نے کہا کہ مجھے محمد بن عبداللہ نے سودہ کے لیے اپنا پیغام نکاح دے کر بھیجا ہے۔ زمعہ نے کہا کہ وہ تو بہترین جوڑ ہے، تمہاری سہیلی کی کیا رائے ہے؟ سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اسے یہ رشتہ پسند ہے۔ زمعہ نے کہا: اسے میرے پاس بلاؤ۔ سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا نے انہیں بلایا تو زمعہ نے ان سے پوچھا: پیاری بیٹی! ان کا کہنا ہے کہ محمد بن عبداللہ نے اسے تمہارے لیے اپنا پیغام نکاح دے کر بھیجا ہے اور وہ بہترین جوڑ ہے تو کیا تم چاہتی ہو کہ میں ان سے تمہارا نکاح کر دوں؟ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے حامی بھر لی۔ زمعہ نے مجھ سے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے پاس بلا کر لے آؤ، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور زمعہ نے آپ سے سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کر دیا۔ چند دنوں کے بعد سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کا بھائی عبد بن زمعہ حج سے واپس آیا، اسے اس رشتے کا علم ہوا تو وہ اپنے سر پر مٹی ڈالنے لگا، اسلام قبول کرنے کے بعد سیدنا عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے: تمہاری زندگی کی قسم! میں اس دن بڑی بیوقوفی کر رہا تھا جب سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح ہونے پر میں اپنے سر پر مٹی ڈال رہا تھا۔

اس امر میں اختلاف ہے کہ آپ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پہلے نکاح کیا یا سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا سے۔ امام ابن سعد رحمہ اللہ طبقات میں فرماتے ہیں: سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد رمضان ۱۰ نبوی میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح سے قبل سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور مکہ میں ان کے ساتھ خلوت کی اور انہیں لے کر مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ [1]

[1] طبقات ابن سعد: ٨/ ٤٢۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بعض سیرت نگاروں نے ذکر کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پہلے نکاح کیا۔ ان دونوں اقوال میں تطبیق کی یہی صورت موزوں نظر آتی ہے کہ آپ نے نکاح تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پہلے کیا لیکن ان کی رخصتی بعد میں ہوئی اور وہ ہجرت کے بعد آپ کے گھر میں آئیں۔ جبکہ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا جن سے نکاح آپ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بعد کیا، لیکن وہ ہجرت سے قبل آپ کے گھر میں تشریف لے آئیں۔

حلیہ

سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا لمبے قد کی خاتون تھیں۔ جس نے انہیں دیکھا ہوتا وہ بعض دفعہ انہیں چادر میں بھی پہچان لیتا تھا۔ جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی اس حدیث سے واضح ہے:

أَنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ كُنَّ يَخْرُجْنَ بِاللَّيْلِ إِذَا تَبَرَّزْنَ إِلَى الْمَنَاصِعِ وَهُوَ صَعِيدٌ أَفْيَحُ فَكَانَ عُمَرُ يَقُولُ لِلنَّبِيِّ ﷺ: احْجُبْ نِسَاءَكَ، فَلَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَفْعَلُ، فَخَرَجَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ، زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ، لَيْلَةً مِنَ اللَّيَالِي عِشَاءً، وَكَانَتِ امْرَأَةً طَوِيلَةً، فَنَادَاهَا عُمَرُ: أَلَا قَدْ عَرَفْنَاكِ يَا سَوْدَةُ، حِرْصًا عَلَى أَنْ يَنْزِلَ الْحِجَابُ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ آيَةَ الْحِجَابِ[1]

نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات رات کو قضائے حاجت کے لیے مناصع کی طرف جاتی تھیں جو ایک کھلی جگہ تھی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کرتے تھے کہ آپ اپنی بیویوں کو پردے کا حکم دیں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ ایسا نہ کرتے تھے۔ ایک رات عشا کے وقت سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا (قضائے حاجت کے لیے) باہر نکلیں وہ قد آور خاتون تھیں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں پکارا: آگاہ رہو سودہ! ہم نے تمہیں پہچان لیا ہے۔ اس سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خواہش یہ تھی کہ پردے کا حکم اترے، آخر اللہ تعالیٰ نے پردہ کی آیت نازل فرما دی۔

[1] صحيح البخاري، كتاب الوضوء، باب خروج النساء إلى البراز: ١٤٦

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دراز قد ہونے کے ساتھ کچھ فربہ بدن بھی تھیں۔ صحیح بخاری کی اور روایت میں ہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

خَرَجَتْ سَوْدَةُ بَعْدَمَا ضُرِبَ الحِجَابُ لِحَاجَتِهَا، وَكَانَتِ امْرَأَةً جَسِيمَةً لاَ تَخْفَى عَلَى مَنْ يَعْرِفُهَا، فَرَآهَا عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ فَقَالَ: يَا سَوْدَةُ، أَمَا وَاللَّهِ مَا تَخْفَيْنَ عَلَيْنَا، فَانْظُرِي كَيْفَ تَخْرُجِينَ، قَالَتْ: فَانْكَفَأَتْ رَاجِعَةً، وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي بَيْتِي، وَإِنَّهُ لَيَتَعَشَّى وَفِي يَدِهِ عَرْقٌ، فَدَخَلَتْ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي خَرَجْتُ لِبَعْضِ حَاجَتِي، فَقَالَ لِي عُمَرُ كَذَا وَكَذَا، قَالَتْ: فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ ثُمَّ رُفِعَ عَنْهُ، وَإِنَّ العَرْقَ فِي يَدِهِ مَا وَضَعَهُ، فَقَالَ: «إِنَّهُ قَدْ أُذِنَ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجْنَ لِحَاجَتِكُنَّ» ①

پردے کا حکم اُترنے کے بعد سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا رفع حاجت کے لیے باہر نکلیں چونکہ وہ کچھ فربہ جسم تھیں، اس لیے پہچاننے والے پر پوشیدہ نہ رہ سکتی تھیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھ کر فرمایا: اللہ کی قسم! تم تو اب بھی ہم سے چھپی ہوئی نہیں ہو۔ آپ خود دیکھیں کیسے باہر نکلتی ہو؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا لوٹ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں تو آپ میرے گھر میں شام کا کھانا کھا رہے تھے اور ایک ہڈی آپ کے ہاتھ میں تھی۔ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا اندر آئیں اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں رفع حاجت کے لیے باہر جا رہی تھی کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایسا ایسا کہا ہے۔ یہ سنتے ہی آپ پر وحی آنا شروع ہوئی، پھر جب وحی کی حالت موقوف ہوگئی اور ہڈی بدستور آپ کے ہاتھ میں تھی جسے آپ نے رکھا نہیں تھا۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تمہیں اجازت دی ہے کہ بوقت ضرورت باہر جا سکتی ہو۔''

① صحیح البخاری، کتاب تفسیر القرآن، باب:لا تدخلوا بیوت النبی ﷺ: ۴۷۹۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حجۃ الوداع میں سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا آپ کے ساتھ تھیں۔ کچھ فربہ بدن ہونے کی وجہ سے ذرا سست رفتار تھیں۔ جب آپ مزدلفہ میں اُترے تو سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے لوگوں کا ہجوم ہونے سے پہلے چل پڑنے کی اجازت مانگی تاکہ وہ سست رفتار ہونے کی وجہ سے وقت پر پہنچ جائیں۔ چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

نَزَلْنَا الْمُزْدَلِفَةَ فَاسْتَأْذَنَتِ النَّبِيَّ ﷺ سَوْدَةُ، أَنْ تَدْفَعَ قَبْلَ حَطْمَةِ النَّاسِ، وَكَانَتِ امْرَأَةً بَطِيئَةً، فَأَذِنَ لَهَا، فَدَفَعَتْ قَبْلَ حَطْمَةِ النَّاسِ، وَأَقَمْنَا حَتَّى أَصْبَحْنَا نَحْنُ، ثُمَّ دَفَعْنَا بِدَفْعِهِ، فَلَأَنْ أَكُونَ اسْتَأْذَنْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَمَا اسْتَأْذَنَتْ سَوْدَةُ، أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ مَفْرُوحٍ بِهِ[1]

ہم مزدلفہ میں اُترے تو سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے اجازت مانگی کہ لوگوں کے ہجوم سے پہلے ہی روانہ ہو جائیں کیونکہ وہ ذرا سست رفتار تھیں۔ آپ نے ان کو اجازت دے دی۔ چنانچہ وہ لوگوں کے ہجوم سے پہلے ہی نکل کھڑی ہوئیں اور ہم لوگ صبح تک وہیں ٹھہرے رہے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ واپس ہوئے۔ کاش! میں نے بھی رسول اللہ سے اجازت لی ہوتی تو اچھا تھا جیسا کہ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے لے لی تھی۔

زہد وتقویٰ

سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نہایت پرہیزگار اور عبادت گزار خاتون تھیں۔ صدقہ و خیرات سے انہیں دِلی رغبت تھی۔ حجۃ الوداع کے سال انہوں نے رحمت عالم ﷺ کے ساتھ حج کیا۔ آپ نے اس حج کے بعد ازواج مطہرات سے فرمایا تھا یہ حج ہے اور اب ازواج مطہراتِ گھروں کو چمٹی رہیں گی۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آپ کی وفات کے بعد تمام ازواج مطہرات حج کیا کرتی تھیں مگر سیدہ سودہ اور زینب رضی اللہ عنہما نے حج نہیں کیا۔ وہ فرمایا کرتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد اب ہمیں کوئی سواری حرکت نہ دے۔[2]

[1] صحيح البخاري، كتاب الحج، باب من قدم ضعفة اهله بليل: ١٦٨١۔
[2] طبقات ابن سعد: ٨/ ٤٤۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خوش مزاجی

سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا طبعاً خوش مزاج خاتون تھیں۔ ان کی باتوں سے نبی کریم ﷺ خوش ہو جایا کرتے تھے۔ چند واقعات ان کی پاکیزہ حیات سے ملاحظہ فرمایئے:

① ایک دفعہ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی موجودگی میں ذکر فرمایا: میں نے گزشتہ شب آپ کے پیچھے نماز پڑھی، پھر آپ نے رکوع کیا یہاں تک کہ میں نے اپنی ناک خون ٹپکنے کے ڈر سے پکڑ لی۔ اس پر نبی کریم ﷺ ہنس پڑے۔[①]

② سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

زَارَتْنَا سَوْدَةُ يَوْمًا فَجَلَسَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنِي وَبَيْنَهَا إِحْدَى رِجْلَيْهِ فِي حِجْرِي، وَالْأُخْرَى فِي حِجْرِهَا، فَعَمِلْتُ لَهَا حَرِيرَةً، أَوْ قَالَ: خَزِيرَةً فَقُلْتُ: كُلِي، فَأَبَتْ فَقُلْتُ: لَتَأْكُلِي، أَوْ لَأُلَطِّخَنَّ وَجْهَكِ، فَأَبَتْ، فَأَخَذْتُ مِنَ الْقَصْعَةِ شَيْئًا فَلَطَّخْتُ بِهِ وَجْهَهَا، فَرَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رِجْلَهُ مِنْ حِجْرِهَا تَسْتَقِيدُ مِنِّي، فَأَخَذَتْ مِنَ الْقَصْعَةِ شَيْئًا فَلَطَّخَتْ بِهِ وَجْهِي، وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَضْحَكُ[②]

ایک دن سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا ہمیں ملنے کے لیے آئیں۔ رسول اللہ ﷺ میرے اور اس کے درمیان یوں بیٹھے کہ آپ کا ایک پاؤں میری گود میں اور دوسرا ان کی گود میں تھا۔ میں نے حریرہ بنایا ہوا تھا تو میں نے سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا سے کہا: کھاؤ، اس نے انکار کر دیا، میں نے کہا: تم کھاؤ گی یا میں اسے تیرے منہ پر مل دوں؟ اس نے پھر بھی کھانے سے انکار کر دیا۔ پس میں نے پیالے سے کچھ لیا اور اسے اس کے چہرے پر مل دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا پاؤں ان کی گود سے اُٹھا لیا کہ وہ بھی بدلہ لے لیں، پس انہوں نے بھی پیالے سے کچھ حریرہ لیا اور میرے چہرے پر مل دیا اور رسول اللہ ﷺ ہنس رہے تھے۔

---

① الطبقات الكبرىٰ: ٨/ ٤٤۔ ② حسن، سلسلة الاحاديث الصحيحة وقال الشيخ الالباني: رجاله ثقات من رجال التهذيب: ٧/ ٣٦٣؛ رقم: ٣١٣١۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

④ سیدہ رزینہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ سیدہ عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما بیٹھی گفتگو کر رہی تھیں۔ اتنے میں سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا آتی ہوئی دکھائی دیں۔ انہوں نے یمنی کرتا زیب تن کیا ہوا تھا اور زعفران ملا دوپٹہ سر پر اوڑھ رکھا تھا۔ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے انہیں دیکھا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہنے لگیں: آج کل سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کتنی چمکتی نظر آ رہی ہیں۔ آج میں ضرور انہیں پریشان کروں گی۔ پس جیسے ہی سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا ان کے قریب آئیں تو سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا:

يَا سَوْدَةُ خَرَجَ الْأَعْوَرُ، قَالَتْ: نَعَمْ، فَفَزِعَتْ فَزَعًا شَدِيدًا، فَجَعَلَتْ تَنْتَفِضُ، قَالَتْ: أَيْنَ أَخْتَبِئُ؟قَالَتْ:عَلَيْكِ بِالْخَيْمَةِ۔ خَيْمَةٌ لَهُمْ مِنْ سَعَفٍ يَطْبُخُونَ فِيهَا- فَذَهَبَتْ فَاخْتَبَأَتْ فِيهَا، وَفِيهَا الْقَذَرُ وَنَسْجُ الْعَنْكَبُوتِ، فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُمَا تَضْحَكَانِ لَا تَسْتَطِيعَانِ أَنْ تَتَكَلَّمَا مِنَ الضَّحِكِ، قَالَ: «مَاذَا الضَّحِكُ؟» ثَلَاثَ مِرَارٍ، فَأَوْمَأَتَا بِأَيْدِيهِمَا إِلَى الْخَيْمَةِ، فَذَهَبَ فَإِذَا سَوْدَةُ تُرْعَدُ، فَقَالَ لَهَا: «يَا سَوْدَةُ، مَا لَكِ؟» قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ خَرَجَ الْأَعْوَرُ، قَالَ: «مَا خَرَجَ، وَلَيَخْرُجَنَّ، مَا خَرَجَ وَلَيَخْرُجَنَّ» مَا خَرَجَ وَلَيَخْرُجَنَّ، ثُمَّ دَخَلَ فَأَخْرَجَهَا، فَجَعَلَ يَنْفُضُ عَنْهَا الْغُبَارَ وَنَسْجَ الْعَنْكَبُوتِ①

اے سودہ! کانا دجال ظاہر ہو گیا۔ انہوں نے شدید گھبراہٹ میں کہا: کیا واقعی؟ اور کپکپانے لگیں۔ انہوں نے پوچھا: میں کہا چھپوں؟ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا: خیمہ میں (خیمہ سے مراد ان کی وہ کٹیا تھی جہاں چولہا جلاتے تھے) پس سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا گئیں اور وہاں چھپ گئیں۔ وہاں گرد و غبار اور

① مسند ابی یعلی، حدیث رزینة: ۷۱۶۰۔ المعجم الکبیر للطبرانی ۲۴/ ۲۷۸: ۷۰۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جالا لگا ہوا تھا۔ پس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو سیدہ عائشہ وحفصہ رضی اللہ عنہما ہنس رہی تھیں اور ہنسنے کی وجہ سے ان کے لیے بات کرنا محال تھا۔ آپ نے دریافت فرمایا: ''تم ہنس رہی ہو، اس خوشی کی کیا وجہ ہے؟'' انہوں نے اپنے ہاتھوں سے خیمہ کی طرف اشارہ کیا۔ پس آپ وہاں گئے تو سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کپکپا رہی تھیں۔ آپ نے پوچھا: ''سودہ! کیا ہوا؟'' انہوں نے کہا: یارسول اللہ! کانا دجال نمودار ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''نہیں! وہ کہاں سے نمودار ہو گیا۔'' پھر آپ داخل ہوئے، انہیں باہر نکالا اور ان سے گرد وغبار اور مکڑی کا جالا جھاڑنے لگے۔

وفات

طبقات میں علامہ محمد بن سعد رحمہ اللہ نے سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کے سنِ وفات کے بارے میں فرمایا ہے کہ ان کی وفات مدینہ میں عہد معاویہ میں شوال ۵۴ھ میں ہوئی۔ ①

بعض مؤرخین نے کہا کہ ان کی وفات سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کے آخر میں ہوئی۔ ان سے پانچ احادیث مروی ہیں جن میں سے ایک حدیث بخاری میں ہے۔

① طبقات ابن سعد: ۸/ ٤٦۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا خلیفۂ اول سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لاڈلی اور چہیتی بیوی ہیں۔ انہیں کئی اعتبار سے دیگر ازواج مطہرات پر فضلیت حاصل ہے۔ ان کی پاکیزگی کی گواہی خود باری تعالیٰ نے دی اور انہیں مقام واعزاز سے نوازا، زندگی بھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے محبت کرتے رہے اور بوقت وفات بھی آپ کا سر مبارک سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی گود میں تھا۔ وہ انتہائی پاکیزہ فطرت، عابدہ وزاہدہ اور علم وفقہ میں ممتاز تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ان کے رشتے کا انتخاب خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَهَا: «أُرِيتُكِ فِي الْمَنَامِ مَرَّتَيْنِ أَرَى أَنَّكِ فِي سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيرٍ وَيَقُولُ هٰذِهِ امْرَأَتُكَ فَاكْشِفْ عَنْهَا فَإِذَا هِيَ أَنْتِ فَأَقُولُ: إِنْ يَكُ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهِ» ①

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے تجھے دوبار خواب میں دیکھا ہے کہ تم ریشمی کپڑے کے ایک ٹکڑے میں ہو اور ایک شخص مجھ سے کہتا ہے کہ یہ آپ کی اہلیہ ہیں۔ میں نے اس کپڑے کو کھولا تو دیکھا کہ تم ہو، پھر میں نے کہا: اگر یہ خواب اللہ کی طرف سے ہے تو وہ اسے ضرور پورا کرے گا۔''

پھر اللہ تعالیٰ نے اس خواب کو پورا فرمایا، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

① صحيح البخاري، كتاب فضائل اصحاب النبي صلی اللہ علیہ وسلم، باب تزويج النبي صلی اللہ علیہ وسلم عائشه وقدومها المدينة وبنائه بها: ٣٨٩٥

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَهَا إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ لَهُ أَبُوْبَكْرٍ إِنَّمَا أَنَا أَخُوْكَ فَقَالَ: «أَنْتَ أَخِي فِي دِيْنِ اللّٰهِ وَكِتَابِهِ وَهِيَ لِي حَلَالٌ» ①

نبی کریم ﷺ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ان کی بابت پیغام نکاح دیا تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں تو آپ کا بھائی ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''آپ میرے بھائی اللہ کے دین اور اس کی کتاب کی رو سے ہیں، لہٰذا وہ (عائشہ رضی اللہ عنہا) میرے لیے حلال ہیں۔''

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نبی کریم ﷺ سے بھائی کا رشتہ خونی نہیں بلکہ دینی اخوت کا رشتہ تھا اور یہ رشتہ نکاح کے راستے میں رکاوٹ نہیں ہوتا۔ چنانچہ آپ نے جب اس کی وضاحت فرمائی تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خوشی سے یہ رشتہ قبول فرمالیا اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا دلہن بن کے نبی کریم ﷺ کے گھر تشریف لے آئیں۔ جس سے گھر کا آنگن جو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد سونا پڑا تھا خوشیوں سے مہک اٹھا۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس نکاح کی تفصیل سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبان سے ان الفاظ میں بیان کی ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا بِنْتُ سِتِّ سِنِيْنَ فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَنَزَلْنَا فِي بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ فَوُعِكْتُ فَتَمَرَّقَ شَعَرِي فَوَفَى جُمَيْمَةً فَأَتَتْنِي أُمِّي أُمُّ رُوْمَانَ وَإِنِّي لَفِيْ أُرْجُوْحَةٍ وَمَعِيَ صَوَاحِبُ لِيْ فَصَرَخَتْ بِيْ فَأَتَيْتُهَا لَا أَدْرِيْ مَا تُرِيْدُ بِيْ فَأَخَذَتْ بِيَدِيْ حَتَّى أَوْ قَفَتْنِيْ عَلَى بَابِ الدَّارِ وَإِنِّي لَأَنْهَجُ حَتَّى سَكَنَ بَعْضُ نَفْسِيْ ثُمَّ أَخَذَتْ شَيْئًا مِنْ مَاءٍ فَمَسَحَتْ بِهِ وَجْهِي وَرَأْسِي ثُمَّ أَدْخَلَتْنِي الدَّارَ فَإِذَا نِسْوَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي الْبَيْتِ فَقُلْنَ عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ وَعَلَى خَيْرِ طَائِرٍ فَأَسْلَمَتْنِي إِلَيْهِنَّ فَأَصْلَحْنَ مِنْ شَأْنِي فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا

① صحيح البخاري، كتاب النكاح، باب تزويج الصغار من الكبار: ٥٠٨١۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ضُحًى فَأَسْلَمَتْنِيْ إِلَيْهِ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ بِنْتُ تِسْعِ سِنِيْنَ ①

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے مجھ سے نکاح کیاتو میں چھ برس کی تھی، پھر ہم مدینہ آئے اور بنی حارث کے محلہ میں اترے تو مجھے بخار آنے لگا جس نے میرے بال گرادیے۔ پھر جب میرے کندھوں تک بال ہوگئے تو میری والدہ سیدہ ام رومان رضی اللہ عنہا میرے پاس آئیں۔ میں اپنی ہم عمر سہیلیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی تھی۔ میری والدہ نے مجھے آواز دی تو میں ان کے پاس چلی گئی اور مجھے معلوم نہ تھا کہ وہ کیوں بلارہی ہیں؟ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑلیا اور مجھے گھر کے دروازے پر کھڑا کردیا، اس وقت میرا سانس پھول رہا تھا یہاں تک کہ جب میرا سانس درست ہوا تو انہوں نے کچھ پانی میرے منہ اور سر پر ڈالا، پھر مجھے تیار کرکے گھر کے اندر لے گئیں۔ گھر میں چند انصاری خواتین موجود تھیں۔ انہوں نے کہا: مبارک ہو! مبارک ہو! تمہارا نصیب اچھا ہے۔ پھر میری ماں نے مجھے ان کے حوالے کردیا، انہوں نے میرا بناؤ سنگار کیا، پھر اچانک رسول اللہ ﷺ دوپہر کے وقت تشریف لائے تو میں خوفزدہ ہوگئی۔ انہوں نے مجھے آپ کے سپرد کردیا، اسوقت میری عمر نو برس تھی۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہوش سنبھالتے ہی اپنے والدین کو دین اسلام پر گامزن پایا اور گھر کے پاکیزہ اسلامی ماحول سے تربیت پائی، پھر وہاں سے اس گھر میں تشریف لے آئیں جو اسلام کا مرکز تھا۔ گویا کہ کفر کی پرچھائیں بھی ان پر نہیں پڑی اور یہ واحد کنواری عورت ہیں جن سے آپ نے نکاح فرمایا۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کی صراحت ان الفاظ میں کی ہے:

① صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب تزویج النبی ﷺ عائشہ وقدومها المدینة وبنائه بها: ۳۸۹٤۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، أَرَأَيْتَ لَوْ نَزَلْتَ وَادِيًا وَفِيْهِ شَجَرَةٌ قَدْ أُكِلَ مِنْهَا وَوَجَدْتَ شَجَرَةً لَمْ يُوْكَلْ مِنْهَا فِيْ أَيِّهَا كُنْتَ تُرْتِعُ بَعِيْرَكَ؟ قَالَ: «فِي الَّتِيْ لَمْ يَرْتَعْ مِنْهَا» تَعْنِي أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَتَزَوَّجْ بِكْرًا غَيْرَهَا

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر آپ کسی وادی میں تشریف لے جائیں اور وہاں ایک درخت ہو جس سے کسی جانور نے کچھ کھا لیا ہو اور ایک ایسا درخت ہو جس کو کسی نے چھوا تک نہ ہو تو آپ اپنا اونٹ کس درخت سے چرائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:
''اس درخت سے جس سے کچھ کھایا نہ گیا ہو۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقصود یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے علاوہ کسی کنواری عورت سے نکاح نہیں کیا۔[1]

رسول ﷺ کی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جب شادی کے بعد نبی کریم ﷺ کے گھر آئیں تو محبتوں اور چاہتوں کا سفر شروع ہو گیا۔ بہت سے ایسے واقعات کتب و احادیث کی زینت ہیں جو اس مثالی جوڑے کی محبتوں کے عکاس ہیں اور تا دم آخر یہ محبت برقرار رہی۔ ایسے ہی چند واقعات یہاں درج کیے جا رہے ہیں جو ہمارے لیے مشعلِ راہ ہیں اور ہماری گھریلو زندگی میں تلخیوں کو ختم کر کے مہکتے گلدستوں کا کردار ادا کر سکتے ہیں:

جب تو مجھ سے ناراض ہوتی ہے تو......

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
«اِنِّيْ لَأَعْلَمُ إِذَا كُنْتِ عَنِّي رَاضِيَةً وَإِذَا كُنْتِ عَلَيَّ غَضْبٰى» قَالَتْ: فَقُلْتُ مِنْ أَيْنَ تَعْرِفُ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ: «أَمَّا إِذَا كُنْتِ عَنِّيْ

[1] صحيح البخاری، کتاب النکاح، باب نکاح الابکار: ٥٠٧٧۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رَاضِيَةً فَإِنَّكِ تَقُوْلِيْنَ لَاوَرَبِّ مُحَمَّدٍ وَإِذَا كُنْتِ عَلَيَّ غَضْبَى قُلْتِ لَاوَرَبِّ إِبْرَاهِيْمَ» قَالَتْ: قُلْتُ: أَجَلْ وَاللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، مَا أَهْجُرُ إِلَّا إِسْمَكَ.

''جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو اور جب تم مجھ سے ناراض ہوتی ہو تو میں تمہاری اس کیفیت کو پہچان جاتا ہوں۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ میری ناراضی کو کس طرح پہچان لیتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو تو اپنی بول چال میں یوں کہتی ہو رب محمد کی قسم اور جب تم ناراض ہوتی ہو تو یوں کہتی ہو: رب ابراہیم کی قسم!''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کا خیال درست ہے مگر میں ناراضی کی حالت میں بھی صرف زبان سے آپ کا نام ہی چھوڑتی ہوں۔ (آپ کو دل سے نہیں بھولتی۔)[1]

ناراضی کے ایسے اشاروں یا لہجے کی مٹھاس یا کسک کو وہی محسوس کرسکتا ہے جس کے دل میں محبت کا گزر ہو اور جب محبت شدید ہوتی ہے تب بندہ ایسے معمولی معمولی اشاروں کو بھی سمجھ لیتا ہے۔ پتہ چلتا ہے آپ کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بے انتہا محبت تھی، تبھی تو خاموش ناراضی کو محسوس کرلیا۔

اے اللہ! مجھ پر سانپ مسلط کردے

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ سے ایک لمحہ بھر کی جدائی بھی برداشت نہیں کرتی تھیں۔ اگر کبھی اتفاقاً ایسی نوبت آئی بھی تو ماہیٔ بے آب کی طرح تڑپنے لگیں۔ اس کی معمولی سی جھلک اس سفر میں نظر آتی ہے جس میں نبی کریم ﷺ کیساتھ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا موجود تھیں اور چند لمحات کی جدائی ان کے لیے پہاڑ بن گئی۔

[1] صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب غیرة النساء و وجدھن: ۵۲۲۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ واقعہ ان الفاظ میں نقل کیا ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا خَرَجَ أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ فَطَارَتِ الْقُرْعَةُ لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا كَانَ بِاللَّيْلِ سَارَ مَعَ عَائِشَةَ يَتَحَدَّثُ فَقَالَتْ حَفْصَةُ أَلَا تَرْكَبِيْنَ اللَّيْلَةَ بَعِيْرِي وَأَرْكَبُ بَعِيْرَكِ تَنْظُرِيْنَ وَأَنْظُرُ؟ فَقَالَتْ: بَلَى فَرَكِبَتْ فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى جَمَلِ عَائِشَةَ وَعَلَيْهِ حَفْصَةُ فَسَلَّمَ عَلَيْهَا ثُمَّ سَارَ حَتَّى نَزَلُوْا وَافْتَقَدَتْهُ عَائِشَةُ فَلَمَّا نَزَلُوْا جَعَلَتْ رِجْلَيْهَا بَيْنَ الإِذْخِرِ وَتَقُوْلُ يَا رَبِّ سَلِّطْ عَلَيَّ عَقْرَبًا أَوْ حَيَّةً تَلْدَغُنِي وَلَا أَسْتَطِيْعُ أَنْ أَقُوْلَ لَهُ شَيْئًا ①

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب سفر کے لیے تشریف لے جاتے تو اپنی ازواج مطہرات کے درمیان قرعہ ڈالتے۔ ایک سفر میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا دونوں کے نام قرعہ نکلا اور نبی کریم ﷺ کا معمول تھا کہ سفر کرتے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ باتیں کرتے رہتے تھے۔ ایک دفعہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: تم ایسا کرو کہ آج رات تم میرے اونٹ پر بیٹھو اور میں تمہارے اونٹ پر بیٹھتی ہوں تا کہ میں تمہارے اونٹ کو دیکھوں اور تم میرے اونٹ کو ملاحظہ کرو۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس پیشکش کو قبول کرلیا اور اُن کے اونٹ پر سوار ہوگئیں، پھر جب نبی کریم ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کی طرف آئے تو اس پر سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا تشریف فرما تھیں۔ آپ نے انھیں سلام کیا اور چلنے لگے۔ پھر جب منزل پر اترے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے دونوں پاؤں اذخر گھاس میں ڈال لیے اور کہنے لگیں: اے اللہ! مجھ پر سانپ یا بچھو مسلط کردے تا کہ وہ مجھے کاٹ لے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کو تو میں کچھ کہہ نہیں سکتی ہوں۔

① صحيح البخاري، كتاب النكاح، باب القرعة بين النساء إذا أرا دسفرا: ٥٢١١

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

محبت کا ایک اور انداز

ایک غزوہ کے موقع پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ سفر میں تھیں، راستے میں چلتے چلتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ آگے بڑھ جائیں اور پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ ''آؤ دوڑ کر دیکھیں کون دوڑ میں آگے نکلتا ہے؟'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس وقت دبلی پتلی تھیں، لہٰذا جب دوڑ شروع ہوئی تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دوڑ میں آگے نکل گئیں۔ لیکن اس موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کچھ نہ کہا۔ کئی سال بعد پھر اسی قسم کا ایک موقع پیش آیا تو دورانِ سفر آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو آگے بڑھنے کا فرمایا اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: (جو کہ اب بھاری بدن ہو چکیں تھیں اور اس پرانے واقعہ کو بھول چکیں تھیں) ''آؤ دوڑ لگاتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ کون آگے نکلتا ہے؟'' چنانچہ اس بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آگے نکل گئے۔ آپ مسکرانے لگے اور فرمایا: ''اے عائشہ! یہ اس دن کا بدلہ ہے۔''[1]

چاہتوں بھری کہانیاں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا دل لبھانے اور ان کی دل چسپی کے لیے بعض دفعہ سابقہ ادوار کے دلچسپ واقعات بیان فرمایا کرتے تھے جن میں دل چسپی کا سامان بھی ہوتا اور محبت آمیز گفتگو بھی۔ ایک دفعہ آپ نے گیارہ عورتوں کا ایک قصہ بیان فرمایا اور آخر میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اپنی محبت کا اظہار بھی فرمایا۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ قصہ ان الفاظ میں روایت کیا ہے:

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: جَلَسَ إِحْدَى عَشْرَةَ امْرَأَةً فَتَعَاهَدْنَ وَتَعَاقَدْنَ أَنْ لَا يَكْتُمْنَ مِنْ أَخْبَارِ أَزْوَاجِهِنَّ شَيْئًا: قَالَتِ الْأُولَى: زَوْجِي لَحْمُ جَمَلٍ غَثٍّ عَلَى رَأْسِ جَبَلٍ، لَا سَهْلٍ فَيُرْتَقَى وَلَا سَمِينٍ فَيُنْتَقَلُ، قَالَتِ الثَّانِيَةُ: زَوْجِي لَا أَبُثُّ

[1] صحیح، سنن ابی داوٗد، کتاب الجهاد، باب فی السبق علی الرجل: ۲۵۷۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خبَرَهُ، إنّي أخافُ أنَّ لَا أذَرَهُ إنْ أذكُرْهُ أذكُرْ عُجَرَهُ وبُجَرَهُ. قالتِ الثَّالثَةُ: زَوْجِي العشَنَّقُ، إنْ أنطِقْ أُطلَّقْ وإنْ أسْكُتْ أُعَلَّقْ، قالَتِ الرَّابِعَةُ: زَوْجِي كَليلِ تِهامَةَ لَا حَرٌّ وَلَا قُرٌّ وَلَا مَخَافَةَ وَلَا سآمَةَ. قالَتِ الخامِسَةُ: زَوْجِي إنْ دَخَلَ فَهِدَ وإنْ خَرَجَ أَسِدَ وَلَا يَسألُ عَمَّا عَهِدَ. قالَتِ السَّادِسَةُ: زَوْجِي إنْ أكَلَ لَفَّ وإنْ شَرِبَ اشْتَفَّ وإنِ اضطَجَعَ التَفَّ وَلَا يُولِجُ الكَف لِيَعْلَمَ البثَّ، قالَتِ السَّابِعَةُ: زَوْجِي غَيَاياءُ أوْ عَيَاياءُ طَبَاقاءُ كلُّ داءَ لهُ داءٌ شَجَّكِ أوْ فَلَّكِ أوْ جَمَعَ كُلًّا لَكِ، قالَتِ الثَّامِنَةُ: زَوْجِي المَسُّ مَسُّ أرْنَبٍ والرِّيحُ رِيحُ زَرْنَبٍ. قالَتِ التَّاسِعَةُ: زَوْجِي رَفِيعُ العِمادِ طَوِيلُ النِّجادِ عَظِيمُ الرَّمادِ قَرِيبُ البَيْتِ مِنَ النَّادِ، قالَتِ العاشِرَةُ: زَوْجِي مالِكٌ وَمَا مالِكٌ مالِكٌ خَيْرٌ مِنْ ذالِكِ، لهُ إبِلٌ كَثِيرَاتُ المَبارِكِ قَلِيلَاتُ المَسارِحِ، وإذَا سَمِعْنَ صَوْتَ المِزْهَرِ أيْقَنَّ أنَّهُنَّ هَوَالِكُ، قالَتِ الحَادِيَةُ عَشْرَةَ: زَوْجِي أبُو زَرْعٍ. فَما أبُو زَرْعٍ؟ أناسَ مِنْ حُلِيٍّ أذنَيَّ ومَلأَ مِنْ شَحْمٍ عَضدَيَّ وبَجَّحَنِي فَبَجَحَتْ إلَيَّ نَفْسِي وجدَنِي فِي أهْلِ غُنَيْمَةٍ بِشِقٍّ فَجَعَلَنِي فِي أهْلِ صَهِيلٍ وأطِيطٍ ودَائِسٍ ومُنَقٍّ، فَعِنْدَهُ أقُولُ فَلَا أُقَبَّحُ، وأرْقُدُ فأتَصَبَّحُ، وأشْرَبُ فأتَقَمَّحُ، أمُّ أبِي زَرْعٍ، فَمَا أمُّ أبِي زَرْعٍ؟ عُكُومُها رَدَاحٌ، وبَيْتُها فَساحٌ. ابنُ أبِي زَرْعٍ، فَما ابنُ أبِي زَرْعٍ؟ مَضْجَعُهُ كَمَسَلِّ شَطْبَةٍ، ويُشْبِعُهُ ذِرَاعُ الجَفْرَةِ. بِنْتُ أبِي زَرْعٍ، فَما بِنْتُ أبِي زَرْعٍ؟ طَوْعُ أبِيها وطَوْعُ أُمِّها ومِلءُ كِسائِها وغَيْظُ جارَتِها جارِيَةُ أبِي زَرْعٍ، فَمَا جارِيَةُ أبِي زَرْعٍ؟ لَا تَبُثُّ حَدِيثَنا تَبْثِيثًا، ولَا تُنَقِّثُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ميرتَنَا تَنْقِيثا، وَلَا تَمْلأُ بَيْتَنا تَعْشِيشا. قالَتْ: خَرَجَ أبُو زَرْعٍ والأوطابُ تُمْخَضُ فَلَقِيَ امْرَأَةً مَعَها ولدَانِ لَها كالفَهْدَيْنِ يَلْعَبانِ مِنْ تَحْتِ خَصْرِها بِرُمَّانَتَيْنِ، فَطَلَّقَنِي ونَكَحَها، فَنَكَحْتُ بَعْدَهُ رجلاً سَرِيّا ركب عشريا وأخَذَ خَطِّيا وأرَاحَ عَلَيَّ نَعَما ثَرِيّا وأعْطانِي مِنْ كُلِّ رائِحَةٍ زَوْجا، وَقالَ: كُلِي أُمَّ زَرْعٍ ومِيرِي أهْلَكِ. قالَتْ: فَلَوْ جمَعْتُ كلَّ شَيْءٍ أعْطانِيهِ مَا بَلَغَ أصْغَرَ آنِيَةِ أبِي زَرْعٍ. قالَتْ عائِشَةُ رضی اللہ عنہا، قَالَ رسولُ اللهِ ﷺ: «كُنْتُ لكِ كَأبِي زَرْعٍ لِأُمِّ زَرْعٍ» ①

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک دفعہ گیارہ عورتیں ایک جگہ بیٹھیں اور انہوں نے آپس میں عہد و پیمان کیا کہ اپنے شوہروں کی کوئی بات نہیں چھپائیں گی پس پہلی عورت نے کہا: میرا خاوند ناکارہ دبلے اونٹ کے گوشت کی طرح ہے جو ایک دشوار گزار پہاڑ کی چوٹی پر رکھا ہو نہ پہاڑ کا راستہ آسان ہے جس کی وجہ سے وہاں چڑھنا ممکن ہو اور نہ ہی وہ گوشت ایسا عمدہ ہے کہ تکلیف اٹھا کر لایا جائے۔ (یعنی اس عورت کا خاوند بے کار آدمی ہے اس میں کوئی خوبی نہیں۔ برائے نام کسی کام کا ہو بھی تو بد خلق اور متکبر اتنا ہے کہ اس تک رسائی مشکل ہے نہ ملتے بن پڑے اور نہ چھوڑے بن پڑے)

دوسری عورت نے کہا: میں اپنے خاوند کا حال نہیں بتا سکتی میں ڈرتی ہوں کہ اگر اس کے عیوب بیان کرنے شروع کروں تو پورے نہ بتا سکوں گی۔ کیونکہ اگر بتاؤں تو ظاہری اور باطنی سب عیوب بیان کردوں۔ (یعنی دوسری عورت نے اپنے شوہر کو سراپا عیب قرار دیتے ہوئے اجمالاً اس کے عیب بیان کردیے اور تفصیل سے معذرت کرلی)

تیسری عورت نے کہا: میرا خاوند لمبا ہے یعنی احمق بیوقوف ہے اگر میں کسی بات پر بول پڑوں تو فوراً طلاق دے دے گا اور اگر چپ رہوں تو لٹکی رہوں۔ (یعنی زبان سے کوئی ضرورت بیان کروں تو طلاق کا خدشہ ہے اور اگر خاموش رہوں تو اس کو میری پرواہ نہیں

① صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب حسن المعاشرۃ مع الاهل: ۵۱۸۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہوتی نہ شوہر والیوں میں شمار ہے اور نہ بے شوہر والیوں میں کہ کوئی دوسری جگہ تلاش کروں)

چوتھی عورت نے کہا: میرا خاوند تہامہ کی رات کی طرح ہے یعنی معتدل المزاج ہے نہ گرم ہے نہ ٹھنڈا، اس سے کسی قسم کا خوف ہے نہ ملال۔(گویا اس عورت نے اپنے شوہر کی تعریف کی ہے کہ اس کا شوہر میانہ روی اور اعتدال کے راستے پر چلنے والا ہے نہ زیادہ چاپلوسی کرتا ہے اور نہ ہی بیزار رہتا ہے)

پانچویں عورت نے کہا: میرا خاوند جب گھر آتا ہے تو چیتا بن جاتا اور جب باہر نکلتا ہے تو شیر بن جاتا ہے اور جو کچھ مال و اسباب گھر میں چھوڑ کر جاتا ہے اس کے بارے میں پوچھتا بھی نہیں ہے۔(اس عورت نے بھی اپنے خاوند کی تعریف کی ہے کہ وہ گھر میں آکر بے خبر ہو جاتا ہے، نہ خفا ہوتا ہے نہ کسی چیز میں دخل دیتا ہے اور گھر میں جو کھانے پینے کی اشیا ہوں ان کے متعلق باز پرس نہیں کرتا)

چھٹی عورت نے کہا: میرا خاوند اگر کھاتا ہے تو سب نمٹا دیتا ہے اور جب پیتا ہے تو سب چڑھا جاتا ہے اور لیٹتا ہے تو اکیلا ہی کپڑے میں لپٹ جاتا ہے میری طرف اپنا ہاتھ تک نہیں بڑھاتا تاکہ میرا دکھ درد جان سکے۔(اس عورت نے اپنے خاوند کی مذمت بیان کی ہے کہ اس کو بیل کی طرح کھانے پینے کے سوا کوئی کام نہیں آتا اور عورت کی خبر گیری کی فکر نہیں کرتا)

ساتویں عورت نے کہا: میرا خاوند محبت سے عاجز اور نامرد ہے اور اتنا نا سمجھ ہے کہ بات بھی نہیں کر سکتا، ہر بیماری اس میں موجود ہے اور ظالم بھی ایسا ہے کہ میرا سر پھوڑ دے یا جسم زخمی کر دے یا دونوں ہی کر گزرے۔(اس عورت نے بھی اپنے خاوند کی مذمت بیان کی ہے کہ وہ حقِ زوجیت ادا کرنے سے قاصر ہے، بات کریں تو گالی دے مذاق کریں تو سر پھوڑ دے ناراض ہو تو اعضاء توڑ ڈالے یا سب ظلم کر ڈالے)

آٹھویں عورت نے کہا: میرا شوہر خوشبو میں زعفران کی طرح مہکتا ہے اور چھونے میں خرگوش کی طرح نرم ہے۔(اس عورت نے اپنے شوہر کی مدح سرائی کی ہے کہ اس کا ظاہر اور باطن دونوں اچھے ہیں نرم مزاج ہے کہ نام کو غصہ نہیں، نازک بدن اور خوشبودار جسم والا ہے کہ لپٹنے کو دل چاہے)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

نویں عورت نے کہا: میرا خاوند اونچے محل والا، اونچے قد والا، بڑی راکھ والا ہے اور اس کا مکان ہر پکارنے والے کے قریب ہے۔(اس عورت نے بھی اپنے شوہر کی اچھائی بیان کی ہے کہ وہ بڑا رئیس اور سخی آدمی ہے۔ ہروقت اس کا باورچی خانہ گرم رہتا ہے اس لیے راکھ بھی بہت نکلتی ہے، معتدل قد وقامت والا، سمجھدار انسان ہے، اس لیے اس سے مشورہ کرنے میں رجوع کیا جاتا ہے گویا اس کا گھر ہی دارالمشورہ بن گیا ہے)

دسویں عورت نے کہا: میرے خاوند کا نام مالک ہے اور مالک کیا خوب ہے۔ مالک میری تمام تعریفوں سے افضل ہے، اس کے اونٹوں کے بہت شتر خانے ہیں اور کم چراگاہیں ہیں۔ جب اونٹ باجے کی آواز سنتے ہیں تو اپنے ذبح ہونے کا یقین کر لیتے ہیں۔(اس عورت کے کلام کا ماحصل یہ ہے کہ اس کا خاوند نہایت سخی ہے۔ میزبانی کی وجہ سے اونٹ چرنے کا موقع ہی نہیں پاتے اور گھر میں ہی کھڑے کھڑے ذبح کر دیے جاتے ہیں اور مہمانوں کی مہمان نوازی کے لیے پیش کیے جاتے ہیں)

گیارھویں عورت نے کہا: میرے خاوند کا نام ابوزرع ہے اور کیا خوب ابوزرع ہے، اس نے زیورات سے میرے کان جھکا دیے اور کھلا کھلا کر چربی سے میرے بازو بھر دیے اور مجھے بہت خوش کیا۔ چنانچہ میری جان بہت مسرور اور پرمسرت ہے۔ اس نے مجھے بھیڑ بکری والوں میں پایا جو پہاڑ کے کنارے رہتے تھے اور تنگی سے گزر بسر کرتے تھے۔ سو اس نے مجھے گھوڑے، اونٹ، کھیت اور خرمن کا مالک بنا دیا۔(یعنی ذلیل و محتاج تھی اس نے مجھ کو باعزت اور مالدار کر دیا) اس پر مزید خوش خلقی یہ ہے کہ میں اس سے بات کرتی ہوں تو وہ مجھے برا نہیں کہتا، سوتی ہوں تو صبح کر دیتی ہوں یعنی کچھ کام کرنا نہیں پڑتا، پیتی ہوں تو سیراب ہو جاتی ہوں۔ ابوزرع کی ماں! سو کیا خوب ہے ابوزرع کی ماں اس کے بڑے بڑے برتن ہمیشہ بھرے رہتے ہیں، اس کا مکان نہایت وسیع ہے (یعنی وہ بڑی مالدار اور بڑی فراخدل خاتون ہے۔) ابوزرع کا بیٹا! سو کیا خوب ہے، ابوزرع کا بیٹا اس کی خوابگاہ سونتی ہوئی تلوار کی طرح باریک ہے، بکری کے بچے کا ایک دست اس کو آسودہ کر دیتا ہے۔ یعنی بہادر ہے، سپاہیانہ زندگی گزارتا ہے کہ ذراسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جگہ میں تھوڑا بہت لپٹ جاتا ہے، اسی طرح کھانے میں بھی اس کی غذا مختصر اور قلیل ہے۔ ابوزرع کی بیٹی! بھلا اس کی کیا بات ہے، وہ باپ کی تابعدار، ماں کی فرمانبردار، اپنے لباس کو بھرنے والی یعنی صحتمند اور موٹی تازی ہے اور اس واسطے اس کی سوکن اس سے جلتی اور کڑھتی رہتی ہے۔ ابوزرع کی باندی کا کیا کمال بتاؤں ہمارے گھر کی بات کبھی بھی باہر جا کر نہیں کہتی۔ کھانے تک کی چیز بھی بلا اجازت خرچ نہیں کرتی اور ہمارا گھر کوڑے سے آلودہ نہیں کرتی یعنی مکان کو صاف شفاف رکھتی ہے۔

یہ ہماری حالت تھی مزے سے دن گزر رہے تھے۔ ایک روز صبح کے وقت جبکہ دودھ کے برتن بلوئے جا رہے تھے کہ ابوزرع گھر سے نکلا تو راستہ میں وہ ایک عورت سے ملا جس کے ساتھ چیتے جیسے دو بچے تھے۔ جو اس کی گود میں دو اناروں سے کھیل رہے تھے۔ پس وہ ابوزرع کو کچھ ایسی پسند آئی کہ اس نے مجھے طلاق دے دی اور اس عورت سے نکاح کر لیا۔ ابوزرع کے مجھے طلاق دینے کے بعد میں نے ایک شریف سردار مرد سے نکاح کیا جو عمدہ گھوڑے کا شہسوار سپہ گر اور نیزہ باز ہے، اس نے مجھے بڑی نعمتیں دیں اور ہر قسم کے جانور اونٹ، گائے، بکری وغیرہ میں سے ایک ایک جوڑا مجھے دیا اور یہ بھی کہا: ام زرع! خود بھی کھا اور اپنے میکے والوں میں بھی جو چاہے بھیج دے۔ لیکن بات یہ ہے کہ اگر میں اس کی ساری عطاؤں کو جمع کروں جو دوسرے خاوند نے دیا تو وہ سب ابوزرع کے چھوٹے برتن کے برابر بھی نہ ہوں گی یعنی دوسرے خاوند کا احسان پہلے خاوند کے احسان سے نہایت کم ہے۔

رسول کریم ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: "میں تیرے لیے ایسا ہی ہوں جیسے ام زرع کے لیے ابوزرع تھا" یعنی میں ویسے ہی تیری خاطر کرتا ہوں۔

حبشیوں کا کھیل دیکھنا

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا عَلَى بَابِ حُجْرَتِي وَالْحَبَشَةُ يَلْعَبُوْنَ فِي الْمَسْجِدِ وَرَسُوْلُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اللّٰہﷺ یَسْتُرُنِيْ بِرِدَائِهِ أَنْظُرُ إِلَى لَعِبِهِمْ[1]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے ایک دن رسول اللہ ﷺ کو اپنے حجرے کے دروازے پر کھڑے دیکھا اور حبشہ کے کچھ لوگ مسجد میں (جہادی مشقیں کرتے ہوئے) کھیل رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ اپنی چادر سے مجھے چھپا رہے تھے اور میں ان کا کھیل دیکھ رہی تھی۔

اس واقعہ سے بھی آپ کی محبت کا ایک انداز جھلکتا ہے کہ آپ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طبیعت کے پیشِ نظر انہیں بلایا اور ان کی دلداری کے لیے انہیں یہ کھیل کود دکھایا۔

آپ کے ہوتے ہوئے والدین کو نہ دیکھوں گی

نبی کریم ﷺ کی ازواج نے ایک دفعہ آپ سے زیادہ خرچ کا مطالبہ کیا اور بات ذرا بڑھی جس سے آپ نے رنج محسوس کیا، پھر آپ اپنی بیویوں سے ایک ماہ یا انتیس دن جدا رہے اور آپ پر آیت تخییر نازل ہوئی جس میں باری تعالیٰ نے آپ کو فرمایا کہ ''اپنی ازواج کو یہ اختیار دے دیں وہ چاہیں تو ساز و سامان لے کر رخصت ہو جائیں یا پھر صبر و شکر سے آپ کی زوجیت میں رہیں۔'' چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

لَمَّا أُمِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِﷺ بِتَخْيِيْرِ أَزْوَاجِهِ بَدَأَ بِيْ فَقَالَ: «إِنِّيْ ذَاكِرٌ لَكِ أَمْرًا فَلَا عَلَيْكِ أَنْ لَا تَعْجَلِيْ حَتّٰى تَسْتَأْمِرِيْ أَبَوَيْكِ» قَالَتْ قَدْ عَلِمَ أَنَّ أَبَوَيَّ لَمْ يَكُوْنَا لِيَأْمُرَانِيْ بِفِرَاقِهِ قَالَتْ: ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ: ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَ اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۝ وَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا﴾ قَالَتْ: فَقُلْتُ فِي أَيِّ هٰذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ فَإِنِّي أُرِيْدُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ

[1] صحيح البخاري، كتاب الصلوة، باب اصحاب الحراب في المسجد: ٤٥٤

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وَالدَّارَ الْآخِرَةَ، قَالَتْ: ثُمَّ فَعَلَ أَزْوَاجُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِثْلَ مَا فَعَلْتُ①

جب رسول ﷺ کو اپنی بیویوں کو اختیار دینے کا حکم دیا گیا تو آپ نے مجھ سے ابتدا کی اور فرمایا: ''اے عائشہ! میں آپ سے ایک معاملے کا ذکر کرنے والا ہوں۔ آپ اس سلسلے میں جلد بازی نہ کرنا اور اپنے والدین سے مشورہ کر کے مجھے جواب دینا'' حالانکہ آپ کو علم تھا کہ میرے والدین مجھے آپ سے جدائی کا مشورہ کبھی نہیں دیں گے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: پھر رسول اللہ ﷺ نے اللہ کا یہ فرمان پڑھا: ''(اے نبی!) اپنی بیویوں سے کہہ دیجیے کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینت چاہتی ہو تو میں تمہیں مال دے کر رخصت کر دیتا ہوں اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو چاہتی ہو اور آخرت کے گھر کی طلبگار ہو تو بے شک اللہ نے تم میں نیکی کرنے والیوں کے لیے اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کہا: کیا میں اس بارے میں والدین سے مشورہ کروں؟ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور آخرت کے گھر کو اختیار کرتی ہوں، پھر رسول ﷺ کی دیگر ازواج نے بھی وہی موقف اختیار کیا جو میں نے کیا تھا۔

پیالے کو توڑ دینا

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ عِنْدَ بَعْضِ نِسَائِهِ فَأَرْسَلَتْ إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ مَعَ خَادِمٍ بِقَصْعَةٍ فِيْهَا طَعَامٌ فَضَرَبَتْ بِيَدِهَا فَكَسَرَتِ الْقَصْعَةَ فَضَمَّهَا وَجَعَلَ فِيْهَا الطَّعَامَ وَقَالَ: «كُلُوْا» وَحَبَسَ الرَّسُوْلَ وَالْقَصْعَةَ حَتّٰى فَرَغُوْا فَدَفَعَ الْقَصْعَةَ الصَّحِيْحَةَ وَحَبَسَ الْمَكْسُوْرَةَ②

① صحيح مسلم، كتاب الطلاق، باب بيان ان تخيير امر أتة لا يكون طلاقا الا بالنية، رقم الحديث: ١٤٧٥۔ ② صحيح البخارى، كتاب المظالم والغصب، باب اذا كسر القصعة اوشيئا لغيره: ٢٤٨١۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ اپنی کسی زوجہ محترمہ کے پاس تھے۔ اتنے میں کسی دوسری زوجہ محترمہ نے خادم کے ہاتھ ایک پیالہ بھیجا جس میں کھانا تھا تو اس (بیوی نے جس کے پاس آپ تشریف فرما تھے) نے ہاتھ مار کر پیالہ توڑ دیا، آپ نے پیالہ اٹھا کر اس کو جوڑا اور اس کے اندر کھانا رکھ کر فرمایا: ''کھانا کھاؤ'' اس دوران میں آپ نے اس قاصد اور پیالے کو روکے رکھا۔ جب کھانے سے فارغ ہوئے تو شکستہ پیالہ رکھ لیا اور صحیح پیالہ واپس کر دیا۔

محب چاہتا ہے کہ اس کا محبوب اس سے نظریں ہٹا کے کسی اور طرف نہ دیکھے، یہ بھی محبت کا ایک روپ ہے اور جب محبوب کی نظر کسی اور جانب اُٹھتی ہے تو محب اس کو برداشت نہیں کر پاتا اور جوشِ محبت میں غیر اختیاری طور پر وہ کچھ ایسا کر گزرتا ہے جو دوسروں کی نظر میں تو ہوسکتا ہے کہ خلافِ اصول ہو مگر محبوب اسے محبت کا ہی ایک روپ سمجھتا ہے، آپ کی سب بیویاں یہ استحقاق رکھتی تھیں کہ اچھا کھانا بنا کہ آپ کی خدمت میں پیش کریں اور آپ بڑی محبت سے تناول بھی فرمایا کرتے تھے۔ لیکن جس دن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں آپ کی خدمت میں پیالہ پیش کیا گیا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کی محبت میں یہ برداشت نہ کرسکیں اور آپ بھی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی دلی کیفیت کو سمجھتے تھے، اس لیے آپ نے انہیں ڈانٹا نہیں اور نہ کوئی سرزنش کی۔

کیا تو اس سے محبت نہیں کرتی جس سے میں کرتا ہوں؟

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں:

أَرْسَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَاسْتَأْذَنَتْ عَلَيْهِ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ مَعِي فِي مِرْطِي، فَأَذِنَ لَهَا، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَزْوَاجَكَ أَرْسَلْنَنِي إِلَيْكَ يَسْأَلْنَكَ الْعَدْلَ فِي ابْنَةِ أَبِي قُحَافَةَ، وَأَنَا سَاكِتَةٌ، قَالَتْ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ «أَيْ بُنَيَّةُ أَلَسْتِ تُحِبِّينَ مَا أُحِبُّ؟» فَقَالَتْ: بَلَى قَالَ: «فَأَحِبِّي هَذِهِ» قَالَتْ: فَقَامَتْ فَاطِمَةُ حِينَ سَمِعَتْ ذَلِكَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فَرَجَعَتْ إِلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ، فَأَخْبَرَتْهُنَّ بِالَّذِي قَالَتْ، وَبِالَّذِي قَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَقُلْنَ لَهَا: مَا نُرَاكِ أَغْنَيْتِ عَنَّا مِنْ شَيْءٍ، فَارْجِعِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقُولِي لَهُ: إِنَّ أَزْوَاجَكَ يَنْشُدْنَكَ الْعَدْلَ فِي ابْنَةِ أَبِي قُحَافَةَ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ: وَاللَّهِ لَا أُكَلِّمُهُ فِيهَا أَبَدًا، قَالَتْ عَائِشَةُ، فَأَرْسَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ، وَهِيَ الَّتِي كَانَتْ تُسَامِينِي مِنْهُنَّ فِي الْمَنْزِلَةِ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَلَمْ أَرَ امْرَأَةً قَطُّ خَيْرًا فِي الدِّينِ مِنْ زَيْنَبَ. وَأَتْقَى لِلَّهِ وَأَصْدَقَ حَدِيثًا، وَأَوْصَلَ لِلرَّحِمِ، وَأَعْظَمَ صَدَقَةً، وَأَشَدَّ ابْتِذَالًا لِنَفْسِهَا فِي الْعَمَلِ الَّذِي تَصَدَّقُ بِهِ، وَتَقَرَّبُ بِهِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى، مَا عَدَا سَوْرَةً مِنْ حِدَّةٍ كَانَتْ فِيهَا، تُسْرِعُ مِنْهَا الْفَيْئَةَ، قَالَتْ: فَاسْتَأْذَنَتْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَعَ عَائِشَةَ فِي مِرْطِهَا، عَلَى الْحَالَةِ الَّتِي دَخَلَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا وَهُوَ بِهَا، فَأَذِنَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَزْوَاجَكَ أَرْسَلْنَنِي إِلَيْكَ يَسْأَلْنَكَ الْعَدْلَ فِي ابْنَةِ أَبِي قُحَافَةَ، قَالَتْ: ثُمَّ وَقَعَتْ بِي، فَاسْتَطَالَتْ عَلَيَّ، وَأَنَا أَرْقُبُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، وَأَرْقُبُ طَرْفَهُ، هَلْ يَأْذَنُ لِي فِيهَا، قَالَتْ: فَلَمْ تَبْرَحْ زَيْنَبُ حَتَّى عَرَفْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَا يَكْرَهُ أَنْ أَنْتَصِرَ، قَالَتْ: فَلَمَّا وَقَعْتُ بِهَا لَمْ أَنْشَبْهَا حَتَّى أَنْحَيْتُ عَلَيْهَا، قَالَتْ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((وَتَبَسَّمَ إِنَّهَا ابْنَةُ أَبِي بَكْرٍ)) ①

① صحیح مسلم، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب فی فضائل عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا: ۲۴۴۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رسول ﷺ کی ازواجِ مطہرات نے آپ کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو آپ کے پاس بھیجا۔ انہوں نے اندر آنے کی اجازت مانگی جبکہ آپ میرے ساتھ میری چادر میں لیٹے ہوئے تھے۔ آپ نے اجازت دی تو انہوں نے کہا: یارسول اللہ! آپ کی ازواجِ مطہرات نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے، وہ چاہتی ہے کہ آپ ان کے ساتھ ابوقحافہ کی بیٹی میں انصاف کریں، میں خاموش تھی۔ آپ نے فرمایا: ''اے بیٹی! کیا تو اس سے محبت نہیں کرتی جس سے میں کرتا ہوں؟'' وہ بولیں: یارسول اللہ! میں تو وہی چاہتی ہوں جو آپ چاہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تُو عائشہ سے محبت رکھ'' یہ سنتے ہی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اٹھیں اور ازواجِ مطہرات کے پاس گئیں اور ان سے جا کر اپنی بات اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان بیان کیا۔ وہ کہنے لگیں: ہم سمجھتیں ہیں کہ تم ہمارے کچھ کام نہ آئیں اس لیے پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اور کہو کہ آپ کی ازواجِ مطہرات ابوقحافہ کی بیٹی کے مقدمہ میں انصاف چاہتی ہیں۔ (ابوقحافہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے والد اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے دادا تھے اور دادا کی طرف نسبت کرنا جائز ہے) سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ کی قسم! میں تو اب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے مقدمہ میں کبھی رسول اللہ ﷺ سے گفتگو نہ کروں گی۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آخر آپ کی ازواج نے سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو آپ کے پاس بھیجا اور میری ہم پلہ آپ کے ہاں وہی تھیں اور میں نے کوئی عورت ان سے زیادہ دیندار، اللہ سے ڈرنے والی، سچی بات کہنے والی، ناتا جوڑنے والی اور خیرات کرنے والی نہیں دیکھی اور نہ ہی ان سے بڑھ کر کوئی عورت اللہ تعالیٰ کے کام میں اور صدقہ میں اپنے نفس پر زور ڈالتی تھی، فقط ان میں ایک تیزی تھی (یعنی غصہ تھا) اس سے بھی وہ جلدی پھر جاتیں تھیں اور مل جاتیں اور نادم ہو جاتیں۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت چاہی جبکہ آپ میری چادر میں تھے۔ اسی حال میں جس حال میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آئی تھیں تو آپ نے اجازت دے دی۔ انہوں نے کہا: یارسول اللہ! آپ کی ازواج ابوقحافہ کی بیٹی کے مقدمہ میں انصاف چاہتی ہیں۔ پھر یہ کہہ کر مجھ سے مخاطب ہوئیں اور لگیں بھڑاس نکالنے جبکہ میں رسول اللہ ﷺ کی نگاہ کو دیکھ رہی تھی کہ آپ مجھے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جواب دینے کی اجازت دیتے ہیں یا نہیں؟ جب سیدہ زینب رضی اللہ عنہا باز نہ آئیں اور مجھے معلوم ہوگیا کہ آپ جواب دینے سے برا نہیں مانیں گے تو میں بھی ان سے مخاطب ہوئی اور تھوڑی ہی دیر میں انھیں لاجواب کردیا یعنی ان پر غالب آ گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا: ''یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہے (ایسی نہیں کہ جو تم سے دب جائے)۔''

مجھے عائشہ کے بارے میں تکلیف نہ دو

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے دو گروہ تھے ایک میں سیدہ عائشہ، سیدہ حفصہ، سیدہ صفیہ اور سیدہ سودہ رضی اللہ عنہن تھیں۔ دوسرے گروہ میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن تھیں۔ مسلمانوں کو یہ معلوم تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے، لہٰذا اگر کوئی شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ دینا چاہتا تو وہ اس وقت کا انتظار کرتا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لاتے تو ہدیہ دینے والا وہ ہدیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر بھیجتا، (ایک دن) سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گروہ نے گفتگو کی اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں عرض کرو کہ آپ لوگوں سے فرمائیں کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ دینا چاہے وہ بھیج دے خواہ آپ اپنی کسی بیوی کے پاس ہوں۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے وہ بات کہہ دی جو ان کے گروہ نے انہیں کہی تھی تو آپ نے کوئی جواب نہ دیا، ان کے گروہ نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا: آپ نے کوئی جواب نہیں دیا، ان کے گروہ نے کہا: پھر آپ سے عرض کرنا: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: اس کی جب باری آئی تو اس نے پھر آپ سے گفتگو کی۔ آپ نے پھر کچھ نہ کہا: اس کے گروہ نے پھر پوچھا تو انہوں نے کہا کہ جب تک آپ جواب نہ دیں آپ بات کرتی رہیں۔ چنانچہ جب سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی باری آئی تو انہوں نے پھر بات چیت کی تو آپ نے فرمایا: ''تم مجھے عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے بارے میں تکلیف نہ دو کیونکہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے علاوہ کسی بیوی کے کپڑے میں مجھ پر وحی نہیں اتری۔'' سیدہ ام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے گزارش کی: اے اللہ کے نبی! میں آپ کو تکلیف دینے پر اللہ سے توبہ کرتی ہوں۔①

وقتِ رخصت محبتوں کے سلسلے

نبی کریم ﷺ کی زندہ بیویوں میں سے سب سے زیادہ محبت آپ کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے تھی۔ سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے نبی کریم ﷺ نے غزوہ ذات السلاسل میں امیر بنا کر بھیجا، جب میں واپس آیا تو میں نے عرض کیا:

أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: «عَائِشَةُ» فَقُلْتُ مِنَ الرِّجَالِ؟ فَقَالَ: «أَبُوهَا» قُلْتُ ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: «عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ» فَعَدَّ رِجَالًا ②

آپ کو لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ''عائشہ رضی اللہ عنہا'' میں نے عرض کیا: مردوں میں سے کون؟ آپ نے فرمایا: ''ان کے والد (ابوبکر رضی اللہ عنہ)۔'' میں نے پوچھا: پھر کون؟ فرمایا: ''عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ)'' اس طرح درجہ بدرجہ آپ نے کئی آدمیوں کے نام لیے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے آپ کی یہ محبت مرتے دم تک برقرار رہی بلکہ آپ اپنے ایام علالت میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری والے دن کو دور خیال کرتے ہوئے بار بار یہ پوچھتے تھے کہ ''میں کل کہاں ہوں گا اس کے بعد کہاں ہوگا؟'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

إِنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَيَتَعَذَّرُ فِي مَرَضِهِ «أَيْنَ أَنَا الْيَوْمَ أَيْنَ أَنَا غَدًا» اسْتِبْطَاءً لِيَوْمِ عَائِشَةَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمِي قَبَضَهُ اللّٰهُ بَيْنَ سَحْرِي وَنَحْرِي وَدُفِنَ فِي بَيْتِي ③

① صحیح البخاری، کتاب الهبة وفضلها والتحریض علیها، باب من اهدی الی صاحبه وتحری بعض نسائه دون بعض: ۲۵۸۱۔ ② صحیح البخاری، فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب لو کنت متخذا خلیلا: ۳۶۶۲۔

③ صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ماجاء قبر النبی ﷺ......رقم: ۱۳۸۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ اپنے مرض وفات میں بار بار اظہار خیال فرماتے: ''میں آج کہاں ہوں گا اور کل کہاں ہوگا؟'' میری باری کو بہت دور خیال کرتے تھے۔ بالآخر جب میرا دن آیا تو اللہ نے آپ کو میری ٹھوڑی اور سینے کے درمیان قبض کیا اور آپ میرے ہی گھر میں دفن ہوئے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہی یہ مقام و مرتبہ ہے کہ آپ ان کے بستر پر موجود ہوتے اور آپ پر بعض دفعہ وحی کا نزول ہو جاتا، نبی کریم ﷺ کے لیے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا انتخاب بھی اللہ تعالیٰ نے کیا اور جب ان پر تہمت لگی تو دفاع بھی اللہ تعالیٰ نے کیا اور ان کی برأت میں آیات نازل فرمائیں اور بوقت وفات آپ نے انہی کے گھر قیام کا ارادہ فرمایا اور ان کے جسم سے ٹیک لگائے ہوئے فوت ہوئے۔

تیری پاکیزگی پر نُطق فطرت نے شہادت دی
تجھے عظمت عطا کی عافیت بخشی فضیلت دی
تیری اگر سحر پرور ادا پر حرف آ جاتا
خدا کا انتخابی فیصلہ مخدوش کہلاتا
خدائے لم یزل کا بارہا تجھ پر سلام آیا
مبارک ہیں وہ لب جن پر ادب سے تیرا نام آیا
رسول اللہ نے رکھا ہے صدیقہ لقب تیرا
فقط فرشی ہی نہیں عرشی بھی کرتے ہیں ادب تیرا
تیرا حجرہ امین خاص ہے ذاتِ رسالت کا
بساط ارض پر ٹکڑا یہی ہے باغ جنت کا
اسی میں رحمۃللعالمین رہتے تھے رہتے ہیں
تیرا حجرہ ہے جس کو گنبدخضراء بھی کہتے ہیں
اسی سے حشر کے دن سرور کونین اُٹھیں گے
مگر تنہا نہیں مع الشیخین اُٹھیں گے
تیرے رحمت کدہ سے مغفرت کی ابتدا ہوگی
اور اسی پر امتوں کی عافیت کی انتہا ہوگی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بوقتِ وفات سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہونٹوں سے لگی مسواک استعمال کرنا

نبی کریم ﷺ کو مسواک بہت پسند تھی۔ احادیث کے مطابق آپ نمازوں کے وقت سوکر اٹھنے پر اور گھر میں داخل ہوتے وقت مسواک کیا کرتے تھے اور وفات کے قریب جب آپ کو سہارا دے کر اٹھایا جاتا تھا اس وقت بھی آپ نے مسواک کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مسواک کو اپنے دانتوں سے چبا کر نرم کیا اور وہی مسواک آپ کو دی۔ صحیح بخاری کی روایت میں یہ سارا واقعہ ان الفاظ میں مذکور ہے:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

إِنَّ مِنْ نِعَمِ اللّٰهِ عَلَيَّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ تُوُفِّيَ فِي بَيْتِي وَفِي يَوْمِي وَبَيْنَ سَحْرِي وَنَحْرِي، وأَنَّ اللّٰهَ جَمَعَ بَيْنَ رِيقِي ورِيقِهِ عِنْدَ مَوْتِهِ دَخَلَ عَلَيَّ عَبْدُ الرَّحْمانِ وبِيَدِهِ السِّوَاكُ وَأَنَا مُسْنِدَةٌ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَرَأَيْتُهُ يَنْظُرُ إِلَيْهِ وعَرَفْتُ أَنَّهُ يحبُّ السِّوَاكَ فَقُلْتُ آخُذُهُ لَكَ فأشارَ بِرَأْسِهِ أَنْ نَعَمْ فَتَنَاوَلْتُهُ فاشْتَدَّ عَلَيْهِ وقُلْتُ أُلَيِّنُهُ لَكَ فأشارَ بِرَأْسِهِ أَنْ نَعَمْ فَلَيَّنْتُهُ وبَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ أَوْ عُلْبَةٌ يَشُكُّ عُمَرُ فِيها فَجَعَلَ يُدْخِلُ يَدَيْهِ فِي المَاءِ فَيَمْسَحُ بِهِما وجْهَهُ يقُولُ: «لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ إِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٍ» ثُمَّ نَصَبَ يَدَهُ فَجَعَلَ يقُول: «فِي الرَّفِيقِ الأَعْلَى» حَتَّى قُبِضَ ومالَتْ يَدُهُ.①

اللہ کے احسانات میں سے ایک احسان مجھ پر یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میری باری کے دن میرے گھر میں وفات پائی۔ وفات کے وقت آپ کا سر میری ٹھوڑی اور گردن کے درمیان تھا اور اللہ نے آخری وقت میرا

① صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ ووفاته: ٤٤٤٩۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور آپ کا لعاب دہن ملا دیا کیونکہ میرے بھائی عبدالرحمن رضی اللہ عنہ ایک تازہ مسواک پکڑے ہوئے تھے، میں اس وقت آپ کو سہارا دیے ہوئے تھی۔ میں نے دیکھا کہ آپ مسواک کو ٹکٹکی لگا کر دیکھ رہے ہیں اور مجھے معلوم تھا کہ آپ مسواک کو پسند کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ یہ مسواک آپ کے لیے لے لوں؟ آپ نے سر مبارک سے اشارہ کر کے فرمایا: ''ہاں۔'' چنانچہ میں نے وہ مسواک لے کر آپ کو دی۔ لیکن آپ کو سخت محسوس ہوئی۔ اس لیے میں نے کہا: میں اسے نرم کر دوں؟ آپ نے سر مبارک کے اشارہ سے فرمایا: ہاں! میں نے اسے چبا کر نرم کر دیا، پھر آپ نے اسے دانتوں پر پھیرا اور آپ کے سامنے ایک پانی کا مشکیزہ یا پیالہ تھا۔ اس میں آپ ہاتھ تر کر کے منہ پر پھیرتے اور فرماتے: ''لا إلہ إلا اللہ، موت میں بڑی سختیاں ہیں۔'' پھر آپ نے اپنا ہاتھ اٹھا کر فرمایا: ''اے اللہ! مجھے رفیقِ اعلیٰ سے ملا دے۔'' یہاں تک کہ آپ کی روح مبارک نکل گئی اور ہاتھ نیچے ڈھلک گیا۔

اس حدیث سے مسواک کی فضیلت کا بھی پتہ چلتا ہے کہ آپ نے اس وقت بھی جب آپ کے لیے مسواک چبانا دشوار تھا اور سخت بیماری کا عالم تھا، مسواک کو ترک نہیں کیا۔ پس مسواک دانتوں کی صفائی کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا کا باعث بھی ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

مقام سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا احادیث کی روشنی میں

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے مناقب میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں جن میں سے چند ایک ذیل میں درج کی جا رہی ہیں:

جبریل امین علیہ السلام کی جانب سے ہدیہ سلام

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ مجھے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«يَاعَائِشُ! هٰذَا جِبْرَئِيْلُ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ» قَالَتْ: فَقُلْتُ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، قَالَتْ: وَهُوَ يَرٰى مَالَا اَرٰى۔①

''اے عائش! یہ جبریل علیہ السلام ہیں جو تمہیں سلام کہتے ہیں۔'' میں نے کہا: علیہ السلام ورحمۃ اللہ۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آپ وہ چیزیں دیکھتے تھے جو میں نہیں دیکھتی تھی۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی ذات عظمتوں کا ایک ایسا مینار ہے جسے ماہ وسال کی گردشیں نہ دھندلا سکیں اور نہ اس کی بلندی کو گہنا سکیں گی۔ زمین والے تو اُن کا احترام کرتے ہی ہیں آسمانوں میں رہنے والے فرشتے بھی ادب سے انہیں سلام کرتے ہیں۔

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«كَمَلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيْرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ غَيْرُ مَرْيَمَ بِنْتِ عِمْرَانَ وَ آسِيَةَ امْرَاَةِ فِرْعَوْنَ، وَاَنَّ فَضْلَ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ» ②

---

① صحيح مسلم، كتاب المناقب، باب فی فضائل عائشه ام المومنين رضی اللہ عنہا: ٣٧٦٨۔ ② صحيح مسلم، كتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، باب فی فضائل عائشة ام المومنين رضی اللہ عنہا: ٢٤٣١۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"مردوں میں بہت لوگ کامل ہوئے لیکن عورتوں میں کوئی کامل نہیں ہوئی سوائے مریم بنتِ عمران اور فرعون کی بیوی آسیہ کے جبکہ عائشہ (ؓ) کی فضیلت دوسری عورتوں پر ایسے ہے جیسے ثرید کی فضیلت دوسرے کھانوں پر ہے۔"

خاندان ابی بکر! یہ تمہاری کوئی پہلی برکت تو نہیں ہے

نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں رسول کریم ﷺ کے ساتھ نکلے۔ جب ہم بیداء یا ذات الجیش پہنچے تو میرا ہار ٹوٹ کر گر گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی تلاش کے لیے قیام فرمایا تو دوسرے لوگ بھی آپ کے ہمراہ ٹھہر گئے۔ مگر وہاں کہیں پانی نہیں تھا۔ لوگ سیدنا ابوبکر ؓ کے پاس آئے اور کہنے لگے: آپ نہیں دیکھتے کہ سیدہ عائشہ ؓ نے کیا کیا؟ رسول اللہ ﷺ اور سب لوگوں کو ٹھہرا لیا اور یہاں پانی بھی نہیں ملتا اور نہ ہی ان کے پاس پانی ہے! یہ سن کر سیدنا ابوبکر ؓ آئے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ میری ران پر سر رکھے محوِ استراحت تھے۔ سیدنا ابوبکر ؓ کہنے لگے: تم نے رسول اللہ ﷺ اور سب لوگوں کو یہاں ٹھہرا لیا، حالانکہ ان کے پاس پانی نہیں اور نہ ہی اس جگہ دستیاب ہوتا ہے۔ سیدہ عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ سیدنا ابوبکر ؓ مجھ پر ناراض ہوئے اور جو اللہ کو منظور تھا (برا بھلا) کہا: نیز میری کوکھ میں ہاتھ سے کچوکے لگانے لگے، لیکن میں نے حرکت اس لیے نہ کی کہ میری ران پر رسول اللہ ﷺ کا سر مبارک تھا، صبح کے وقت جب اس بے آب مقام پر رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آیاتِ تیمم نازل فرمائیں۔ چنانچہ لوگوں نے تیمم کر لیا، اس وقت سیدنا اسید بن حضیر ؓ بولے: اے آل ابی بکر! یہ تمہاری کوئی پہلی برکت تو نہیں ہے۔ سیدہ عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ جس اونٹ پر میں سوار تھی ہم نے اسے اٹھایا تو اس کے نیچے سے ہار مل گیا۔[1]

[1] صحیح البخاری، کتاب تفسیر القرآن، باب قوله فلم تجدوا ماء»: ٤٦٠٧

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کے اس قول ''اے آل ابی بکر! تمہاری یہ کوئی پہلی برکت تو نہیں ہے۔'' سے پتہ چلتا ہے کہ خاندانِ ابی بکر رضی اللہ عنہ کی بہت سی برکات کا مشاہدہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کر چکے تھے اور وہ اس خاندان کو بابرکت خیال کرتے تھے جن کی وجہ سے امتِ مسلمہ پر آسانیوں کے سلسلے جاری ہوئے جس کی ایک مثال پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم کی سہولت ہے۔

پاکدامنی کی گواہی بزبانِ الٰہی

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب کسی سفر میں جانے کا ارادہ فرماتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالتے، پھر ان میں سے جس کے نام قرعہ نکل آتا اسی کو ساتھ لے جاتے، لہٰذا ایک جہاد میں جو آپ کو درپیش تھا۔ ہمارے درمیان قرعہ ڈالا تو میرا نام نکل آیا۔ چنانچہ میں آپ کے ساتھ روانہ ہوئی۔ یہ واقعہ پردے کا حکم اترنے کے بعد کا ہے۔ دورانِ سفر میں ہودج کے اندر بٹھا دی جاتی اور اس میں ہی اتار لی جاتی تھی، ہم اسی طرح چلتے رہے، پھر جب رسول اللہ ﷺ جہاد سے فارغ ہوکر سفر سے لوٹے اور ہم مدینہ کے قریب پہنچ گئے تو آپ نے رات کو کوچ کرنے کا اعلان فرمایا، جب لوگوں نے یہ اعلان سنا تو میں بھی کھڑی ہوگئی اور قضائے حاجت کے لیے چلی گئی۔ حتیٰ کہ لشکر سے آگے گزر گئی۔ لیکن جب میں اپنی حاجت سے فارغ ہوکر کجاوے کے پاس آئی اور سینہ پر ہاتھ پھیرا تو معلوم ہوا کہ ظفار کے کالے نگینوں والا میرا ہار کہیں گم ہوگیا ہے۔ پس میں اپنے ہار کو ڈھونڈھتی ہوئی واپس گئی مجھے اس کی تلاش میں دیر ہوگئی اور جو لوگ میرا ہودج اٹھاتے تھے وہ آئے اور انہوں نے میرا ہودج اٹھا کر میرے اس اونٹ پر رکھ دیا جس پر میں سوار ہوتی تھی۔ کیونکہ وہ لوگ سمجھتے تھے کہ میں اس میں موجود ہوں، اس زمانے میں عورتیں ہلکی پھلکی ہوا کرتی تھیں بھاری بھر کم نہ تھیں۔ ان کے جسم پر زیادہ گوشت نہ ہوتا تھا اور وہ کھانا بھی تھوڑا کھاتی تھیں۔ جب لوگوں نے میرا ہودج اٹھایا اسے معمول کے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

مطابق بوجھل خیال کر کے اٹھالیا اور اسے اونٹ پر لاد دیا، اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ میں اس زمانے میں ایک کمسن لڑکی تھی۔ خیر وہ اونٹ کو ہانک کر روانہ ہو گئے لشکر کے نکل جانے کے بعد مجھے ہار مل گیا۔ جب میں ان کے پڑاؤ کے مقام تک آئی تو وہاں کوئی نہیں تھا۔ پھر میں نے اپنی اس جگہ پر جانے کا قصد کرلیا۔ جہاں میں پہلے تھی کیونکہ میرا خیال تھا کہ وہ لوگ جلد ہی مجھے تلاش کریں گے تو میرے پاس اسی جگہ لوٹ آئیں گے، پھر جب میں بیٹھی ہوئی تھی، نیند سے میری آنکھیں بھاری ہونے لگیں اور میں سوگئی۔

سیدنا صفوان بن معطل سلمی رضی اللہ عنہ جو لشکر کے پیچھے آرہے تھے۔ وہ صبح میری جگہ پر آئے اور انہیں ایک آدمی سوتا ہوا دکھائی دیا تو میرے پاس آگئے اور وہ مجھے حجاب کے حکم سے پہلے دیکھ چکے تھے۔ لہٰذا مجھے پہچان گئے اور میں ان کے (اناللہ وانا الیہ راجعون) پڑھنے کی آواز سن کر بیدار ہوئی۔ انہوں نے اپنا اونٹ بٹھا دیا اور اس کی اگلی ٹانگ پر پاؤں رکھا چنانچہ میں سوار ہوگئی۔ وہ میرے اونٹ کو ہانکتے ہوئے پیادہ پا چلتے رہے اور ہم قافلہ میں ٹھیک دوپہر کے وقت پہنچے جب لوگ آرام کے لیے فروکش ہو چکے تھے۔

اب جس کی قسمت میں تباہی تھی وہ تباہ ہوا جبکہ تہمت لگانے والوں کا سردار عبداللہ بن ابی ابن سلول منافق تھا، جب ہم مدینہ پہنچ گئے۔ میں ایک ماہ تک بیمار رہی اور لوگ اس طوفان کا چرچا کرتے رہے۔ مجھے اپنی بیماری کے دوران یوں شک پیدا ہوا کہ میں اپنے اوپر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ مہربانیاں نہیں پاتی تھی جو بیماری کے وقت آپ کی طرف سے ہوا کرتی تھیں۔ اب صرف آپ تشریف لاتے، سلام کرتے اور کہتے: ''تم کیسی ہو؟'' مجھے اس طوفان کی خبر تک نہ ہوئی یہاں تک کہ میں ناتواں ہوگئی۔ ایک بار میں اور سیدنا مسطح رضی اللہ عنہ کی والدہ مناصع کی طرف گئیں جہاں ہم رات کو قضائے حاجت کے لیے جایا کرتے تھے۔ ان دنوں ہمارے گھروں کے نزدیک بیت الخلاء نہ تھا۔ ہمارا معاملہ جنگل جانے یا قضائے حاجت کرنے کی بابت قدیم عرب کی مثل تھا۔ خیر میں اور مسطح رضی اللہ عنہ کی والدہ جو ابورہم کی بیٹی تھیں دونوں جارہی تھیں کہ وہ اچانک چادر میں اٹک کر پھسلیں، کہنے لگیں: ہائے! مسطح تباہ ہوگیا۔ میں نے کہا: تم نے برا کہا کہ تم اس شخص کو گالی دیتی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہو جو جنگ بدر میں شریک ہو چکا ہے۔ انہوں نے کہا: اے بھولی بھالی! تجھے کچھ خبر بھی ہے لوگوں نے کیا طوفان اٹھا رکھا ہے؟ پھر انہوں نے مجھے اہل افک کی گفتگو سے مطلع کیا۔ اس سے میری بیماری میں مزید اضافہ ہو گیا۔ جب میں اپنے گھر پہنچی تو رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے، آپ نے سلام کیا اور پوچھا: ''اب کیا حال ہے؟'' میں نے عرض کیا: مجھے والدین کے پاس جانے کی اجازت دیجیے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں چاہتی تھی کہ اپنے والدین کے پاس جا کر اس خبر کی تحقیق کروں، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اجازت دے دی۔ میں اپنے والدین کے ہاں چلی آئی اور اپنی والدہ سے وہ سب باتیں بیان کیں جن کا لوگ چرچا کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا: بیٹی! تو ایسی باتوں کی پروا نہ کر، اللہ کی قسم! ایسا کم ہوتا ہے کہ کوئی خوبصورت عورت کسی شخص کے پاس ہو اور وہ اس سے محبت رکھتا ہو اور اس عورت کی سوکنیں اس کی برائیاں نہ کرتی ہوں۔ میں نے کہا: سبحان اللہ! (میری سوکنوں نے تو ایسا نہیں کیا) بلکہ یہ تو اور لوگوں کا کیا ہوا ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے وہ رات اس طرح گزاری کہ ساری رات نہ میرے آنسو تھمے اور نہ مجھے نیند آئی، جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو بلا بھیجا کیونکہ اس وقت کوئی وحی آپ پر نہیں اتری تھی۔ آپ ﷺ نے ان سے اس بارے میں مشورہ کیا کہ ''کیا میں اپنی اہلیہ کو چھوڑ دوں؟''

سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی دلی کیفیت کے مطابق کہ آپ اپنی ازواج مطہرات سے محبت فرماتے تھے۔ مشورہ دیا اور عرض کیا: یارسول اللہ! وہ آپ کی بیوی ہیں۔ اللہ کی قسم! ہم ان میں اچھائی کے علاوہ اور کچھ نہیں جانتے، لیکن سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ! اللہ نے آپ پر ہرگز تنگی نہیں کی اور عورتیں ان کے سوا بہت ہیں آپ سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا لونڈی سے پوچھیے وہ آپ سے سچ سچ بیان کردے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور پوچھا: ''اے بریرہ! کیا تم نے عائشہ میں کوئی ایسی بات دیکھی ہے جس سے تمہیں شک گزرا ہو۔'' سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا نے کہا: نہیں! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو یہ حق دے کر بھیجا ہے! میں نے تو ان میں ایسی کوئی بات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نہیں دیکھی جس پر عیب لگاؤں ۔ ہاں یہ ہے کہ وہ ابھی کمسن لڑکی ہے آٹا گوندھ کر سوجاتی ہے اور بکری آ کر آٹا کھا جاتی ہے۔

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے اور عبداللہ بن ابی کی شکایت کی ۔ آپ نے فرمایا: ''اس شخص سے میرا کون بدلہ لے گا جس نے میری اہلیہ پر تہمت لگائی ہے؟ اللہ کی قسم! میں تو اپنی اہلیہ کو اچھا ہی سمجھتا ہوں اور جس مرد کے حوالے سے تہمت لگاتے ہیں اسے بھی نیک خیال کرتا ہوں کہ وہ میرے گھر میری عدم موجودگی میں نہ جاتا تھا۔''

پھر سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! اللہ کی قسم! میں آپ کا اس سے بدلہ لیتا ہوں ۔ اگر وہ شخص اوس قبیلہ کا ہوا تو ہم اس کی گردن اڑا دیں گے اور اگر خزرجی بھائیوں سے ہے تو آپ جو حکم دیں گے ہم اس کی تعمیل کریں گے ۔ اس پر سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ جو قبیلہ خزرج کے سردار تھے اور بہت اچھے آدمی تھے، کھڑے ہو گئے اور انہوں نے قومی حمیت سے غصے میں آ کر کہا: اللہ کی قسم! تو جھوٹ کہتا ہے، تم نہ اسے قتل کر سکتے ہو اور نہ تم میں اتنی طاقت ہے یہ سن کر سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے: اللہ کی قسم! تو جھوٹ کہتا ہے، ہم ضرور اسے قتل کر ڈالیں گے اور تو منافق ہے جو منافقوں کی طرف داری کرتا ہے ۔ یہ کہنا ہی تھا کہ اوس اور خزرج دونوں قبیلے بگڑ گئے یہاں تک کہ انہوں نے آپس میں لڑنے کا ارادہ کر لیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ منبر سے اترے اور ان کو ٹھنڈا کیا، بالآخر وہ خاموش ہو گئے ۔ اس کے بعد آپ بھی خاموش ہو رہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں پورا دن روتی رہی نہ آنسو تھمے اور نہ مجھے نیند آئی، صبح کو میرے والدین میرے پاس آئے ۔ میں دو راتوں اور ایک دن سے مسلسل رو رہی تھی اور میں خیال کرتی تھی کہ یہ رونا میرے کلیجے کو شق کر دے گا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میرے والدین میرے پاس ہی بیٹھے تھے اور میں رو رہی تھی، اتنے میں ایک انصاری عورت نے اندر آنے کی اجازت طلب کی تو میں نے اجازت دے دی، پھر وہ میرے ساتھ بیٹھ کر رونے لگی، ہم اس حال میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور بیٹھ گئے، اس سے پہلے جس دن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سے یہ طوفان اٹھا تھا آپ میرے پاس بیٹھے نہیں تھے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر آپ نے خطبہ پڑھا اور فرمایا: ''اے عائشہ! مجھے ایسی ایسی خبر پہنچی ہے، لہٰذا اگر اس سے بری ہو تو عنقریب اللہ تمہیں بری کر دے گا اور اگر تم گناہ سے آلودہ ہو چکی ہو تو اللہ سے استغفار کرو اور اس کی طرف رجوع کرو، کیونکہ بندہ اگر اپنے گناہ کا اقرار کر کے توبہ کرتا ہے تو اللہ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔'' پھر جب رسول اللہ ﷺ اپنی گفتگو ختم فرما چکے تو دفعتاً میرے آنسو خشک ہو گئے۔ حتیٰ کہ ایک قطرہ بھی نہ رہا اور میں نے اپنے باپ سے کہا: آپ رسول اللہ ﷺ کو میری طرف سے جواب دیں۔ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو کیا جواب دوں؟ پھر میں نے اپنی والدہ سے کہا کہ تم میری طرف سے رسول اللہ ﷺ کو اس بات کا جواب دو۔ انہوں نے بھی یہی کہا: اللہ کی قسم! میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو کیا کہوں؟ پھر میں نے کہا: حالانکہ میں ایک کمسن لڑکی تھی اور زیادہ قرآن بھی نہ پڑھی تھی، اللہ کی قسم! مجھے معلوم ہے کہ آپ نے لوگوں سے وہ بات سنی ہے جس کا لوگ چرچا کر رہے ہیں اور وہ آپ کے دل میں جم گئی ہے اور آپ نے اسے سچ سمجھ لیا ہے اور اگر میں آپ سے کہوں کہ میں اس سے بری ہوں اور اللہ میری برأت کو خوب جانتا ہے تو آپ لوگ مجھے سچا نہ جانیں گے اور اگر آپ کی خاطر میں کسی بات کا اقرار کر لوں اور اللہ جانتا ہے کہ میں اس سے بری ہوں تو تم مجھے سچا سمجھو گے، یقیناً میری اور آپ کی وہی مثال ہے جو سیدنا یوسف علیہ السلام کے باپ نے کہی تھی: ''بس اچھی طرح صبر کرنا ہی میرا کام ہے اور تم جو باتیں بنا رہے ہو ان میں اللہ ہی میرا مددگار ہے۔''

پھر میں نے اپنے بستر پر کروٹ لی اور مجھے امید تھی کہ اللہ ضرور مجھے بری کرے گا، مگر اللہ کی قسم! مجھے یہ خیال تک نہ تھا کہ میرے بارے میں وحی نازل ہوگی۔ میں اپنے آپ کو اس قابل نہ سمجھتی تھی کہ قرآن میں میرا ذکر ہوگا بلکہ مجھے اس بات کی امید تھی کہ رسول اللہ ﷺ میرے متعلق کوئی خواب دیکھیں گے اور وہ خواب میری برأت کر دے گا۔ پھر اللہ کی قسم! آپ ابھی اس جگہ سے الگ بھی نہ ہوئے تھے اور نہ اہلِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خانہ میں سے کوئی باہر نکلا تھا کہ آپ پر وحی نازل ہوگئی اور وہی حالت آپ پر طاری ہوگئی جو نزولِ وحی کے وقت ہوا کرتی تھی یعنی سردیوں میں بھی آپ کی پیشانی سے موتیوں کی طرح پسینہ ٹپکتا تھا اور جب رسول اللہ ﷺ سے یہ حالت دور ہوئی تو آپ اس وقت مسکرا رہے تھے اور سب سے پہلے جو الفاظ آپ نے مجھ سے فرمائے وہ یہ تھے "عائشہ! تم اللہ کا شکر ادا کرو بے شک اللہ نے تمہیں بری کر دیا ہے"۔

میری والدہ نے مجھ سے کہا: تم رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑی ہوجاؤ، میں نے کہا: نہیں اللہ کی قسم! میں آپ ﷺ کے سامنے کھڑی نہیں ہوں گی اور نہ اللہ کے علاوہ کسی کا شکریہ ادا کروں گی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے میرے بارے میں (سورۂ نور کی) آیات نازل فرمائیں۔

الغرض جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیات میری برأت میں نازل فرمائیں تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں مسطح رضی اللہ عنہ کو اس کے بعد کچھ نہیں دیا کروں گا کہ اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں طوفان اٹھایا اور وہ اس سے پہلے سیدنا مسطح رضی اللہ عنہ کو رشتہ داری کی وجہ سے کچھ امداد دیا کرتے تھے اس پر یہ آیات نازل ہوئیں:

"تم میں سے جو لوگ بزرگی اور وسعت والے ہیں اپنے غیروں کیساتھ اچھا سلوک کرنے سے اپنا ہاتھ نہ روکیں" (نور: ۲۲)

پس سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! کیوں نہیں میں یہ چاہتا ہوں کہ اللہ مجھے بخش دے۔ چنانچہ انہوں نے سیدنا مسطح رضی اللہ عنہ کو وہی کچھ دینا شروع کر دیا جو پہلے دیا کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے میرے معاملے کی بابت سیدہ زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا سے بھی پوچھا تھا "اے زینب! تم اس معاملے کے متعلق کیا جانتی ہو اور تم نے کیا دیکھا ہے؟" انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں کان اور آنکھ بچاتی ہوں، اللہ کی قسم! میں ان میں بھلائی کے علاوہ اور کچھ نہیں جانتی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا میری ہمسر تھیں مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو پرہیزگاری کے باعث میری بدگوئی سے بچالیا۔①

① صحیح البخاری، کتاب الشھادات، باب تعدیل النسا بعضھن بعضا: ۲۶۶۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دنیا اور آخرت میں بیوی

رسول اللہ ﷺ کی سب بیویاں جنت میں ہوں گی اور آپ کے ساتھ ہوں گی لیکن چونکہ آپ کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بے انتہا محبت تھی اس لیے ایک موقع پر آپ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

«اَمَا تَرْضَيْنَ اَنْ تَكُوْنِيْ زَوْجَتِيْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ» قُلْتُ: بَلٰى وَاللّٰهِ قَالَ: «فَاَنْتِ زَوْجَتِيْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ» ①

"کیا تجھے یہ پسند نہیں کہ تو دنیا اور آخرت میں میری بیوی ہو۔" میں نے کہا: اللہ کی قسم! کیوں نہیں، آپ نے فرمایا: "تو دنیا اور آخرت میں میری بیوی ہے۔"

نیز آپ نے فرمایا: "عائشہ رضی اللہ عنہا جنت میں بھی میری بیوی ہے۔" ②

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا علمی مقام

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا رسول کریم ﷺ کی وہ زوجہ محترمہ ہیں کہ جنہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ایک بلند علمی مقام حاصل ہے بلکہ بہت سے دقیق مسائل میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف رجوع کیا کرتے تھے اور بعض صحابہ کرام نے ان کے علمی مقام کا اعتراف کرتے ہوئے انہیں خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ طوالت سے بچتے ہوئے اس ضمن میں صرف دو مثالیں ذکر کی جاتی ہیں۔

زمین والوں میں سب سے زیادہ جاننے والی شخصیت کے متعلق سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی گواہی

زرارہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا سعد بن ہشام بن عامر رحمہ اللہ نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی، پھر اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کا ارادہ کیا تو وہ مدینہ منورہ آ گئے اور

① مستدرك للحاكم: ٤/ ١١؛ رقم الحديث: ٦٧٢٩۔
② صحيح الجامع الصغير وزيادته: ٣٩٦٥۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اپنی زمین وغیرہ بیچنے کا ارادہ کیا تا کہ اس کے ذریعے سے اسلحہ اور گھوڑے وغیرہ خرید سکیں اور مرتے دم تک روم والوں سے جہاد کریں۔ جب وہ مدینہ منورہ میں آ گئے اور مدینہ والوں میں سے کچھ لوگوں سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے سعد رحمہ اللہ کو اس طرح کرنے سے منع کیا اور ان کو بتایا کہ اللہ کے نبی ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں چھ آدمیوں نے بھی اسی طرح کا ارادہ کیا تھا تو اللہ کے نبی ﷺ نے انھیں بھی اس طرح کرنے سے روک دیا تھا۔ آپ نے فرمایا تھا: ''کیا تمہارے لیے میری زندگی نمونہ نہیں ہے؟'' جب مدینہ والوں نے سعد رحمہ اللہ سے یہ حدیث بیان کی تو انہوں نے اپنی بیوی سے رجوع کیا جس کو وہ طلاق دے چکے تھے اور اپنے اس رجوع کرنے پر لوگوں کو گواہ بنالیا۔

پھر وہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور ان سے رسول اللہ ﷺ کے وتر کے بارے پوچھا تو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کیا میں تجھے وہ شخصیت نہ بتاؤں جو زمین والوں میں سے سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے وتر کے بارے میں جانتی ہے؟ سعد رحمہ اللہ نے کہا: وہ کون ہے؟ سیدنا ابن عباس رحمہ اللہ نے فرمایا: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، تو ان کی طرف جا اور اُن سے پوچھ! پھر اس کے بعد میرے پاس آ اور وہ جو جواب دیں مجھے بھی اس سے باخبر کرنا (سعد رحمہ اللہ نے کہا) کہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف چلا (اور پہلے میں) حکیم بن افلح کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ مجھے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف لے چلو۔ وہ کہنے لگے کہ میں تجھے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف لے کر نہیں جاسکتا کیونکہ میں نے انہیں اس بات سے روکا تھا کہ وہ ان دو گروہوں (علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ) کے درمیان کچھ نہ کہیں تو انہوں نے نہ مانا اور چلی گئیں۔ سعد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ان پر قسم ڈالی تو وہ ہمارے ساتھ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف جانے کے لیے چل پڑے اور ہم نے اجازت طلب کی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہمیں اجازت دی اور ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حکیم بن افلح کو پہچان لیا اور فرمایا کہ آپ حکیم ہیں؟ حکیم کہنے لگے کہ جی ہاں! سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تیرے ساتھ کون ہے؟ حکیم نے کہا کہ سعد بن ہشام ہیں۔ انہوں نے فرمایا: ہشام کون ہے؟ حکیم نے کہا: سیدنا عامر رضی اللہ عنہ کا بیٹا،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عامر رضی اللہ عنہ پر رحم کی دعا فرمائی اور اچھے کلمات کہے۔ میں نے عرض کیا: اے ام المومنین! مجھے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں بتایے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کیا تم قرآن نہیں پڑھتے؟ میں نے عرض کیا: پڑھتا ہوں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اللہ کے نبی ﷺ کا اخلاق قرآن ہی تو تھا۔ سیدنا سعد کہتے ہیں کہ میں نے ارادہ کیا کہ میں اب اٹھ جاؤں اور مرتے دم تک کسی سے کچھ نہ پوچھوں۔ پھر مجھے خیال آیا تو میں نے عرض کیا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے قیام کے بارے میں بتایے؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کیا تم نے یا سورہ المزمل نہیں پڑھی؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سورت کی ابتدا میں رات کا قیام فرض کردیا تھا تو اللہ کے نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک سال رات کو قیام فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے اس سورت کے آخری حصے کو بارہ مہینوں تک آسمان میں روک دیا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس سورت کے آخر میں تخفیف نازل فرمائی تو پھر رات کا قیام فرض ہونے کے بعد نفل ہوگیا۔

سعد رحمہ اللہ نے کہا: میں نے عرض کیا کہ اے ام المومنین! مجھے رسول اللہ ﷺ کی (نماز) وتر کے بارے میں بتایے! سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہم آپ کے لیے مسواک اور وضو کا پانی تیار رکھتے تھے، اللہ تعالیٰ آپ کو رات کے وقت جب چاہتا بیدار کر دیتا، پس آپ مسواک فرماتے اور وضو فرماتے اور نو رکعات نماز پڑھتے۔ ان رکعتوں میں نہ بیٹھتے سوائے آٹھویں رکعت کے اور اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے اور اس کی حمد کرتے اور اس سے دعا مانگتے، پھر آپ اٹھتے اور سلام نہ پھیرتے اور کھڑے ہوکر نویں رکعت پڑھتے، پھر آپ بیٹھتے، اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے اور اس کی حمد بیان فرماتے اور اس سے دعا مانگتے، پھر آپ سلام پھیرتے اور سلام پھیرنا ہمیں بھی سنا دیتے۔ اس کے بعد آپ بیٹھے بیٹھے دو رکعات نماز پڑھتے تو یہ گیارہ رکعتیں ہوگئیں۔ اے میرے بیٹے! جب اللہ کے نبی ﷺ کی عمر مبارک زیادہ ہوگئی اور آپ کے جسم مبارک پر گوشت آگیا تو سات رکعتیں وتر کی پڑھنے لگے اور دو رکعتیں اسی طرح پڑھتے جس طرح پہلے بیان کیا پس یہ نو رکعتیں ہوئیں۔ اے میرے بیٹے! اللہ کے نبی ﷺ جب بھی کوئی نماز پڑھتے تو اس

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بات کو پسند فرماتے کہ اس پر ہمیشگی کی جائے اور جب آپ پر نیند کا غلبہ ہوتا یا کوئی بیماری وغیرہ ہوتی، جس کی وجہ سے رات کا قیام نہ ہو پاتا تو آپ دن کو بارہ رکعتیں پڑھتے اور مجھے نہیں معلوم کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ایک ہی رات میں سارا قرآن مجید پڑھا ہو اور نہ ہی مجھے یہ معلوم ہے کہ آپ نے صبح تک ساری رات نماز پڑھی ہو اور نہ ہی یہ کہ آپ نے پورا مہینہ روزے رکھے ہوں سوائے رمضان کے۔

سعد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف گیا اور ان سے اس ساری حدیث کو بیان کیا تو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سچ فرمایا اور اگر میں ان کے پاس ہوتا یا ان کی خدمت میں حاضری دیتا تو میں یہ حدیث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بالمشافہ سنتا۔[1]

مجھے آپ کے علمِ طب پر تعجب ہے!

ہشام بن عروہ رحمہ اللہ کہتے ہیں ایک دفعہ عروہ رحمہ اللہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا:

يَا أُمَّتَاهُ، لَا أَعْجَبُ مِنْ فَهْمِكِ، أَقُولُ: زَوْجَةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَبِنْتُ أَبِي بَكْرٍ، وَلَا أَعْجَبُ مِنْ عِلْمِكِ بِالشِّعْرِ، وَأَيَّامِ النَّاسِ، أَقُولُ ابْنَةُ أَبِي بَكْرٍ، وَكَانَ أَعْلَمَ النَّاسِ أَوْ مِنْ أَعْلَمِ النَّاسِ، وَلٰكِنْ أَعْجَبُ مِنْ عِلْمِكِ بِالطِّبِّ كَيْفَ هُوَ؟ وَمِنْ أَيْنَ هُوَ؟ قَالَ: فَضَرَبَتْ عَلَى مَنْكِبِهِ وَقَالَتْ: أَيْ عُرَيَّةُ، إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَسْقَمُ عِنْدَ آخِرِ عُمْرِهِ، أَوْ فِي آخِرِ عُمْرِهِ، فَكَانَتْ تَقْدَمُ عَلَيْهِ وُفُودُ الْعَرَبِ مِنْ كُلِّ وَجْهٍ، فَتَنْعَتُ لَهُ الْأَنْعَاتَ، وَكُنْتُ أُعَالِجُهَا لَهُ، فَمِنْ ثَمَّ.[2]

اے اماں جان! مجھے آپ کی فقاہت پر تعجب نہیں ہوتا کیونکہ یہ کہہ سکتا ہوں کہ آپ

---

[1] صحیح، سنن النسائی، کتاب اللیل وتطوع النہار، باب قیام اللیل: ١٦٠١۔

[2] صحیح، مسند احمد تعلیق شعیب الارناؤط: ٢٤٣٨٠۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کی بیوی اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں۔ مجھے آپ کے شعر اور ایام ناس کے علم پر بھی تعجب نہیں ہوتا کیونکہ میں کہہ سکتا ہوں کہ آپ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں جو تمام لوگوں میں سب سے بڑے عالم تھے۔ مجھے جو تعجب ہوتا ہے وہ آپ کے علمِ طب پر ہوتا ہے کہ وہ آپ کو کیسے اور کہاں سے حاصل ہوا؟

انہوں نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا: اے عروہ! نبی کریم ﷺ اپنی زندگی کے آخری ایام میں بیمار ہوگئے تھے۔ نبی کریم ﷺ کے پاس ہر طرف سے وفودِ عرب آتے تھے۔ وہ نبی کریم ﷺ کے لیے مختلف قسم کی چیزیں تشخیص کرتے اور میں ان سے نبی کریم ﷺ کا علاج کرتی تھی۔ پس یوں میں نے یہ چیزیں حاصل کر لیں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے رسول اللہ ﷺ سے سوالات

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کی محبوب بیوی ہونے کے ساتھ ساتھ آپ کے علم کی خوشہ چیں بھی تھیں۔ جیسے ایک طالب علم استاد سے وقتاً فوقتاً علمی سوالات پوچھ کر اپنے ذخیرہ علم کو بڑھاتا رہتا ہے، ایسے ہی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کے علمی دسترخوان سے بہت کچھ سمیٹا اور گاہے بگاہے آپ سے علمی سوالات بھی پوچھے جو آج کتب احادیث کی زینت ہیں۔ نمونہ کے طور پر چند ایک ملاحظہ فرمایے!

① ابوعطیہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اور مسروق سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے عرض کیا کہ اے ام المومنین! نبی کریم ﷺ کے دو صحابی ہیں ان میں سے ایک صحابی افطار میں بھی جلدی کرتے ہیں اور نماز میں بھی، جبکہ دوسرے صحابی افطار میں بھی تاخیر کرتے ہیں اور نماز میں بھی، انہوں نے پوچھا: افطار اور نماز میں عجلت کون کرتے ہیں؟ ہم نے بتایا کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، انہوں نے فرمایا: نبی کریم ﷺ بھی اسی طرح کرتے تھے جبکہ دوسرے صحابی سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تھے۔①

① صحیح مسلم، باب فضل السحور وتاکید استحبابه و استحباب تاخیره وتعجیل الفطر:۱۰۹۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۴) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک یہودیہ عورت میرے دروازے پر آ کر کھانا مانگتے ہوئے کہنے لگی کہ مجھے کھانا کھلاؤ، اللہ تمہیں دجال اور عذابِ قبر کی آزمائش سے محفوظ رکھے! میں نے اسے اپنے پاس روکے رکھا حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ آ گئے۔ میں نے اُن سے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ یہودیہ کیا کہہ رہی ہے؟ نبی کریم ﷺ نے پوچھا: ''کیا کہہ رہی ہے؟'' میں نے کہا: یہ کہہ رہی ہے کہ اللہ تمہیں دجال اور عذابِ قبر کی آزمائش سے محفوظ رکھے تو نبی کریم ﷺ کھڑے ہو گئے اور اپنے ہاتھ پھیلا کر اللہ سے دجال اور عذابِ قبر کی آزمائش سے بچنے کی دعا کرنے لگے۔ پھر فرمایا: ''جہاں تک فتنۂ دجال کا تعلق ہے تو کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے اپنی امت کو اس سے ڈرایا نہ ہو اور میں تمہیں اس کے متعلق اس طرح متنبہ کروں گا کہ کسی نبی نے اپنی امت کو نہ کیا ہوگا۔ یاد رکھو! وہ کانا ہوگا اور اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہوسکتا۔ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ''کافر'' لکھا ہوگا جسے ہر مومن پڑھ لے گا۔ باقی رہا فتنۂ قبر تو میرے ذریعے تمہاری آزمائش کی جائے گی اور میرے متعلق تم سے پوچھا جائے گا، اگر مرنے والا نیک آدمی ہوتو فرشتے اسے اس کی قبر میں اس طرح بٹھاتے ہیں کہ اس پر کوئی خوف اور گھبراہٹ نہیں ہوتی۔ پھر اس سے پوچھا جاتا ہے کہ تم نے کس دین پر وقت گزارا؟ وہ کہتا ہے: اسلام پر، پوچھا جاتا ہے کہ وہ کون آدمی تھا جو تمھارے درمیان مبعوث تھا؟ وہ کہتا ہے: محمد ﷺ جو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے پاس واضح نشانیاں لے کر آئے اور ہم نے ان کی تصدیق کی۔ اس پر اسے جہنم کا ایک دروازہ کھول کر دکھایا جاتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے کہ اگر تم اپنے رب کے ساتھ کفر کرتے تو تمہارا ٹھکانہ یہاں ہوتا، لیکن چونکہ تم اس پر ایمان رکھتے ہو اس لیے تمہارا ٹھکانہ دوسرا ہے۔ یہ کہہ کر اس کے لیے جنت کا ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے، پھر وہ اٹھ کر جنت میں داخل ہونا چاہتا ہے تو فرشتہ اسے سکون وطمانیت سے وہاں ہی رہنے کی تلقین کرتا ہے جبکہ اس کی قبر کشادہ کردی جاتی ہے۔ اگر وہ برا ہوتو فرشتہ جب اس سے پوچھتا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کہ تم اس آدمی کے متعلق کیا کہتے ہو؟ وہ جواب دیتا ہے کہ مجھے تو کچھ معلوم نہیں البتہ میں نے لوگوں کو کچھ کہتے ہوئے ضرور سنا تھا۔ فرشتہ اس سے کہتا ہے کہ تم نے نہ کچھ جانا اور نہ ہی ہدایت پائی، پھر اسے جنت کا ایک دروازہ کھول کر دکھایا جاتا ہے اور فرشتہ اس سے کہتا ہے کہ اگر تم اپنے رب پر ایمان لائے ہوتے تو تمہارا ٹھکانہ یہاں ہوتا لیکن تم نے چونکہ اس کے ساتھ کفر کیا، تم شک میں مبتلا تھے، اسی حال میں مرے اور اسی حال میں اٹھائے جاؤ گے۔ اللہ نے تمہارا ٹھکانہ یہاں سے بدل دیا ہے اور اس کے لیے جہنم کا ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔''①

③ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے دن جس سے حساب لیا جائے گا وہ عذاب میں مبتلا ہو جائے گا۔'' میں نے عرض کیا: کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا: ''عنقریب آسان حساب لیا جائے گا'' (انشقاق: ۸) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ حساب تھوڑی ہوگا وہ تو سرسری پیشی ہوگی اور جس شخص سے قیامت کے دن حساب و کتاب میں مباحثہ کیا گیا تو وہ عذاب میں گرفتار ہو جائے گا۔''②

④ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو آدمی آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ترشی کے ساتھ انھیں سخت سست کہا: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہر شخص کو بھی آپ کی جانب سے خیر پہنچی ہے لیکن ان دونوں کو خیر نہیں پہنچی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں جسے لعنت ملامت کرتا ہوں تو اللہ ان کلمات کو اس کے لیے مغفرت اور عافیت وغیرہ کا ذریعہ بنا دیتا ہے۔''③

⑤ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ (ایک انصاری بچہ فوت ہو گیا تو) میں نے کہا: یارسول اللہ! انصار کا یہ نابالغ بچہ تو جنت کی چڑیوں میں سے ایک چڑیا ہے۔

---

① صحیح، الترغيب والترهيب للالبانی، باب الترغيب فی سؤال العفو والعافيه: ۳/ ۲۱۹: ۳۵۵۷۔ ② صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب فسوف یحاسب حسابا یسیرا: ۴۹۳۹۔ ③ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب من لعنه النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ۲۶۰۰۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ! کیا اس کے علاوہ بھی تمہیں کوئی اور بات کہنی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے جنت کو پیدا کیا تو اس میں رہنے والوں کو بھی پیدا فرمایا اور جہنم کو پیدا کیا تو اس میں رہنے والوں کو بھی پیدا فرمایا اور یہ اسی وقت ہو گیا تھا جب وہ اپنے آباؤ اجداد کی پشتوں میں تھے۔''①

⑥ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اندر آنے کی اجازت چاہی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اسے اندر آنے کی اجازت دے دو۔ یہ اپنے قبیلے کا بہت برا آدمی ہے۔'' جب وہ اندر آیا تو نبی کریم ﷺ نے اس سے نرمی کے ساتھ گفتگو فرمائی۔ جب وہ چلا گیا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: پہلے تو آپ نے اس کے متعلق اس اس طرح فرمایا، پھر اس کے ساتھ نرمی کے ساتھ گفتگو بھی فرمائی؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن سب سے بدترین آدمی وہ ہوگا جسے لوگوں نے اس کی فحش گوئی سے بچنے کے لیے چھوڑ دیا ہوگا۔''②

⑦ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ آخری عمر میں کثرت کے ساتھ «سبحان اللّٰه وبحمده استغفراللّٰه وَاتوب اليه» کہتے تھے۔ ایک مرتبہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں آپ کو یہ کلمات کثرت کے ساتھ کہتے ہوئے سنتی ہوں اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا: ''مجھے میرے رب نے بتایا تھا کہ میں اپنی امت کی ایک علامت دیکھوں گا اور مجھے حکم دیا تھا کہ جب میں وہ علامت دیکھ لوں تو اللہ کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کروں اور استغفار کروں کہ وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے اور میں وہ علامت دیکھ چکا ہوں۔'' پھر آپ نے ﴿إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ پوری سورت تلاوت فرمائی۔③

① صحیح مسلم، کتاب القدر، باب معنی کل مولود یولد علی الفطرة: ٢٦٦٢

② صحیح البخاری، کتاب الادب، باب مایجوز من اغتیاب اهل الفساد و الریب: ٦٠٥٤؛ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب مداراة من یتقی فحشه: ٢٥٩١۔

③ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب مایقال فی الرکوع والسجود: ٤٨٤

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

⑧ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ابوقعیس کے بھائی افلح نے اُن کے گھر میں داخل ہونے کی اجازت مانگی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے انھیں نامحرم سمجھ کر اجازت دینے سے انکار کردیا اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو انہوں نے آپ سے ذکر کیا کہ یارسول اللہ! ابوقعیس کے بھائی افلح نے مجھ سے گھر میں آنے کی اجازت مانگی تھی لیکن میں نے انہیں اجازت دینے سے انکار کردیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''انہیں اجازت دے دیا کرو۔'' انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے عورت نے دودھ پلایا ہے مرد نے دودھ نہیں پلایا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں، وہ تمہارے رضاعی چچا ہیں، انہیں اجازت دے دیا کرو۔''①

⑨ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح بیٹھے ہوئے تھے کہ ران مبارک سے کپڑا ہٹ گیا تھا۔ اسی اثنا میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اندر آنے کی اجازت طلب کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت دے دی اور خود اسی حال پر بیٹھے رہے۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اندر آنے کی اجازت طلب کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت دے دی اور خود اسی حال پر بیٹھے رہے۔ پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اندر آنے کی اجازت طلب کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو کپڑے سے ڈھانپ لیا، جب وہ لوگ چلے گئے تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ سے سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے اجازت چاہی تو آپ نے انہیں اجازت دے دی اور اسی کیفیت پر بیٹھے رہے اور جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی تو آپ نے اپنے اوپر کپڑا ڈھانپ لیا؟ آپ نے فرمایا: ''عائشہ! کیا میں اس شخص سے حیا نہ کروں بخدا جس سے فرشتے حیا کرتے ہوں۔''②

⑩ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے طاعون کے بارے میں دریافت کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بتایا: ''یہ ایک عذاب تھا

① صحیح البخاری، کتاب تفسیر القرآن، باب قوله ان تبدوا شيئا او تخفوه فان الله: ٤٧٩٦؛ مسلم، باب تحريم الرضاعة من ماء الفحل: ١٤٤٥۔
② مسند أحمد: ٢٤٣٣٠۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جسے اللہ جس پر چاہتا تھا بھیج دیتا تھا۔ لیکن اس امت کے مسلمانوں پر اللہ نے اسے رحمت بنا دیا ہے۔ اب جو شخص طاعون کی بیماری میں مبتلا ہو اور اس شہر میں ثواب کی نیت سے صبر کرتے ہوئے رُکا رہے اور یقین رکھتا ہو کہ اسے صرف وہی مصیبت آسکتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے لکھ دی ہے تو اسے شہید کے برابر اجر ملے گا۔''①

⑪ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے کبھی نبی کریم ﷺ کو منہ کھول کر اس طرح ہنستے ہوئے نہیں دیکھا کہ حلق کا کوا نظر آنے لگے۔ نبی کریم ﷺ صرف تبسم فرماتے تھے اور جب بادل یا آندھی نظر آتی تو نبی کریم ﷺ کے روئے مبارک پر تفکرات کے آثار نظر آنے لگتے تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! لوگ بادل دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور انہیں یہ امید ہوتی ہے کہ اب بارش ہوگی اور میں آپ کو دیکھتی ہوں کہ بادلوں کو دیکھ کر آپ کے چہرہ مبارک پر تفکرات کے آثار نظر آنے لگتے ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ! مجھے اس چیز سے ڈر لگتا ہے کہ کہیں اس میں عذاب نہ ہو، کیونکہ اس سے پہلے ایک قوم پر آندھی کا عذاب آ چکا ہے، جب ان لوگوں نے عذاب کو دیکھا تو اسے بادل سمجھ کر یہ کہہ رہے تھے کہ یہ بادل ہم پر بارش برسائے گا۔''②

⑫ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: یارسول اللہ! ابن جدعان زمانہ جاہلیت میں صلہ رحمی کرتا تھا اور مسکینوں کو کھانا کھلاتا تھا، کیا یہ چیزیں اسے فائدہ پہنچا سکیں گی؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ! نہیں، اس نے ایک دن بھی یہ نہیں کہا کہ اے پروردگار! روزِ جزا کو میری خطائیں معاف فرما دینا۔''③

---

① صحیح البخاری، کتاب الطب، باب اجر الصابر فی الطاعون: ٥٧٣٤۔
② صحیح مسلم، کتاب صلاۃ الاستسقاء، باب التعوذ عندرویة الريح و الغيم والفرح بالمطر: ٨٩٩۔ ③ صحیح مسلم،کتاب الایمان،باب الدلیل علی ان من مات علی الکفر لاینفعه عمل: ٢١٤۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

⑬ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ سو رہے تھے۔ سوتے سوتے آپ ﷺ ہنسنے لگے، جب نبی ﷺ بیدار ہوئے تو میں نے پوچھا: یارسول اللہ! آپ کس بات پر ہنس رہے تھے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے کچھ لوگ بیت اللہ پر حملے کا ارادہ کریں گے اس ایک آدمی کی وجہ سے جو حرم میں پناہ گزین ہوگا۔ جب وہ مقام بیداء تک پہنچیں گے تو سب کے سب زمین میں دھنسادیے جائیں گے اور ان سب کے اٹھنے کی جگہ مختلف ہوگی کیونکہ اللہ انہیں ان کی نیت کے مطابق اٹھائے گا۔'' میں نے عرض کیا: یہ کیا بات ہوئی کہ ان سب کے اٹھنے کی جگہیں مختلف ہوں گی اور اللہ انہیں ان کی نیت کے مطابق اٹھائے گا؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''دراصل اس لشکر میں کئی لوگ صرف دیکھنے کے لیے، کئی مسافر اور کئی زبردستی شامل کیے گئے ہوں گے۔ یہ سب ایک ہی جگہ پر ہلاک ہوجائیں گے لیکن اپنی نیتوں کے اعتبار سے مختلف جگہوں سے اٹھائے جائیں گے۔''①

⑭ مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ جہنم کی وسعت کتنی ہے؟ میں نے عرض کیا: نہیں! انہوں نے فرمایا: اچھا! واقعی تمہیں معلوم نہیں؟ اہل جہنم کے کانوں کی لو سے کندھے کے درمیان ستر سال کی مسافت حائل ہوگی اور اس میں پیپ اور خون کی وادیاں بہہ رہی ہوں گی۔ میں نے عرض کیا: نہریں فرمایا: نہیں! بلکہ وادیاں۔ پھر دوبارہ پوچھا: کیا تم جانتے ہو کہ جہنم کی وسعت کتنی ہے؟ میں نے عرض کیا: نہیں! انہوں نے فرمایا: اچھا! واقعی تمہیں معلوم نہیں؟ مجھے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے اس آیت کے متعلق پوچھا تھا کہ ''قیامت کے دن ساری زمین اللہ کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان لپٹے ہوئے اس کے دائیں ہاتھ میں ہوں گے۔'' یارسول اللہ! اس دن لوگ کہاں ہوں گے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''وہ جہنم کے پل پر ہوں گے۔''②

① صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب الخسف بالجیش الذی یؤم البیت: ۲۸۸٤

② السلسلة الصحیحة، وقال الشیخ الالبانی صحیح، ۲/۱۰۳: رقم ٥٦١

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

⑮ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت ﴿وَ الَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّ قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ﴾ (المؤمنون:٦٠) کا مطلب پوچھتے ہوئے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا اس سے مراد وہ آدمی ہے جو چوری اور بدکاری کرتا ہے اور شراب پیتا ہے اور پھر اللہ سے ڈرتا ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! ''نہیں، اے بنت ابی بکر! اے بنت صدیق یہ آیت اس شخص کے متعلق ہے جو نماز پڑھتا، روزہ رکھتا اور صدقہ خیرات کرتا ہے اور پھر اللہ سے ڈرتا ہے۔''①

⑯ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اللہ سے ملنے کو پسند کرتا ہے اللہ اس سے ملنے کو پسند کرتا ہے اور جو شخص اللہ سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے اللہ بھی اس سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ سے ملنے کی ناپسندیدگی کا مطلب اگر موت سے نفرت ہے تو ہم میں سے بخدا ہر ایک موت کو ناپسند کرتا ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں! بلکہ اللہ تعالیٰ جب کسی مومن کی روح قبض کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو اللہ نے اپنے ہاں اس کے لیے جو ثواب اور عزت تیار کر رکھی ہوتی ہے وہ اس کے سامنے منکشف فرما دیتا ہے۔ چنانچہ جس وقت وہ مرتا ہے تو اسے اللہ سے ملنے کی چاہت ہوتی ہے اور اللہ اس سے ملنے کو پسند کرتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی کافر کی روح قبض کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو اس نے اپنے ہاں اس کے لیے جو عذاب اور ذلت تیار کر رکھی ہوتی ہے وہ اس کے سامنے منکشف فرما دیتا ہے، چنانچہ جس وقت وہ مرتا ہے تو وہ اللہ سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے اور اللہ اس سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے۔''②

① سنن الترمذی، ابواب تفسیر القرآن، باب: ومن سورة المؤمنون: ٣١٧٥، والصحيحة ١٦٢، ٣٠٤/١۔ ② صحیح مسلم، کتاب الذکرو الدعا والتوبه، باب من احب لقاء الله احب الله لقاءه صحیح الترغیب و الترهیب للالبانی، ١٩٩/٢، رقم: ٣٤٨٤۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھے گئے چند علمی سوالات

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ایک عالمہ وفاضلہ اور علمی مسائل پر درک رکھنے والی خاتون تھیں، بہت سے مسائل میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی جانب رجوع کرتے تھے اور ان کے کافی وشافی جواب سے طمانیت پاتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مابین ان کی حیثیت ایک مفتی جیسی تھی۔ ذیل میں چند ایسے سوالات درج کیے جارہے ہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیے جبکہ ان جوابات سے ان کے علمی مقام کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

① مسروق رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور عرض کیا: اے ام المومنین! کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ انہوں نے فرمایا: سبحان اللہ! تمہاری بات سن کر تو میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے ہیں، تم ان تین باتوں سے کیوں غافل ہو؟ جو شخص بھی تمہارے سامنے یہ باتیں بیان کرے وہ جھوٹ بولتا ہے۔ جو شخص تم سے یہ بیان کرے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے تو وہ جھوٹ بولتا ہے۔ پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَ هُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ﴾ ''نگاہیں اس کا ادراک نہیں کرسکتیں اور وہ نگاہوں کا ادراک رکھتا ہے۔'' (الانعام: ۱۰۳) نیز یہ آیت: ﴿ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ ﴾ ''کسی انسان کی یہ طاقت نہیں کہ اللہ سے باتیں کرے سوائے اس کے کہ وہ وحی کے ذریعے ہو یا پردہ کے پیچھے سے ہو۔'' (شوریٰ: ۵۱) اور جو شخص تمہیں آئندہ کل کی خبریں دے وہ جھوٹ بولتا ہے۔ پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّا ذَا تَكْسِبُ غَدًا ﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

''کوئی نفس نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کمائے گا۔'' اور جو شخص تمہیں یہ کہے کہ نبی ﷺ نے کچھ چھپایا ہے تو وہ بھی جھوٹ بولتا ہے۔ پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی ''اے رسول! وہ تمام چیزیں پہنچا دیجیے جو آپ پر نازل کی گئی ہیں۔'' البتہ نبی ﷺ نے جبریل امین کو دو مرتبہ ان کی اصلی شکل وصورت میں دیکھا ہے۔①

② ابوعطیہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اور مسروق رحمہ اللہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے عرض کیا: اے ام المومنین! نبی ﷺ کے دو صحابی ہیں ان میں سے ایک صحابی افطار میں بھی جلدی کرتے ہیں اور نماز میں بھی، جبکہ دوسرے صحابی افطار میں بھی تاخیر کرتے ہیں اور نماز میں بھی۔ انہوں نے فرمایا کہ افطار اور نماز میں عجلت کون کرتے ہیں؟ میں نے بتایا: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، انہوں نے فرمایا: نبی ﷺ بھی اسی طرح کرتے تھے۔ دوسرے صحابی سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تھے۔②

③ غضیف بن حارث کہتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: یہ بتایے کہ کیا نبی ﷺ غسل جنابت رات کے ابتدائی حصے میں کرتے تھے یا آخری حصے میں؟ انہوں نے فرمایا: کبھی رات کے ابتدائی حصے میں غسل فرما لیتے تھے اور کبھی رات کے آخری حصے میں۔ اس پر میں نے اللہ اکبر کہہ کر عرض کیا: شکر ہے اللہ کا جس نے اس معاملے میں وسعت رکھی ہے۔ پھر میں نے پوچھا: یہ بتایے کہ نبی کریم ﷺ رات کے اول حصے میں وتر پڑھتے یا آخر میں؟ انہوں نے فرمایا: کبھی رات کے ابتدائی حصے میں وتر پڑھ لیتے تھے اور کبھی آخری حصے میں۔ میں نے پھر اللہ اکبر کہہ کر عرض کیا: شکر ہے اللہ کا جس نے اس معاملے میں وسعت رکھی۔ پھر میں نے پوچھا: یہ بتایے کہ نبی کریم ﷺ جہری قرأت فرماتے تھے یا سری؟ انہوں

① صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب سورۃ النجم: ٤٨٥٥

② صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل السحور و تاکید استحبابه و استحباب تاخیر و تعجیل الفطر: ١٠٩٩۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا: کبھی جہری اور کبھی سری۔ میں نے پھر اللہ اکبر کہہ کر عرض کیا: اللہ کا شکر ہے جس نے اس معاملے میں بھی وسعت رکھی ہے۔①

④ علقمہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ اور ان کے کچھ ساتھی حج کے ارادہ سے روانہ ہوئے، ان میں سے کسی نے یہ کہہ دیا کہ روزہ دار آدمی اپنی بیوی کو بوسہ دے سکتا ہے اور اس کے جسم سے اپنا جسم لگا سکتا ہے تو ان میں سے ایک آدمی جس نے دو سال تک شب بیداری کی تھی اور دن کو روزہ رکھا تھا، کہنے لگا: میرا دل چاہتا ہے کہ میں اپنی کمان اٹھا کر تجھے دے ماروں۔ اس نے کہا: تھوڑا سا انتظار کرلو۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچ کر ان سے یہ مسئلہ پوچھ لینا۔ چنانچہ جب وہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے یہ مسئلہ پوچھا تو انہوں نے فرمایا: باوجود یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خواہش پر تم سے زیادہ قابو رکھتے تھے لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی بوسہ لے لیا کرتے تھے اور اپنی ازواج کے جسم سے اپنا جسم لگا لیتے تھے۔ لوگوں نے کہا: اے ابوشبل! سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کی مزید وضاحت پوچھو۔ انہوں نے کہا کہ آج میں ان کے یہاں بے تکلف کھلی گفتگو نہیں کرسکتا۔ چنانچہ لوگوں نے خود ہی پوچھ لیا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روزے کی حالت میں اپنی ازواج کا بوسہ لے لیا کرتے تھے۔ ان کے جسم سے اپنا جسم ملا لیتے تھے۔②

⑤ ابوسلمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: اماں جان! مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے حوالے سے کچھ بتایے! انہوں نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی (تہجد) کی نماز رمضان اور غیر رمضان میں یکساں تھی یعنی تیرہ رکعتیں جن میں فجر کی دو سنتیں بھی شامل ہوتی تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نفلی روزوں کے بارے میں ایک روایت یوں ہے بعض اوقات نبی صلی اللہ علیہ وسلم اتنے روزے رکھتے تھے کہ ہم

① صحیح، سنن ابی داوٗد، کتاب الطھارۃ، باب فی الجنب یؤخر الغسل: ۲۲۶۔
② صحیح، مسندأحمد، حدیث عائشہ, وقال الشیخ شعیب الارناؤط: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین، ٦/ ٤٠، ٢٥٨١٥

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کہتے تھے اب آپ روزے رکھتے ہی رہیں گے اور بعض اوقات اتنے ناغے کرتے کہ ہم کہتے تھے کہ اب آپ ناغے ہی کرتے رہیں گے اور میں نے جس کثرت کے ساتھ نبی ﷺ کو شعبان میں روزے رکھتے ہوئے دیکھا ہے کسی اور مہینے میں نہیں دیکھا۔ آپ اس کے صرف چند دن کو چھوڑ کر تقریباً پورا مہینہ ہی روزے رکھتے تھے۔ ①

⑥ عبیداللہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم لوگ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے عرض کیا: اے ام المومنین! ہمیں نبی ﷺ کے مرض الوفات کے متعلق بتایے! انہوں نے فرمایا: نبی ﷺ جب بیمار ہوئے تو آپ کو تیز سانس آنے لگا۔ ہم نے اسے اس شخص کے سانس سے تشبیہ دی جو کشش کھاتا ہے، آپ کا معمول ازواجِ مطہرات کے پاس جانے کا تھا۔ جب بیماری بڑھنے لگی تو آپ نے اپنی ازواجِ مطہرات سے بیماری کے ایام میرے گھر میں گزارنے کی اجازت طلب کی تو سب نے اجازت دے دی۔ چنانچہ آپ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ اور ایک دوسرے آدمی کے سہارے پر وہاں سے نکلے اس وقت آپ کے پاؤں مبارک زمین پر گھسٹتے ہوئے جارہے تھے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عبیداللہ سے پوچھا: کیا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو دوسرے آدمی کے متعلق نہیں بتایا کہ وہ کون تھا؟ انہوں نے کہا: نہیں تو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ تھے۔ ②

⑦ شریح حارثی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کیا نبی ﷺ دیہات میں جاتے تھے۔ انہوں نے فرمایا: ہاں! نبی ﷺ ان ٹیلوں تک جاتے تھے۔ ایک مرتبہ نبی ﷺ نے کسی دیہات (جنگل) میں جانے کا ارادہ کیا تو صدقے کے جانوروں میں ایک قاصد کو بھیجا اور اس میں سے مجھے ایک ایسی اونٹنی عطا فرمائی جس پر ابھی تک کسی نے سواری نہ کی تھی۔ پھر مجھ سے فرمایا: ''عائشہ!

① مسند أحمد: ۱۳٤۰۳؛ صحیح الترغیب والترهیب: ۱/ ۲٤۷؛ رقم: ۱۰۲۳
② صحیح البخاري، کتاب المغازي، باب مرض النبي ﷺ: ٤٤٤٢۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اللہ سے ڈرنا اور نرمی کرنا اپنے اوپر لازم کرلو، کیونکہ نرمی جس چیز میں بھی ہوتی ہے اسے مزین کر دیتی ہے اور جس چیز سے بھی کھینچی جاتی ہے اسے بدنما اور عیب دار کر دیتی ہے۔''①

⑧ ابو سلمہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ وہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس زمین کا ایک جھگڑا لے کر حاضر ہوئے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے فرمایا: اے ابو سلمہ! زمین چھوڑ دو کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص ایک بالشت بھر زمین بھی کسی سے ظلماً لیتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے گلے میں سات زمینوں کا طوق بنا کر ڈالے گا۔''②

⑨ ابو سلمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا؟ انہوں نے بتایا: تین سفید سحولی کپڑوں میں۔③

⑩ ابو سلمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج کو کتنا مہر دیا؟ انہوں نے فرمایا: آپ نے اپنی ازواج (میں سے ہر ایک) کو بارہ اوقیہ اور ایک نش دیا تھا اور فرمایا: تم جانتے ہو کہ نش کیا ہوتا ہے؟ میں نے عرض کیا: نہیں! انہوں نے فرمایا: نصف اوقیہ، یہ کل پانچ سو درہم بنتے ہیں اور یہ ہے وہ مہر جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواجِ مطہرات کو دیا تھا۔④

⑪ سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا: میں آپ سے ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں لیکن مجھے شرم آرہی ہے۔ انہوں نے کہا: شرماؤ نہیں! پوچھ لو، میں تمہاری ماں ہوں۔ چنانچہ انہوں نے اس آدمی کے متعلق

---

① السلسلة الاحاديث الصيحة: ٢/ ٥٦ رقم: ٥٢٤۔

② صحيح البخاری، كتاب المظالم والغصب، باب اثم من ظلم شيئاً من الارض ٢٤٥٢؛ صحيح مسلم، كتاب الطلاق، باب تحريم الظلم و غصب الارض وغيرها: ١٦١٢۔ ③ صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب فی كفن الميت: ٩٤١۔

④ صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب الصداق وجوازكونه تعليم قرآن وخاتم حديدوغير ذلك: ١٤٢٦۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

پوچھا جو اپنی بیوی پر چھا جائے لیکن انزال نہ ہو تو انہوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب شرمگاہ، شرمگاہ سے مل جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔''①

⑫ سیدہ معاذہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک عورت نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: کیا حائضہ عورت نمازوں کی قضا دے گی؟ انہوں نے فرمایا: کیا تو خارجی ہوگئی ہے؟ نبی ﷺ کے زمانے میں جب ہمارے ایام آتے تھے تو ہمیں قضا کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔②

⑬ ابوبکر بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے حدیث بیان کرتے ہوئے فرمایا: نبی کریم ﷺ بعض اوقات صبح کے وقت جنبی ہوتے تو غسل فرماتے اور مسجد کی طرف چل پڑتے تو اس وقت آپ کے سر مبارک سے پانی کے قطرات ٹپک رہے ہوتے تھے اور آپ اس دن کے روزے کی نیت فرمالیتے تھے۔ میں نے مروان بن حکم کو یہ حدیث سنائی تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو سنا کر آؤ، میں نے ان سے کہا کہ وہ میرے دوست ہیں، لہٰذا آپ مجھے اس سے معاف ہی رکھیں تو بہتر ہے، انہوں نے کہا: میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تم ان کے پاس ضرور جاؤ۔ چنانچہ میں اور مروان سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ ہو گئے اور انہیں یہ حدیث سنائی تو انہوں نے فرمایا: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کے متعلق زیادہ جانتی ہیں۔③

⑭ عابس بن ربیعہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: کیا نبی ﷺ نے تین دن کے بعد قربانی کا گوشت حرام قرار دے دیا تھا؟ انہوں نے فرمایا: ہاں! کیونکہ اس زمانے میں قربانی بہت کم کی جاتی تھی تو آپ نے یہ بات پسند کی کہ قربانی کرنے والے ان لوگوں کو بھی کھانے کے لیے گوشت دے دیں جو قربانی

---

① مسند أحمد، تعليق شعيب الارناؤط وقال الشيخ: حديث صحيح: ٢٤٦٥٥۔
② صحيح مسلم، كتاب الحيض، باب وجوب قضاء الصوم على الحائض دون الصلاة، رقم: ٣٣٥۔ ③ مسند أحمد بن حنبل، تعليق شعيب الارناؤط، وقال الشيخ: حديث صحيح رجاله ثقات رجال الصحيح: ٢٥٨١١۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نہیں کر سکے اور پھر ہم نے وہ وقت دیکھا ہے جب ہم اپنی قربانی کے جانور کے پائے محفوظ کر کے رکھ لیتے تھے اور پندرہ دن بعد انہیں کھاتے تھے۔ ①

⑮ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: نبی ﷺ کس طرح (نفلی) روزے رکھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: بعض اوقات نبی ﷺ اتنے روزے رکھتے کہ ہم کہتے: اب آپ روزے رکھتے ہی رہیں گے اور بعض اوقات اتنے ناغے کرتے کہ ہم کہتے: اب آپ ناغے ہی کرتے رہیں گے اور میں نے آپ کو مکمل ماہ کے روزے رکھتے نہیں دیکھا (علاوہ رمضان کے) اور میں نے جس کثرت کیساتھ آپ کو شعبان میں روزے رکھتے ہوئے دیکھا ہے کسی اور مہینے میں نہیں دیکھا۔ نبی ﷺ اس کے صرف چند دن کو چھوڑ کر تقریباً پورا مہینہ ہی روزے رکھتے تھے۔ ②

⑯ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: نبی ﷺ جب رات کو بیدار ہوتے تو نماز کا آغاز کس طرح فرماتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: جب آپ بیدار ہوتے اور نماز شروع کرتے تو فرماتے:

«اَللّٰهُمَّ رَبَّ جَبْرَائِيلَ، وَمِيكَائِيلَ، وَإِسْرَافِيلَ، فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ، اهْدِنِي لِمَا اخْتُلِفَ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ، إِنَّكَ تَهْدِي مَنْ تَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ» ③

"اے اللہ! اے جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل کے رب! زمین و آسمان کو پیدا کرنے والے! پوشیدہ ظاہر چیزوں کے جاننے والے! تو ہی اپنے بندوں کے اختلافات کے درمیان فیصلہ کرسکتا ہے، ان اختلافی معاملات میں مجھے

① صحیح، سنن النسائی، کتاب الضحایا، باب الادخارمن الاضاحی، رقم: ٤٤٣٢۔ ② صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب صیام النبی ﷺ فی غیر رمضان واستحباب ان لایخلی شهرا عن صوم: ١١٥٦۔ ③ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین، باب الدعافی صلاة اللیل وقیامه : ٧٧٠۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اپنے حکم سے صحیح راستے پر چلا، کیونکہ تو جسے چاہتا ہے سیدھے راستے کی ہدایت دیتا ہے۔''

⑰ یزید بن بابنوس رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اپنے ایک ساتھی کے ساتھ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے اجازت طلب کی۔ انہوں نے ہمارے لیے تکیہ رکھا اور خود اپنی طرف پردہ کھینچ لیا، پھر میرے ساتھی نے پوچھا: اے ام المومنین! عراک کے متعلق آپ کیا فرماتی ہیں؟ انہوں نے فرمایا: عراک کیا ہوتا ہے؟ میں نے اپنے ساتھی کے کندھے پر ہاتھ مارا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے روکتے ہوئے فرمایا: تم نے اپنے بھائی کو ایذا پہنچائی؟ پھر فرمایا: عراک سے مراد ہے حیض، تو سیدھا سیدھا وہ لفظ بولو جو اللہ نے استعمال کیا ہے، یعنی حیض، بعض اوقات میں حائضہ ہوتی تھی لیکن پھر بھی نبی ﷺ مجھے ڈھانپ لیتے تھے اور میرے سر کو بوسہ دے دیا کرتے تھے اور میرے اور آپ کے درمیان کپڑا حائل ہوتا تھا، پھر فرمایا: آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب میرے گھر کے دروازے سے گزرتے تھے تو کوئی نہ کوئی ایسی بات کہہ دیتے تھے جس سے اللہ تعالیٰ مجھے فائدہ پہنچا دیتے تھے۔ ایک دن نبی ﷺ وہاں سے گزرے تو کچھ نہیں کہا۔ دو تین مرتبہ جب اسی طرح ہوا تو میں نے اپنی باندی سے کہا: میرے دروازے پر تکیہ لگا دو، پھر میں اپنے سر پر پٹی باندھ کر وہاں بیٹھ گئی، جب آپ میرے پاس سے گزرے تو فرمایا: ''عائشہ! کیا بات ہے؟'' میں نے عرض کیا: میرے سر میں درد ہو رہا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میرے بھی سر میں درد ہو رہا ہے'' پھر نبی ﷺ چلے گئے۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ نبی ﷺ کو لوگ ایک چادر میں لپیٹ کر اٹھائے چلے آئے۔ نبی ﷺ میرے ہاں رہے اور دیگر ازواج کے پاس یہ پیغام بھجوا دیا کہ ''میں بیمار ہوں اور تم میں سے ہر ایک کے پاس باری باری آنے کی مجھ میں طاقت نہیں ہے اس لیے تم اگر مجھے اجازت دے دو تو میں عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے ہاں رک جاؤں۔'' ان سب نے اجازت دے دی اور میں نبی ﷺ کی تیمارداری

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کرنے لگی۔ حالانکہ اس سے پہلے میں نے کبھی کسی کی تیمارداری نہیں کی تھی۔ ایک دن نبی ﷺ نے اپنا سر مبارک میرے کندھے پر رکھا ہوا تھا کہ اچانک سر مبارک میرے سر کی جانب جھک گیا، میں سمجھی کہ شاید آپ میرے سر کو بوسہ دینا چاہتے ہیں لیکن اس دوران نبی ﷺ کے منہ مبارک سے لعاب کا ایک ٹھنڈا قطرہ نکلا اور میرے سینے پر آ ٹپکا۔ میرے تو رونگٹے کھڑے ہو گئے اور میں سمجھی کہ آپ پر غشی طاری ہوگئی ہے۔ چنانچہ میں نے آپ کو ایک چادر اوڑھا دی۔ اسی دوران میں سیدنا عمر اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما آ گئے۔ انہوں نے اجازت طلب کی تو میں نے انہیں اجازت دے دی اور اپنی طرف پردہ کھینچ لیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کو دیکھ کر کہا: ہائے غشی! نبی ﷺ پر غشی کی شدت کتنی ہے، تھوڑی دیر بعد وہ اٹھ کھڑے ہوئے، جب وہ دونوں دروازے کے قریب پہنچے تو سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اے عمر! رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی ہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم غلط کہتے ہو، بلکہ تم فتنہ پرور آدمی لگتے ہو۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات اس وقت تک نہیں ہوسکتی جب تک کہ اللہ تعالیٰ منافقین کو ختم نہ کر دے۔

تھوڑی دیر بعد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی آ گئے، میں نے حجاب اٹھا دیا۔ انہوں نے آپ کی طرف دیکھ کر ''اناللہ وانا الیہ راجعون'' پڑھا اور کہنے لگے: رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی ہے، پھر سرہانے کی جانب سے آئے اور منہ مبارک پر جھک کر پیشانی پر بوسہ دیا اور کہنے لگے: ہائے میرے نبی! پہلی مرتبہ اس طرح کہا اور دوسری مرتبہ ہائے میرے دوست! اور تیسری مرتبہ ہائے میرے خلیل کہا۔ پھر مسجد کی طرف نکلے، اس وقت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کے سامنے گفتگو کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال اس وقت تک نہیں ہوگا جب تک اللہ تعالیٰ منافقین کو ختم نہ فرما دے۔ پھر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے گفتگو شروع کی اور اللہ کی حمد و ثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ﴾ ''آپ بھی دنیا سے رخصت ہونے والے ہیں اور یہ لوگ بھی مرنے والے ہیں۔'' (الزمر: ۳۰) پھر یہ آیت ﴿وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاۡئِنۡ مَّاتَ اَوۡ قُتِلَ انۡقَلَبۡتُمۡ عَلٰٓى اَعۡقَابِكُمۡ﴾ اور یہ کہ "محمد (ﷺ) تو اللہ کے رسول ہیں جن سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں۔ کیا اگر وہ فوت ہوجائیں یا شہید ہوجائیں تو تم ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے۔" (العمران: ۱٤٤) تلاوت فرمائی اور کہا: سو جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا وہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ زندہ ہے اور جو شخص محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا تو وہ جان لے کہ وہ فوت ہوگئے ہیں۔ مذکورہ آیات سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا یہ آیات کتاب اللہ میں موجود ہیں؟ میرا شعور ہی اس طرف نہیں جاسکا کہ یہ آیات بھی کتاب اللہ میں موجود ہے۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگو! یہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں اور مسلمانوں کے بزرگ ہیں اس لیے ان کی بیعت کرلو۔ چنانچہ لوگوں نے ان کی بیعت کرلی۔ ①

⑱ مسروق رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ یہاں ایک آدمی ہے جو خانہ کعبہ کی طرف ھدی کا جانور بھیج دیتا ہے اور لے جانے والے سے کوئی علامت مقرر کرلیتا ہے۔ اس کے گلے میں قلادہ باندھتا ہے اور جب تک لوگ حلال نہیں ہوجاتے وہ بھی محرم بن کر رہتا ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نبی ﷺ کے ھدی کے جانوروں کا قلادہ اپنے ہاتھ سے بٹا کرتی تھی۔ جس وقت وہ یہ حدیث بیان کررہی تھیں تو میں نے پردے کے پیچھے سے ان کے ہاتھوں کی آواز سنی، پھر آپ انھیں بھیج کر ہمارے درمیان حلال ہوکر مقیم رہتے تھے یہاں تک کہ لوگ واپس آجاتے۔ ②

⑲ ابوعبیدہ بن عبداللہ کہتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کوثر سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے فرمایا: ایک نہر ہے جو نبی ﷺ کو "بطنانِ جنت" میں دی

---

① مسند أحمد بن حنبل، تعليق شعيب الارناؤط، وقال الشيخ: اسناده حسن، مسند عائشه رضي الله عنها: ٢٥٨٤١۔

② مسند أحمد بن حنبل، تعليق شعيب الارناؤط، وقال اسناده صحيح على شرط الشيخين، مسند عائشه رضي الله عنها، رقم: ٢٥٦١٥۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جائے گی۔ میں نے پوچھا: بطنان جنت سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے فرمایا: وسط جنت اور اس کے دونوں کناروں پر جوف دار موتی لگے ہوں گے۔ ①

⑳ عبیداللہ بن عبداللہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: آپ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الوفات کے بارے میں کچھ بتائیں! فرمایا: ''کیوں نہیں! نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت جب بوجھل ہوئی تو آپ نے پوچھا: ''کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں؟'' ہم نے کہا: نہیں، یارسول اللہ! وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''میرے لیے ایک ٹب میں پانی رکھو۔'' ہم نے ایسے ہی کیا، آپ نے غسل کیا اور جانے کے لیے کھڑے ہونے ہی لگے تھے کہ آپ پر بے ہوشی طاری ہوگئی۔ جب افاقہ ہوا تو پھر یہی سوال پوچھا: ''کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں؟'' ہم نے حسب سابق وہی جواب دیا جبکہ تین مرتبہ اسی طرح ہوا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ لوگ نمازِ عشاء کے لیے مسجد میں بیٹھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کر رہے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف یہ پیغام بھیجا کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھا دیں۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ بڑے رقیق القلب آدمی تھے، کہنے لگے: اے عمر! آپ لوگوں کو نماز پڑھا دیں۔ انہوں نے کہا: اس کے حقدار تو آپ ہی ہیں۔ چنانچہ ان دنوں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھاتے رہے۔ ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے مرض میں کچھ تخفیف محسوس ہوئی تو آپ ظہر کی نماز کے لیے دو آدمیوں کے درمیان نکلے جن میں ایک سیدنا عباس رضی اللہ عنہ تھے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جب آپ کو دیکھا تو پیچھے ہٹنے لگے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اشارہ کیا کہ پیچھے نہ ہٹیں اور اپنے ساتھ آنے والے دونوں صاحبوں کو حکم دیا تو انہوں نے آپ کو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بٹھا دیا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر نماز پڑھتے رہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر نماز پڑھنے لگے۔

① مسند أحمد، وقال شعيب الارناؤط: اسناد صحيح على شرط الشخين: ٢٦٤٠٣؛ سنن الكبرىٰ للنسائى، باب سورة الكوثر: ٦/ ٥٢٣: ١١٦٤١۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عبیداللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کی سماعت کے بعد ایک مرتبہ میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا ہوا تھا۔ میں نے ان سے کہا کہ کیا میں آپ کے سامنے وہ حدیث پیش کروں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الوفات کے حوالے سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے سنائی ہے؟ انہوں نے کہا: ضرور بیان کرو۔ چنانچہ میں نے ان سے ساری حدیث بیان کردی، انہوں نے اس کے کسی حصے پر نکیر نہیں فرمائی۔ البتہ اتنا ضرور پوچھا: کیا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو اس آدمی کا نام بتایا جو سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، میں نے کہا نہیں! انہوں نے فرمایا: وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ تھے، اللہ کی رحمتیں ان پر نازل ہوں۔ ①

دینی مسائل میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی رہنمائی کے چند واقعات

بعض دفعہ ایسا بھی ہوا کہ کسی صحابی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی کسی حدیث کو سمجھنے میں غلطی کی تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کی نہ صرف اصلاح فرمائی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی منشا کے مطابق اس کی بہترین فقہی وضاحت بھی فرمائی۔ ایسے واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کس قدر بلند علمی مقام پر فائز کیا تھا۔ چند واقعات اس ضمن میں ملاحظہ فرمائیں:

① ہشام اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ قول ذکر کیا گیا کہ میت کو اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ابوعبدالرحمن پر رحم فرمائے (وہ جھوٹ نہیں بول رہے) البتہ وہ بھول گئے ہیں، دراصل نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک یہودیہ عورت کے پاس سے گزرے تھے جس پر لوگ رو رہے تھے تو آپ نے فرمایا:

''یہ لوگ اس پر رو رہے ہیں اور اسے عذاب ہو رہا ہے۔'' ②

① صحیح البخاری، کتاب الصلوة ، باب انما جعل الامام لیوتم بہ، رقم: ٩٤٩؛ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب استخلاف الامام اذاعرض لہ عذرمن مرض۔۔۔ رقم: ٦٢٩۔ ② صحیح مسلم ،کتاب الجنائز، باب المیت یعذب ببکاء اھلہ علیہ، رقم: ٩٣١۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

استنباط: مسلمان میت کو لواحقین کے رونے پر عذاب نہیں ہوتا اگر اس نے اپنی زندگی میں گھر والوں کو اس فعل سے روک دیا ہو۔

② عبید بن عمیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ بات معلوم ہوئی کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما عورتوں کو حکم دیتے ہیں کہ جب وہ غسل کریں تو سر کے بال کھول لیا کریں۔ انہوں نے فرمایا: عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما پر تعجب ہے کہ وہ عورتوں کو غسل کرتے وقت سر کے بال کھولنے کا حکم دیتے ہیں وہ انہیں سر منڈوا دینے کا حکم کیوں نہیں دے دیتے؟ میں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن کے پانی سے غسل کرتے تھے تو میں اپنے سر پر تین مرتبہ سے زیادہ پانی نہیں ڈالتی تھی۔ ①

استنباط: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو رخصت دی ہے کہ وہ سر کے بال کھولے بغیر بھی غسل کر سکتی ہے، اگر اس نے اپنے بال مضبوطی سے باندھے ہوں۔

③ عباد بن عبداللہ بن زبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جب سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حکم دیا کہ ان کا جنازہ ان کے پاس سے گزارا جائے۔ مسجد میں جنازہ آنے کی وجہ سے دشواری ہونے لگی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے لیے دعا کی، بعض لوگوں نے اس پر اعتراض کیا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوا تو انہوں نے فرمایا: لوگ باتیں بنانے میں کتنی جلدی کرتے ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو سہیل بن بیضاء رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ ہی مسجد میں پڑھائی تھی۔ ②

④ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ عروہ سے فرمایا: کیا تمہیں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پر تعجب نہیں ہوتا کہ وہ آئے اور میرے حجرے کی جانب بیٹھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے حدیثیں بیان کرنے لگے؟ میرے کانوں تک اُن کی آواز آتی رہی لیکن میں اس وقت نوافل پڑھ رہی تھی کہ وہ میرے نوافل ختم ہونے سے پہلے ہی اٹھ کر چلے

---

① صحيح مسلم، كتاب الحيض، باب حكم ضفائر المغتسلة، رقم: ٣٣١۔
② صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب الصلاة على الجنازة في المسجد، رقم: ٩٧٣۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گئے، اگر میں انہیں ان کی جگہ پر پالیتی تو انہیں ضرور سمجھاتی کیونکہ نبی کریم ﷺ اس طرح حدیث بیان نہیں فرمایا کرتے تھے جس طرح تم بیان کرتے ہو۔①

⑤ عروہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا: اللہ تعالیٰ کا یہ جو فرمان ہے: ﴿اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآىِٕرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِهِمَا﴾ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی صفا ومروہ کے درمیان سعی نہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: بھانجے! یہ تم نے غلط بات کہی، اگر اس آیت کا وہ مطلب ہوتا جو تم نے بیان کیا ہے تو پھر آیت اس طرح ہوتی: فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِ اَنْ لایَطَّوَّفَ بِهِمَا دراصل اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے: اسلام قبول کرنے سے پہلے انصار کے لوگ ''مناۃ'' کے لیے احرام باندھتے تھے اور مشلل کے قریب اس کی پوجا کرتے تھے اور جو شخص اس کا احرام باندھتا وہ صفا ومروہ کی سعی کو گناہ سمجھتا تھا۔ پھر انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سوال پوچھا کہ یارسول اللہ! لوگ زمانۂ جاہلیت میں صفا ومروہ کی سعی کو گناہ سمجھتے تھے۔ اب اس کا کیا حکم ہے؟ اس پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی اور نبی ﷺ نے صفا ومروہ کی سعی کا ثبوت اپنی سنت سے پیش کیا۔ لہٰذا اب کسی کے لیے صفا ومروہ کی سعی چھوڑنا صحیح نہیں ہے۔②

⑥ عروہ بن زبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم لوگ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے، وہ مسواک کر رہی تھیں اور مجھے اُن کی آواز آرہی تھی۔ میں نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا: کیا نبی ﷺ نے ماہِ رجب میں عمرہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں! میں نے یہ بات سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتائی تو انہوں نے فرمایا: اللہ ابوعبدالرحمن پر رحم فرمائے! نبی ﷺ نے جو عمرہ بھی کیا ہے وہ

① صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب صفة النبی رقم: ۳۵۶۸۔
② صحیح البخاری، کتاب الحج، باب وجوب الصفا والمروة وجعل من شعائر اللّٰہ، رقم: ۱۶۴۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس میں شریک رہے ہیں (لیکن یہ بھول گئے کہ) آپ نے رجب میں کبھی عمرہ نہیں کیا۔①

⑦ اسود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ کچھ لوگوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے ذکر کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی سیدنا علی رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ نے انہیں کب اپنا وصی مقرر فرمایا؟ میں نے آپ کو اپنے سینے سے سہارا دیا ہوا تھا، آپ نے ایک طشت منگوایا۔ بالآخر میری گود میں ہی ان کی روح نے پرواز کیا اور مجھے معلوم بھی نہ ہوسکا کہ آپ وفات پا چکے ہیں تو آپ نے انہیں اپنا وصی کب مقرر فرما دیا؟②

⑧ محمد بن منتشر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ انہوں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ مسئلہ پوچھا کہ کیا کوئی آدمی اپنے احرام پر (احرام کی نیت سے قبل) خوشبو لگا سکتا ہے؟ انہوں نے فرمایا: مجھے ایسا کرنے سے زیادہ پسند یہ ہے کہ میں اپنے کپڑوں پر تارکول مل لوں۔ انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہی مسئلہ پوچھا اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا جواب بھی ان سے ذکر کر دیا تو انہوں نے فرمایا: میں تو خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگایا کرتی تھی۔ پھر آپ اپنی ازواجِ مطہرات کے پاس جاتے تھے اور صبح کو احرام کی نیت کر لیتے اور ان کے احرام سے خوشبو مہک رہی ہوتی تھی۔③

⑨ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ازواج مطہرات نے آپ کی وراثت میں سے اپنا حصہ وصول کرنے کے لیے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو بھیجنا چاہا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ''ہم وراثت میں کچھ نہیں چھوڑتے، ہم جو کچھ چھوڑ کر جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔''④

① صحيح مسلم، كتاب الحج، باب عدد عمر النبي ﷺ، رقم: ١٢٥٥۔
② صحيح البخاري، كتاب الوصايا: ٢٧٤١؛ صحيح مسلم، كتاب الهبات، باب ترك الوصية لمن ليس له شي يوصى فيه: ١٦٣٦۔ ③ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب الطيب للمحرم عند الاحرام: ١١٩٢۔ ④ صحيح البخاري، كتاب الفرائض، باب قول النبي ﷺ لا نورث ما تركنا صدقة: ٦٧٣٠۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

⑩ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ غزوۂ بدر کے مقتولین قریش کے متعلق نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ انہیں ایک گڑھے میں پھینک دیا جائے۔ چنانچہ انہیں اس میں پھینک دیا گیا سوائے امیہ بن خلف کے کہ اس کا جسم اس کی زرہ میں پھول گیا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے ہلانا چاہا لیکن مشکل پیش آئی تو اسے وہیں رہنے دیا، پھر اس پر مٹی اور پتھر وغیرہ ڈال کر اسے چھپا دیا اور گڑھے میں باقی سب کو پھینکنے کے بعد آپ ان کے پاس جا کر کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''اے اہل قلیب! تمہارے رب نے تم سے جو وعدہ کیا تھا تم نے اسے سچا پایا؟ کیونکہ میں نے تو اپنے رب کے وعدے کو سچا پایا ہے۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آپ مُردوں سے باتیں کر رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''بخدا یہ جانتے ہیں کہ میں نے ان سے سچا وعدہ کیا تھا۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آپ نے تو یہ فرمایا تھا: ''یہ جانتے ہیں'' اور لوگ کہتے ہیں کہ یہ سنتے ہیں۔[①]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا فہم

اللہ تعالیٰ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو استدلال کی قوت اور فقہی ملکہ سے خوب نوازا تھا۔ اس بنا پر وہ بہت سے دقیق مسائل کو مختصر وقت میں حل کر دیتی تھیں۔ انہیں احادیث سے مسائل کے استنباط و استخراج کرنے کے فہم کا وافر حصہ عطا کیا گیا تھا اور اسی فہم کی قوت سے وہ عقائد باطلہ اور توہمات کا رد بڑے احسن انداز سے کرتی تھیں۔ درج ذیل چند احادیث میں ان کی فقہی بصیرت صاف جھلکتی نظر آتی ہے اور ایسی بہت سی احادیث کتب احادیث میں بکھری ہوئی ہیں:

① سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے شوال کے مہینے میں مجھ سے نکاح کیا اور شوال ہی میں مجھے ان کے ہاں رخصت کیا گیا۔ اب یہ بتاؤ کہ نبی کریم ﷺ کے نزدیک مجھ سے زیادہ نصیبے والی کون عورت تھی؟ (لہٰذا شوال کے مہینے کو منحوس

① مسند أحمد، تعليق شعيب الارناؤط، وقال اسناده حسن، رقم: ٢٦٤٠٤۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کہنا غلط ہے) اسی وجہ سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس بات کو پسند فرماتی تھیں کہ عورتوں کی رخصتی ماہِ شوال ہی میں ہو۔①

② سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ایک عورت بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی: یارسول اللہ! جب میں حیض سے پاک ہوجاؤں تو غسل کس طرح کروں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''خوشبولگا ہوا روئی کا ایک ٹکڑا لے کر اس سے پاکی حاصل کیا کرو۔'' اس نے کہا: اس سے کس طرح پاکی حاصل کروں؟ آپ نے فرمایا: ''اس سے پاکی حاصل کرو۔'' اس نے پھر یہی سوال کیا تو سبحان اللہ کہہ کر آپ نے اپنا چہرہ ہی پھیر لیا اور پھر فرمایا: ''اس سے پاکی حاصل کرو۔'' میں سمجھ گئی کہ رسول اللہ ﷺ کا کیا مقصد ہے؟ چنانچہ میں نے اسے پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لیا (اور اسے بتایا کہ آپ کا کیا مقصد ہے؟)②

③ جبیر بن نفیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا: کیا تم سورۂ مائدہ پڑھے ہوئے ہو؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! انہوں نے فرمایا: یہ سب سے آخر میں نازل ہونے والی سورت ہے، اس لیے تمہیں اس میں جو چیز حلال ملے اُسے حلال سمجھو اور جس چیز کو اس سورت میں حرام قرار دیا گیا ہو اسے حرام سمجھو۔ پھر میں نے ان سے نبی ﷺ کے اخلاق کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا وہ تو قرآن ہے۔③

④ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے تین قضیے سامنے آئے، اس کے مالک چاہتے تھے کہ اسے بیچ دیں اور وراثت کو اپنے لیے مشروط کرلیں، میں نے نبی ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ ''تم اسے

---

① صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب استحباب التزوج و التزوج فی شوال و استحباب الدخول فیه، ١٤٢٣۔ ② صحیح البخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، باب الاحکام التی تعرف بالدلائل و کیف معنی الدلالة وتفسیر ها: ٧٣٥٧۔ ③ صحیح، مسند أحمد، تعلیق شیعب الارناؤط وقال الشیخ: اسنادہ صحیح رجاله ثقات رجال الصحیح: ٢٥٥٤٧۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خرید کر آزاد کردو، کیونکہ غلام کی وراثت اُسی کو ملتی ہے جو اسے آزاد کرتا ہے۔" وہ آزاد ہوئی تو نبی ﷺ نے اسے نکاح باقی رکھنے یا نہ رکھنے کا اختیار دے دیا اور اس نے اپنے آپ کو اختیار کرلیا (اپنے خاوند سے نکاح ختم کردیا) نیز لوگ اسے صدقات کی مد میں کچھ دیتے تھے تو وہ ہمیں بھی اس میں سے کچھ ہدیہ کردیتی تھی۔ میں نے نبی ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: "وہ اس پر صدقہ ہوتا ہے اور اس کی طرف سے تمہارے لیے ہدیہ ہوتا ہے، لہٰذا تم اسے کھا سکتی ہو۔"[1]

⑤ ہمام رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ایک مہمان قیام پذیر ہوا، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنا زرد رنگ کا لحاف اسے دینے کا حکم دیا۔ وہ اسے اوڑھ کر سوگیا۔ خواب میں اس پر غسل واجب ہوگیا۔ اسے اس بات سے شرم آئی کہ اس لحاف کو گندگی کے نشان کے ساتھ ہی واپس بھیجے۔ اس لیے اس نے اسے پانی سے دھودیا اور پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس واپس بھیج دیا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اس نے ہمارا لحاف کیوں دھویا؟ اس کے لیے تو اتنا ہی کافی تھا کہ اسے انگلیوں سے کھرچ دیتا کیونکہ کئی مرتبہ میں نے بھی اپنی انگلیوں سے نبی ﷺ کے کپڑوں سے اسے کھرچا ہے۔[2]

جبریل امین علیہ السلام کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے حیا کرنا

محمد بن قیس بن مخرمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک دن کہا! کیا: میں آپ کو اپنی اور اپنی ماں کے ساتھ بیتی ہوئی بات نہ سناؤں؟ ہم نے گمان کیا کہ وہ ماں سے اپنی جننے والی ماں مراد لے رہے تھے، کہنے لگے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کیا میں تمہیں اپنے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیتی ہوئی بات نہ سناؤں؟ ہم نے کہا: کیوں نہیں! فرمایا: نبی کریم ﷺ میرے پاس میری باری کی رات تھے کہ آپ نے کروٹ لی

① صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب انما الولاء لمن اعتق: ۱۵۰۴۔
② صحیح، سنن ابن ماجه، کتاب الطهارة، باب فی فرق المنی من الثوب: ۵۳۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور اپنی چادر اوڑھ لی، جوتے اتارے اور ان کو اپنے پاؤں کے پاس رکھ دیا اور اپنی چادر کا کنارہ اپنے بستر پر بچھایا اور لیٹ گئے، آپ اتنی ہی دیر ٹھہرے کہ آپ نے گمان کیا کہ میں سوچکی ہوں۔ پھر آپ نے آہستہ سے اپنی چادر لی اور آہستہ سے جوتا پہنا اور آہستہ سے دروازہ کھولا اور باہر نکلے، پھر اس کو آہستہ سے بند کر دیا۔ میں نے اپنی چادر اپنے سر پر اوڑھی، اپنا ازار پہنا اور آپ کے پیچھے پیچھے چلی، یہاں تک کہ آپ بقیع میں پہنچے اور کھڑے ہو گئے اور کھڑے ہونے کو طویل کیا۔ پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو تین بار اٹھایا، پھر آپ ﷺ واپس لوٹے میں بھی لوٹی۔ آپ تیز چلے تو میں بھی تیز چلنے لگی، آپ دوڑے تو میں بھی دوڑی، آپ پہنچے تو میں پہنچنے میں آپ سے سبقت لے گئی اور داخل ہوتے ہی لیٹ گئی۔ آپ تشریف لائے تو فرمایا: ''اے عائشہ! تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تمہارا سانس پھول رہا ہے؟'' میں نے کہا: کچھ نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم بتا دو ورنہ مجھے باریک بین یعنی اللہ تعالیٰ خبر دے دے گا۔'' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! پھر پورے قصہ کی خبر میں نے آپ کو دے دی۔ فرمایا: ''میں اپنے آگے آگے جو سیاہ سی چیز دیکھ رہا تھا وہ تُو تھی؟'' میں نے عرض کیا: جی ہاں! تو آپ ﷺ نے میرے سینے پر (ازراہ محبت) ہاتھ مارا جس کی مجھے تکلیف ہوئی، پھر فرمایا: ''تو نے خیال کیا کہ اللہ اور اس کا رسول تیرا حق دبا لے گا؟'' فرماتی ہیں: میں نے کہا: جب لوگ کوئی چیز چھپاتے ہیں تو اللہ اس کو خوب جانتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''جبریل میرے پاس آئے، جب تمہیں دیکھا تو مجھے پکارا اور تجھ سے چھپایا تو میں نے بھی تم سے چھپانے ہی کو پسند کیا اور وہ تمہارے پاس اس لیے نہیں آئے کہ تو نے اپنے کپڑے اتار دیے تھے، میں نے گمان کیا کہ تو سوچکی ہے اور میں نے تجھے بیدار کرنا پسند نہ کیا، میں نے یہ بھی خوف کیا کہ تم گھبرا جاؤ گی۔ جبریل علیہ السلام نے کہا: آپ کے رب نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ بقیع تشریف لے جائیں اور ان کے لیے مغفرت مانگیں۔'' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں کیسے کہوں؟ آپ نے فرمایا:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

«اَلسَّلَامُ عَلَى اَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ» ①

''اللہ! ہم سے آگے جانے والوں پر سلامتی نازل فرما اور پیچھے رہ جانے والوں پر، ہم ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا چونکہ کپڑے اتار چکی تھیں اس لیے جبریل امین گھر میں داخل نہ ہوئے۔ امام ابن حبان رحمہ اللہ نے اس حدیث پر یہ باب قائم کیا ہے:

''ذكر البيان بان جبريل عليه السلام كان لا يدخل على المصطفىٰ صلی اللہ علیہ وسلم بيته اذا وضعت عائشه ثيابها'' ②

اس بات کا بیان کہ جبریل امین، مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں داخل نہیں ہوتے تھے جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کپڑے اتارے ہوتے تھے۔

سبحان اللہ! سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا کتنا بلند مقام ہے کہ زمین والے تو ان کا ادب کرتے ہی ہیں کہ وہ ام المومنین ہیں آسمان والے بھی ان کا احترام کرتے ہیں۔

اس حدیث سے یہ اشارہ بھی ملتا ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے شوہر سے بے پناہ محبت کرتی تھیں۔ اسی محبت کی وجہ سے ان کے دل میں خیال آیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انہیں چھوڑ کے کہاں جا رہے ہیں؟ چنانچہ محبت کے ہاتھوں انہوں نے مہیب سناٹے میں قبرستان تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیچھا کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باری جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ہوتی تو رات کی تاریکی میں جب بھی انہیں جاگ آتی تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سب سے پہلے آپ کی موجودگی کا یقین کرتیں۔ صحیح مسلم کی ایک روایت میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

فَقَدْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَيْلَةً مِنَ الْفِرَاشِ فَالْتَمَسْتُهُ فَوَقَعَتْ يَدِي عَلَى بَطْنِ قَدَمَيْهِ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ وَهُمَا مَنْصُوبَتَانِ وَهُوَ يَقُولُ: «اللّٰهُمَّ أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ،

① صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب مايقال عند دخول القبور والدعاء لاهلها، رقم: ٩٧٤۔ ② صحيح ابن حبان، رقم: ٧١١٠۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ» ①

ایک رات میں سخت خوفزدہ ہوگئی کہ میں نے نبی ﷺ کو اپنے بستر پر نہ پایا۔ میں نے ہاتھ بڑھا کر محسوس کرنے کی کوشش کی تو میرے ہاتھ نبی ﷺ کے قدموں سے ٹکرا گئے جو کہ کھڑے تھے اور نبی ﷺ سجدے کی حالت میں تھے اور یہ دعا فرما رہے تھے:

''اے اللہ! میں تیری رضا کے ذریعے تیرے ناراضی سے، تیرے درگزر کے ذریعے تیری سزا سے اور تیری ذات کے ذریعے تجھ سے پناہ مانگتا ہوں، میں تیری تعریف کا احاطہ نہیں کرسکتا، تو ویسا ہی ہے جیسے تو نے اپنی تعریف خود کی ہے۔''

نبی ﷺ نے کبھی بھی کسی بیوی کی باری میں زیادتی نہیں کی، عمر بھر عدل و انصاف کے تقاضوں کو پورا کیا لیکن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو رات کو بیدار ہوتے وقت جو فوری آپ ﷺ کی فکر لاحق ہوتی وہ شدتِ محبت کی وجہ سے تھی۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی سخاوت

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہونے کی وجہ سے والد کی بہت سی خصوصیات سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے اندر موجود تھیں۔ دونوں سچائی میں یکتا تھے کہ باپ اگر صدیق ہے تو بیٹی صدیقہ کائنات ہے۔ دونوں ہی رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں کا تارا تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے مردوں میں سب سے زیادہ محبت ابوبکر سے اور عورتوں میں سب سے زیادہ محبت ابوبکر کی بیٹی عائشہ سے ہے۔'' حسنِ اتفاق دیکھیے کہ ہجرت کی رات سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی گود تھی اور آپ ﷺ کا سر مبارک تھا اور وفات کے وقت آپ ﷺ کا سر مبارک تھا اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی گود تھی۔ باپ بیٹی میں ایک یہ بات بھی مشترک تھی کہ دونوں جود وسخا میں انمول تھے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنا سب مال و اسباب رسول اللہ ﷺ پر نچھاور کردیا اور فی سبیل اللہ جن کاموں اور افراد پر اللہ نے خرچ کرنے کا حکم دیا ہے دل کھول

① صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب مایقال فی الرکوع و السجود: ٤٨٦۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر خرچ کیا، ایسے ہی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جو مال ہوتا اسے اللہ کی راہ میں خوب خرچ کرتی تھیں۔ یہاں تک کہ اگر ایک کھجور بھی ہوتی تو اسے بھی اللہ کی راہ میں صرف کر دیتی تھیں، جیسا کہ صحیح بخاری کی روایت میں ہے:

"دَخَلَتِ امْرَأَةٌ مَعَهَا ابْنَتَانِ لَهَا تَسْأَلُ، فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِي شَيْئًا غَيْرَ تَمْرَةٍ فَأَعْطَيْتُهَا إِيَّاهَا، فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا وَلَمْ تَأْكُلْ مِنْهَا ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ، فَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْنَا فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: ((مَنِ ابْتُلِيَ مِنْ هَذِهِ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ)) ①

ایک مرتبہ ایک عورت ان کے پاس آئی، اس کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں بھی تھیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس عورت کو ایک کھجور دی۔ اس نے اس کھجور کے دو ٹکڑے کر کے ان دونوں بچیوں میں تقسیم کر دی اور خود کچھ نہ کھایا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے اس واقعہ کا ذکر کیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: "جس شخص کی ان بچیوں سے آزمائش کی جائے اور وہ ان کے ساتھ حسن سلوک کرے تو یہ اس کے لیے جہنم سے آڑ بن جائیں گی۔"

ایک دفعہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سگے بھانجے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی بے دریغ سخاوت پر اعتراض کیا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ نذر مان لی کہ وہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے کبھی بات نہیں کریں گی چنانچہ عوف بن مالک بن طفیل رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے بیان کیا گیا کہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کسی عطیے کے بارے میں جو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا دیتی تھیں کہا کہ (میری خالہ) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس طرح (بے دریغ) خرچ کرنے سے رک جائیں نہیں تو میں ان پر پابندی عائد کر دوں گا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ سن کر فرمایا: کیا عبداللہ نے واقعی ایسا کہا ہے؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں! انہوں نے کہا: مجھ پر اللہ کے نام کی نذر ہے، اب میں کبھی عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے بات نہیں کروں گی۔ جب یہ ترکِ تعلق لمبا ہو گیا تو سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

① صحيح البخاري، كتاب الزكاة، باب اتقوا النار ولو بشق تمرة والقليل من الصدقة: ١٤١٨۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کی طرف سفارش کروائی تو انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے بارے میں کبھی سفارش نہیں مانوں گی اور نہ اپنی نذر توڑنے کے گناہ کا ارتکاب کروں گی۔ پس سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہما پر یہ معاملہ مزید گراں ہوا تو انہوں نے سیدنا مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمن بن اسود رضی اللہ عنہما سے گفتگو کی اور ان سے کہا: میں تم دونوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تم مجھے (میری خالہ) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس لے چلو اس لیے کہ ان کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ مجھ سے قطع تعلقی کی نذر پر قائم رہیں، پس سیدنا مسور اور عبدالرحمن رضی اللہ عنہما دونوں سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو ساتھ لے گئے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اندر داخل ہونے کی اجازت طلب کی اور کہا: کیا ہم اندر آجائیں؟ انہوں نے کہا: ہاں! تم سب آجاؤ اور انہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ ان دونوں کیساتھ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بھی ہیں۔ پس جب وہ اندر آگئے تو سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہما پردے کے اندر چلے گئے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے لپٹ کر انہیں قسمیں دینے لگے اور رونے لگے، (پردے کے باہر) سیدنا مسور اور عبدالرحمن رضی اللہ عنہما بھی انہیں قسمیں دے کر کہنے لگے کہ وہ سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے بات چیت کریں اور ان کا عذر قبول کرلیں، وہ کہتے تھے: نبی ﷺ نے اس قطع تعلقی سے منع فرمایا ہے جو آپ کے علم میں ہے اور کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ تین راتوں سے زیادہ اپنے مسلمان بھائی سے بول چال اور تعلق منقطع رکھے۔ پس جب انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے وعظ و نصیحت اور ترکِ تعلق کے گناہ کی باتیں کثرت سے کیں تو انہوں نے بھی وعظ و نصیحت شروع کردی اور رونے لگیں اور فرمانے لگیں کہ میں نے تو نذر مانی تھی اور نذر کا معاملہ بڑا سخت ہے مگر یہ دونوں برابر اصرار کرتے رہے حتیٰ کہ انہوں نے سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے کلام فرمالیا اور اپنی اس نذر کے توڑنے کے کفارہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے چالیس گردنیں آزاد کیں اور اس کے بعد جب بھی وہ اپنی نذر کو یاد کرتیں تو خوب روتیں۔ حتیٰ کہ ان کے آنسوان کی اوڑھنی کو تر کر دیتے۔①

① صحیح البخاری، کتاب الادب، باب الهجرة وقول رسول اللّٰہ ﷺ لا یحل لرجل ان یهجرا خاه فوق ثلاث: ٦٠٧٣

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خصائص سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

کتب احادیث اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی سیرت و سوانح پر نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی دیگر ازواجِ مطہرات پر کئی اعتبار سے فضیلت تھی اور یہ ایسے فضائل ہیں جن میں دیگر ازواجِ مطہرات شریک نہیں، ان میں سے چند ایک اختصار کے ساتھ ذکر کیے جا رہے ہیں:

① سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا آپ ﷺ نے اور کسی کنواری عورت سے نکاح نہیں کیا۔

② جب آیت تخییر نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے سب سے پہلے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس سلسلہ میں گفتگو فرمائی اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فی الفور آپ ﷺ کو اختیار فرمایا۔

③ آیت تیمم کے نزول کا سبب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا گمشدہ ہار بنا اور صحابہ رضی اللہ عنہم یہ چیز سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے فضائل میں شامل سمجھتے تھے۔ اسی لیے سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے اس پر فرمایا تھا: اے آل ابی بکر! یہ تمہاری وجہ سے کوئی پہلی برکت نہیں (بلکہ تمہاری وجہ سے اور بھی بہت سی برکات کا نزول ہو چکا ہے)۔

④ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر جب تہمت لگی تو خود باری تعالیٰ نے ان کے لیے وکیلِ صفائی بن کے ان کی پاکدامنی پر آیات نازل فرمائیں۔

⑤ ان کی شان میں قرآن نازل ہوا جس کی قیامت تک تلاوت ہوتی رہے گی۔

⑥ جبریل امین ان کی تصویر ایک ریشمی ٹکڑے میں آپ ﷺ کے پاس لائے۔

⑦ زندہ بیویوں میں رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ محبت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے تھی۔

⑧ آپ نے امت سے بھی یہی چاہا کہ وہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت کریں اور ان کا احترام کریں۔ جیسا کہ آپ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا: «أَلَسْتِ تُحِبِّيْنَ مَا أُحِبُّ» ''کیا تو اس عورت سے محبت نہیں کرتی جس سے میں محبت کرتا ہوں؟''

⑨ لوگ رسول ﷺ کی محبت و چاہت میں اس دن ہدیہ و تحائف بھیجنا پسند کرتے جس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دن آپ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارک میں ہوتے۔

⑩ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کی محبت میں اپنی باری سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے نام کردی تھی۔

⑪ مرض الوفات کے ایام گزارنے کے لیے آپ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر کا انتخاب فرمایا۔

⑫ آپ کی وفات سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی ٹھوڑی اور سینہ کے درمیان ٹیک لگائے ہوئے ہوئی۔

⑬ آپ کی وفات سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری والے دن ہوئی۔

⑭ آپ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارک میں دفن ہوئے اور یوں وہ جگہ بھی افضل قرار پائی جہاں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی رہائش تھی۔

⑮ آپ نے فرمایا: ''مجھ پر کبھی وحی نازل نہیں ہوئی اس کیفیت میں کہ میں اپنی کسی بیوی کے لحاف میں ہوں سوائے عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے۔''

⑯ بالاتفاق سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا تمام ازواجِ مطہرات سے زیادہ علم رکھنے والی تھیں۔

⑰ اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مشکل مسائل میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف رجوع کرتے اور ان سے فتویٰ لیتے تھے۔

⑱ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ بھی فضیلت ہے کہ ان کے والد لوگوں میں سب سے زیادہ آپ کو محبوب تھے۔

⑲ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے والد گرامی رسول اللہ ﷺ کے بعد تمام صحابہ سے زیادہ فضیلت والے تھے۔

⑳ خواتین میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی مرویات سب سے زیادہ ہیں۔

(سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے مذکورہ خصائص پر مشتمل احادیث پیچھے گزر چکی ہیں)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وفات

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ۱۷ رمضان المبارک ۵۸ھ بدھ کی شب کو ۶۳ سال کی عمر میں فوت ہوئیں۔①

اس رات انہیں بقیع میں دفن کیا گیا، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔②
طبقات میں ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو رات کے وقت دفن کیا گیا لیکن رات کو ہی اتنے لوگ جمع ہوگئے کہ اور کسی رات اتنے آدمی نہیں دیکھے گئے۔ دیہاتوں سے بھی کثرت سے لوگ آئے۔ اندھیرے میں چلنے کے لیے لوگوں نے روغن زیتون میں کپڑے تر کر کے انہیں لکڑیوں میں باندھ کر آگ سے روشن کر رکھا تھا اور اس رات بقیع میں عورتوں کو بھی دیکھا گیا، ہر آنکھ اشکبار تھی اور اہل مدینہ سوگوار تھے۔

مرویات

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ۲۲۱۰ روایات مروی ہیں جن میں ۱۷۴ متفق علیہ ہیں۔
۵۴ روایات کو امام بخاری رحمہ اللہ نے اور ۶۸ روایات کو امام مسلم رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے۔

① طبقات ابن سعد: ۸/ ٤٦۔
② اسدالغابہ: ٦/ ١٩٢۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا

آپ رضی اللہ عنہا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ابن خطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن رباح بن عبداللہ قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی کی صاحبزادی ہیں۔ آپ کی والدہ کا نام زینب بنت مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح ہے اور زینب، سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ ہیں۔①

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا بعثت سے پانچ برس قبل پیدا ہوئیں جب قریش بیت اللہ کی تعمیر کر رہے تھے۔ نبی ﷺ کے عقد میں آنے سے پہلے ان کا نکاح سیدنا خنیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا تھا جو ذوالھجر تین صحابی ہیں۔ انہوں نے پہلی ہجرت حبشہ کی جانب کی، جب مسلمانوں پر قریش مکہ کے مظالم بڑھ گئے تو نبی ﷺ کی اجازت سے بعض صحابہ کرام حبشہ ہجرت کر گئے تھے ان میں سیدنا خنیس رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے لیکن کچھ ہی عرصہ بعد مکہ کی محبت میں سیدنا خنیس رضی اللہ عنہ واپس آ گئے اور جب نبی کریم ﷺ کی جانب سے مسلمانوں کو ہجرت مدینہ کی اجازت ملی تو سیدنا خنیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ بھی مدینہ کی جانب روانہ ہو گئے لیکن اب وہ اکیلے نہیں تھے بلکہ ان کے ساتھ ان کی بیوی سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ یہاں ان کی زندگی ایمان وعمل کے سائے تلے ایک دوسرے کی رفاقت میں احسن انداز سے گزرنے لگی۔ ۲ھ میں کفر اور اسلام کے درمیان جنگ بدر کی صورت میں ایک بڑا معرکہ بپا ہوا تو اس میں سیدنا خنیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ وہ اس جنگ میں بہادری و جواں مردی سے لڑتے ہوئے شدید زخمی ہوئے اور بدر سے واپسی پر چند دِن زندہ رہے اور انہی زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے شہادت

① طبقات ابن سعد، ۸/ ۶۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کا تمغہ سینے پر سجائے اس دنیا سے رُخصت ہو گئے۔ ان کے انتقال پر سیدہ حفصہ ﷞ بیوہ ہو گئیں۔ ابھی وہ اپنی زندگی کی اٹھارہ بہاریں دیکھ پائی تھیں۔ جوانی میں ان کے بیوہ ہو جانے پر ان کے والد گرامی سیدنا عمر ﷜ پریشان ہوئے اور جب ان کی عدت پوری ہو گئی تو ان کی شادی کے لیے تگ و دو کرنے لگے۔ امام بخاری ﷫ نے اس واقعہ کی تفصیل ان الفاظ میں نقل کی ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ ﷟، يُحَدِّثُ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، حِينَ تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنْ خُنَيْسِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا، تُوُفِّيَ بِالْمَدِينَةِ، قَالَ عُمَرُ: فَلَقِيتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ، فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَفْصَةَ، فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ، قَالَ: سَأَنْظُرُ فِي أَمْرِي، فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ، فَقَالَ: قَدْ بَدَا لِي أَنْ لَا أَتَزَوَّجَ يَوْمِي هٰذَا، قَالَ عُمَرُ: فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ، فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ، فَصَمَتَ أَبُوبَكْرٍ فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا، فَكُنْتُ عَلَيْهِ أَوْجَدَ مِنِّي عَلَى عُثْمَانَ، فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ خَطَبَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَأَنْكَحْتُهَا إِيَّاهُ فَلَقِيَنِي أَبُوبَكْرٍ فَقَالَ: لَعَلَّكَ وَجَدْتَ عَلَيَّ حِينَ عَرَضْتَ عَلَيَّ حَفْصَةَ فَلَمْ أَرْجِعْ إِلَيْكَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَرْجِعَ إِلَيْكَ فِيمَا عَرَضْتَ، إِلَّا أَنِّي قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ ذَكَرَهَا، فَلَمْ أَكُنْ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَلَوْ تَرَكَهَا لَقَبِلْتُهَا①

سیدنا عبداللہ بن عمر ﷟ سے روایت ہے کہ جب سیدہ حفصہ ﷞ اپنے شوہر سیدنا خنیس بن حذافہ سہمی ﷜ کی وفات سے بیوہ ہوئیں سیدنا عمر ﷜

① صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب: ٤٠٠٥۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کہتے ہیں کہ میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا اور کہا: اگر تمہاری مرضی ہو تو اپنی دختر حفصہ (رضی اللہ عنہا) کا نکاح تم سے کر دوں؟ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس پر غور کروں گا، پھر میں کئی راتیں ٹھہرا رہا تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ابھی میں یہی مناسب سمجھتا ہوں کہ ان دنوں (دوسرا) نکاح نہ کروں، پھر میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے کہا: اگر تم چاہو تو میں اپنی بیٹی حفصہ (رضی اللہ عنہا) کا نکاح تم سے کردوں؟ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ خاموش رہے اور کچھ جواب نہ دیا۔ مجھے ان پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی زیادہ غصہ آیا۔ مگر میں چند راتیں ہی ٹھہرا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ رضی اللہ عنہا کے لیے پیغام نکاح بھیجا جس پر میں نے فوراً ان کا نکاح آپ سے کردیا۔ پھر مجھے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ملے اور انہوں نے کہا: شاید تم مجھ سے ناراض ہو گئے ہو کیونکہ تم نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا تھا اور میں نے کچھ جواب نہ دیا تھا۔ میں نے کہا: ہاں! مجھے رنج تو ہوا تھا، انہوں نے فرمایا: دراصل بات یہ تھی کہ مجھے تمہاری پیش کش قبول کرنے میں کوئی امر مانع نہ تھا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھ سے) سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا تھا اور مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز فاش کرنا منظور نہ تھا۔ ہاں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ارادہ ترک کر دیتے تو میں سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو ضرور قبول کر لیتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کے بعد سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا امہات المومنین میں شامل ہو گئیں اور شب و روز رسالت کے سائے تلے گزرنے لگے۔ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچ قریشی بیویوں میں سے ایک تھیں۔ انہیں عبادت سے خصوصی شغف تھا۔ احادیث میں انہیں صوامة اور قوامه کے لقب سے یاد کیا گیا ہے۔

خاندانی فضائل

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا ایک ایسے خاندان سے تعلق رکھتی ہیں جو شرف و منزلت میں بلند

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مقام پر فائز ہے۔ ان کے والد خلیفہ ثانی سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں جن کی عظمت کوئی ڈھکی چھپی نہیں۔ بہت سی احادیث ان کے فضائل پر موجود ہیں۔ نمونہ کے طور پر چند ایک وہ احادیث ملاحظہ فرمایے جنھیں امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے فضائل میں نقل فرمایا ہے:

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيَّ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ، رَأَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُونَ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ، مِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ دُونَ ذَلِكَ وَمَرَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ يَجُرُّهُ» قَالُوا مَاذَا أَوَّلْتَ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: «الدِّينَ» ①

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے نیند کی حالت میں دیکھا کہ لوگ میرے سامنے لائے جاتے ہیں اور وہ کرتے پہنے ہوئے ہیں۔ بعض کے کرتے چھاتی تک ہیں اور بعض کے اس کے نیچے، پھر عمر (رضی اللہ عنہ) گزرے تو وہ اتنا نیچا کرتا پہنے ہوئے تھے جو کہ زمین پر گھسٹتا جاتا تھا۔'' لوگوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! اس کی تعبیر کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دین۔''

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: «بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ، إِذْ رَأَيْتُ قَدَحًا أُتِيتُ بِهِ فِيهِ لَبَنٌ، فَشَرِبْتُ مِنْهُ حَتَّى إِنِّي لَأَرَى الرِّيَّ يَجْرِي فِي أَظْفَارِي، ثُمَّ أَعْطَيْتُ فَضْلِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ» قَالُوا: فَمَا أَوَّلْتَ ذَلِكَ؟ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: «الْعِلْمَ» ②

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے

① صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب فضائل عمر رضی اللہ عنہ، رقم: ۲۳۹۰۔
② صحيح مسلم، كتاب الفضائل: باب فضائل عمر رضی اللہ عنہ: ۲۳۹۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فرمایا: ''میں سو رہا تھا اور سوتے میں ایک پیالہ میرے سامنے لایا گیا جس میں دودھ تھا۔ میں نے اس میں سے پیا یہاں تک کہ تازگی اور سیرابی میرے ناخنوں سے نکلنے لگی۔ پھر جو بچا میں نے عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) کو دے دیا۔'' لوگوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! اس کی تعبیر کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی تعبیر علم ہے۔''

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، يَقُولُ: «بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي عَلَى قَلِيبٍ، عَلَيْهَا دَلْوٌ، فَنَزَعْتُ مِنْهَا مَا شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ فَنَزَعَ بِهَا ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ، وَفِي نَزْعِهِ، وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَهُ، ضَعْفٌ، ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْبًا، فَأَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ، فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَنْزِعُ نَزْعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، حَتَّى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ» ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''میں سویا ہوا تھا، میں نے اپنے آپ کو ایک کنویں پر دیکھا کہ اس پر ڈول پڑا ہوا ہے۔ پس میں نے ڈول سے پانی کھینچا جتنا کہ اللہ نے چاہا، پھر اس کو ابوقحافہ کے بیٹے (سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) نے لے لیا اور ایک یا دو ڈول نکالے اور ان کے کھینچنے میں کمزوری تھی، اللہ تعالیٰ ان کو بخشے۔ پھر وہ ڈول بڑا ہو گیا اور اس کو عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) نے لے لیا تو میں نے لوگوں میں ایسا شہ زور نہیں دیکھا جو عمر کی طرح پانی کھینچتا ہو۔ انہوں نے اس کثرت سے پانی نکالا کہ لوگ اپنے اپنے اونٹوں کو سیراب کر کے آرام کی جگہ لے گئے۔''

علماء نے بیان کیا ہے کہ اس خواب میں آپ ﷺ کے بعد سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی خلافت کی تمثیل و بشارت اور ان کے حالات کی پیشین گوئی ہے۔

① صحیح مسلم، كتاب الفضائل، رقم: ۲۳۹۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، أَنَّهُ قَالَ: «بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ إِذْ رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ، فَإِذَا امْرَأَةٌ تَوَضَّأُ إِلَى جَانِبِ قَصْرٍ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا؟ فَقَالُوا: لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَذَكَرْتُ غَيْرَةَ عُمَرَ، فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا » قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَبَكَى عُمَرُ، وَنَحْنُ جَمِيعًا فِي ذَلِكَ الْمَجْلِسِ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ قَالَ عُمَرُ: بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَعَلَيْكَ أَغَارُ؟[1]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''میں سو رہا تھا اور میں نے اپنے آپ کو جنت میں دیکھا۔ وہاں ایک عورت ایک محل کے کونے میں وضو کر رہی تھی۔ میں نے پوچھا کہ یہ محل کس کا ہے؟ (فرشتے) بولے کہ عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) کا۔ یہ سن کر مجھے عمر (رضی اللہ عنہ) کی غیرت کا خیال آیا اور میں پیٹھ موڑ کر چلا آیا۔'' سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہماری موجودگی میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے روتے ہوئے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، یا رسول اللہ! کیا میں آپ پر غیرت کروں گا؟

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ سَعْدًا قَالَ: اسْتَأْذَنَ عُمَرُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَعِنْدَهُ نِسَاءٌ مِنْ قُرَيْشٍ يُكَلِّمْنَهُ وَيَسْتَكْثِرْنَهُ،عَالِيَةً أَصْوَاتُهُنَّ، فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عُمَرُ قُمْنَ يَبْتَدِرْنَ الْحِجَابَ، فَأَذِنَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَضْحَكُ، فَقَالَ عُمَرُ: أَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «عَجِبْتُ مِنْ هَؤُلَاءِ اللَّاتِي كُنَّ عِنْدِي، فَلَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ ابْتَدَرْنَ الْحِجَابَ» قَالَ عُمَرُ: فَأَنْتَ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَحَقُّ أَنْ يَهَبْنَ، ثُمَّ قَالَ عُمَرُ: أَيْ عَدُوَّاتِ أَنْفُسِهِنَّ أَتَهَبْنَنِي وَلَا تَهَبْنَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ؟ قُلْنَ:

[1] صحيح مسلم، كتاب الفضائل، رقم: ٢٣٩٥۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نَعَمْ، أَنْتَ أَغْلَظُ وَأَفَظُّ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ قَطُّ سَالِكًا فَجًّا إِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ» ①

(فاتح ایران) سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اندر آنے کی اجازت چاہی جبکہ آپ کے پاس اس وقت قریش کی عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں اور آپ ﷺ سے باتیں کر رہی تھیں اور بہت باتیں کر رہی تھیں، ان کی آوازیں بلند تھیں۔ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آواز دی تو اٹھ کر چھپنے کے لیے دوڑیں۔ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو اجازت دی، آپ ﷺ مسکرا رہے تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہنستا رکھے یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے ان عورتوں پر تعجب ہوا جو میرے پاس بیٹھی تھیں، تمہاری آواز سنتے ہی پردے میں بھاگ گئیں۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ان کو آپ سے زیادہ ڈرنا چاہیے۔ پھر ان عورتوں سے کہا کہ اے اپنی جان کی دشمنو! تم مجھ سے ڈرتی ہو اور رسول اللہ ﷺ سے نہیں ڈرتی؟ انہوں نے کہا: ہاں! تم رسول اللہ ﷺ کی بہ نسبت سخت اور غصیلے ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! شیطان جب تمہیں کسی راہ میں چلتا ہوا ملتا ہے تو اس راہ کو جس میں تم چلتے ہو چھوڑ کر دوسری راہ میں چلا جاتا ہے۔''

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: «قَدْ كَانَ يَكُونُ فِي الْأُمَمِ قَبْلَكُمْ مُحَدَّثُونَ، فَإِنْ يَكُنْ فِي أُمَّتِي مِنْهُمْ

① صحيح البخاري، كتاب المناقب، باب مناقب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ: ٣٦٨٣؛ صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابه، باب من فضائل عمر رضی اللہ عنہ: ٢٣٩٦۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

أَحَدٌ، فَإِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ مِنْهُمْ» قَالَ ابْنُ وَهْبٍ: تَفْسِيرُ مُحَدَّثُونَ: مُلْهَمُونَ ①

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''تم سے پہلی امتوں میں ایسے لوگ ہوا کرتے تھے جو محدث تھے (جن کی رائے ٹھیک ہوتی، گمان صحیح ہوتا یا فرشتے ان کو الہام کرتے) میری امت میں اگر ایسا کوئی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتے۔'' ابن وہب نے کہا کہ محدثون کا معنی ''الہام والے'' ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ: وَافَقْتُ رَبِّي فِي ثَلَاثٍ، فِي مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ، وَفِي الْحِجَابِ، وَفِي أُسَارَى بَدْرٍ

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تین باتوں میں اپنے رب کے موافق ہوا۔ ایک مقام ابراہیم پر نماز پڑھنے میں (جب میں نے رائے دی کہ یارسول اللہ! آپ اس جگہ کو جائے نماز بنایئے تو ویسا ہی قرآن میں اترا) اور دوسرا عورتوں کے پردے کے بارے میں اور تیسرا بدر کے قیدیوں کے بارے میں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ جَاءَ ابْنُهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَسَأَلَهُ أَنْ يُعْطِيَهُ قَمِيصَهُ أَنْ يُكَفِّنَ فِيهِ أَبَاهُ، فَأَعْطَاهُ، ثُمَّ سَأَلَهُ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ؟ فَقَامَ عُمَرُ فَأَخَذَ بِثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَتُصَلِّي عَلَيْهِ وَقَدْ نَهَاكَ اللَّهُ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّمَا خَيَّرَنِي اللَّهُ فَقَالَ: ﴿اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً﴾ وَسَأَزِيدُ عَلَى سَبْعِينَ» قَالَ: إِنَّهُ

① صحيح مسلم، كتاب الفضائل، من فضائل عمر رضي الله عنه: ۲۳۹۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مُنَافِقٌ، فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، وَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ:

﴿وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ﴾ ①

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جب عبداللہ بن ابی بن سلول مشہور منافق مرا تو اس کا بیٹا عبداللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی کہ آپ اپنا کرتا میرے باپ کے کفن کے لیے دے دیجیے تو آپ نے دے دیا۔ پھر اس نے کہا: آپ اس کی نماز جنازہ پڑھا دیجیے۔ پس رسول اللہ ﷺ اس پر نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے کپڑے کو پکڑا اور کہا: یارسول اللہ! کیا اللہ نے آپ کو اس پر نماز پڑھنے سے منع نہیں کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے کہ ان (منافقوں) کے لیے دعا کریں یا نہ کریں اگر ستر بار بھی دعا کریں گے تو بھی اللہ تعالیٰ ان کو نہیں بخشے گا۔ (التوبہ:۸۰) تو میں ستر بار سے زیادہ دعا کروں گا۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: بے شک وہ منافق تھا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اس پر نماز پڑھی۔ تب یہ آیت اتری کہ ''اگر منافقوں میں سے کوئی مر جائے تو اس کی نماز جنازہ نہ پڑھیں اور نہ اس کی قبر پر ہی کھڑے ہوں۔'' (التوبہ:۸٤) (پس اللہ تعالیٰ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کو پسند فرمایا)

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے والد گرامی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بہت سے فضائل کتب احادیث کی زینت ہیں اور ان کے بھائی سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما صحابہ میں ایک بلند مقام رکھتے ہیں اور ان کے ماموں سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ صحابیٔ رسول ہیں۔ یوں یہ سارا خاندان ہی دامن رسالت سے وابستہ اور علم و عمل میں ممتاز تھا۔

① صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب من فضائل عمر رضی اللہ عنہ: ۲٤۰۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے فضائل

ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے ساٹھ احادیث مروی ہیں جن میں چار متفق علیہ ہیں، چھ احادیث صحیح مسلم میں موجود ہیں اور ان کا امت پر یہ احسان بھی ہے کہ ان کے والد نے قرآن کو جمع وتحریر کروا کے مصحف ترتیب دینے میں اہم کردار ادا کیا اور وہ صحیفہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس محفوظ رہا۔ پس جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں قرأتوں کا اختلاف بڑھا تو سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے وہی صحیفہ منگوا کے اس سے مزید کئی نسخے تیار کروائے اور انہیں بلاد عالم میں بھیج کر امت مسلمہ کو اس ایک نسخہ پر جمع کر دیا۔ چنانچہ مذکور ہے کہ جنگ یمامہ میں حفاظ صحابہ کی کثیر تعداد شہید ہو گئی تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اس طرح قرآن پاک کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے، اس لیے قرآن کو ایک جگہ مرتب کروا کے رکھ دیا جائے تاکہ بوقت ضرورت اس سے استفادہ کیا جا سکے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا میں اسے کیسے کر سکتا ہوں؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اللہ کی قسم! یہ کام ہر اعتبار سے بہتر ہے اور اس پر اصرار بھی کیا۔ آخرکار اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھول دیا اور وہ بھی اس کام پر آمادہ ہو گئے اور انہوں نے سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان کو یہی واقعہ سنایا تو انہوں نے بھی وہی جواب دیا کہ جس کام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کیا تھا اس کو ہم کیوں کریں؟ لیکن بار بار کے تکرار و اصرار سے اللہ نے ان کا سینہ بھی کھول دیا اور وہ اس کام کے لیے راضی ہو گئے اور جمع قرآن کی ذمہ داری بھی سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ پر ڈال دی گئی۔ وہ فرماتے ہیں کہ اگر مجھے یہ حکم دے دیا جاتا کہ اس پہاڑ کو اٹھا کر دوسری جگہ منتقل کر دو تو یہ کام جمع قرآن کی نسبت آسان تھا۔ بہرحال سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے مختلف اشیاء سے اور مختلف لوگوں سے تحقیق وتفتیش کے بعد قرآن کو جمع کیا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تقریباً چھ کو اس کام پر مقرر فرمایا کہ وہ بھی سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے ساتھ تحقیق کریں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ خود بھی حافظ قرآن تھے اور سینکڑوں صحابہ رضی اللہ عنہم بھی حفاظ قرآن تھے لیکن اس کے باوجود جمع قرآن میں اتنی احتیاط کی گئی کہ جو نسخے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھوائے تھے، سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ان کو منگواتے اور دوسرے نسخوں سے موازنہ کرتے اور حفاظ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے بھی پیش کرتے۔ بہرحال سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے اس زبردست احتیاط و محنت کے بعد قرآنی آیات کو جمع کر کے کاغذ کے صحیفوں میں مرتب شکل میں تحریر فرما دیا لیکن ہر سورت علیحدہ علیحدہ صحیفے میں لکھی گئی تھی۔ لہٰذا صحیفوں کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ اصطلاح میں اس نسخے کو ''ام الصحائف'' کہا جاتا ہے۔ اس صحیفے کی خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں:

☆ اس نسخے میں سورتوں کی آیات کی ترتیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ترتیب کے موافق تھی لیکن ہر سورت الگ الگ صحیفے میں لکھی گئی تھی۔

☆ اس نسخے کو سات قراءتوں کے مطابق جمع کیا گیا۔

☆ اس میں وہ تمام آیات جمع کی گئی تھیں جن کی تلاوت منسوخ نہیں ہوئی تھی۔ یہ نسخہ زندگی بھر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس رہا، ان کی وفات کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس رہا اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کی صاحبزادی سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہا۔①

پارسائی میں جبریل امین علیہ السلام کی گواہی

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا بہت نیک اور پارسا خاتون تھیں۔ زہد و تقویٰ اور خشیت الٰہی میں انہیں ایک بلند مقام حاصل تھا۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو ایک طلاق دی تو جبریل امین آپ کے پاس آئے اور فرمایا:

① احکام القرآن لابن العربی: ۲/ ۶۰۸؛ غرائب القرآن ورغائب الفرقان: ۱/۲۷؛ واصلہ فی البخاری، کتاب تفسیر القرآن، باب قولہ لقد جاء کم رسول من انفسکم......: ۴۶۷۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"يَا مُحَمَّدُ! طَلَّقْتَ حَفْصَةَ وَهِيَ صَوَّامَةٌ قَوَّامَةٌ وَهِيَ زَوْجَتُكَ فِي الْجَنَّةِ" ①

اے محمد! کیا آپ نے حفصہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی؟ وہ بہت زیادہ روزے رکھنے والی اور عبادت گزار خاتون ہیں اور وہ جنت میں بھی آپ کی بیوی ہوں گی۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«قَالَ لِيْ جِبْرِيْلُ رَاجِعْ حَفْصَةَ فَإِنَّهَا صَوَّامَةٌ قَوَّامَةٌ وَإِنَّهَا زَوْجَتُكَ فِي الْجَنَّةِ» ②

"مجھے جبریل امین نے کہا: آپ حفصہ رضی اللہ عنہا سے رجوع کر لیں، وہ بہت روزہ دار اور قیام کرنے والی ہے اور وہ جنت میں بھی آپ کی بیوی ہوں گی۔"

جبریل امین نے بذریعہ وحی الٰہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے رجوع کا مشورہ دیا اور ان کے زہد و ورع اور پارسائی کی گواہی دی اور بتایا کہ وہ جنت میں بھی آپ کی بیوی ہوں گی۔

چند اہم واقعات

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی زندگی کے متعلق بعض اہم واقعات جو کتب احادیث میں موجود ہیں، ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

واقعہ ایلاء

ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں سے ناراض ہو کے مہینہ بھر ان سے الگ رہنے کا فیصلہ فرما لیا۔ چنانچہ آپ بیویوں سے الگ ہو کر بالاخانے میں جا بیٹھے۔ بعض

① حسن، سلسلة احاديث صحيحة: ٥/١٧، رقم: ٢٠٠٧؛ ارواء الغليل: ٧/ ١٥٨۔

② حسن: صحيح الجامع الصغير للالبانی: ٢/ ٨٠٢، رقم: ٤٣٥١؛ معجم الكبير للطبرانی: ٨١/ ٥٦٣ رقم: ٩٣٩۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

لوگوں نے سمجھا کہ شاید آپ نے بیویوں کو طلاق دے دی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی اپنی بیٹی کے حوالہ سے پریشان ہوئے۔ پس وہ آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

مَكَثْتُ سَنَةً وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَنْ آيَةٍ، فَمَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَسْأَلَهُ، هَيْبَةً لَهُ حَتَّى خَرَجَ حَاجًّا، فَخَرَجْتُ مَعَهُ، فَلَمَّا رَجَعَ فَكُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ عَدَلَ إِلَى الْأَرَاكِ لِحَاجَةٍ لَهُ، فَوَقَفْتُ لَهُ حَتَّى فَرَغَ، ثُمَّ سِرْتُ مَعَهُ، فَقُلْتُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، مَنِ اللَّتَانِ تَظَاهَرَتَا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ أَزْوَاجِهِ، فَقَالَ: تِلْكَ حَفْصَةُ وَعَائِشَةُ، قَالَ فَقُلْتُ لَهُ: وَاللّٰهِ، إِنْ كُنْتُ لَأُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْ هَذَا مُنْذُ سَنَةٍ، فَمَا أَسْتَطِيعُ هَيْبَةً لَكَ، قَالَ: فَلَا تَفْعَلْ، مَا ظَنَنْتَ أَنَّ عِنْدِي مِنْ عِلْمٍ فَسَلْنِي عَنْهُ، فَإِنْ كُنْتُ أَعْلَمُهُ أَخْبَرْتُكَ، قَالَ: وَقَالَ عُمَرُ: وَاللّٰهِ، إِنْ كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مَا نَعُدُّ لِلنِّسَاءِ أَمْرًا، حَتَّى أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى فِيهِنَّ مَا أَنْزَلَ، وَقَسَمَ لَهُنَّ مَا قَسَمَ، قَالَ: فَبَيْنَمَا أَنَا فِي أَمْرٍ أَتَأَمَّرُهُ إِذْ قَالَتْ لِي امْرَأَتِي: لَوْ صَنَعْتَ كَذَا وَكَذَا، فَقُلْتُ لَهَا: وَمَا لَكِ أَنْتِ، وَلِمَا هَاهُنَا؟ وَمَا تَكَلُّفُكِ فِي أَمْرٍ أُرِيدُهُ، فَقَالَتْ لِي: عَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ، مَا تُرِيدُ أَنْ تُرَاجَعَ أَنْتَ، وَإِنَّ ابْنَتَكَ لَتُرَاجِعُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، حَتَّى يَظَلَّ يَوْمَهُ غَضْبَانَ، قَالَ عُمَرُ: فَآخُذُ رِدَائِي، ثُمَّ أَخْرُجُ مَكَانِي حَتَّى أَدْخُلَ عَلَى حَفْصَةَ، فَقُلْتُ لَهَا: يَا بُنَيَّةُ إِنَّكِ لَتُرَاجِعِينَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، حَتَّى يَظَلَّ يَوْمَهُ غَضْبَانَ؟ فَقَالَتْ حَفْصَةُ: وَاللّٰهِ إِنَّا لَنُرَاجِعُهُ، فَقُلْتُ:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تَعْلَمِينَ أَنِّي أُحَذِّرُكِ عُقُوبَةَ اللّٰهِ، وَغَضَبَ رَسُولِهِ، يَا بُنَيَّةُ، لَا يَغُرَّنَّكِ هٰذِهِ الَّتِي قَدْ أَعْجَبَهَا حُسْنُهَا، وَحُبُّ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِيَّاهَا، ثُمَّ خَرَجْتُ حَتّٰى أَدْخُلَ عَلٰى أُمِّ سَلَمَةَ لِقَرَابَتِي مِنْهَا، فَكَلَّمْتُهَا، فَقَالَتْ لِي أُمُّ سَلَمَةَ: عَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ قَدْ دَخَلْتَ فِي كُلِّ شَيْءٍ، حَتّٰى تَبْتَغِيَ أَنْ تَدْخُلَ بَيْنَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَأَزْوَاجِهِ، قَالَ: فَأَخَذَتْنِي أَخْذًا كَسَرَتْنِي عَنْ بَعْضِ مَا كُنْتُ أَجِدُ، فَخَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهَا، وَكَانَ لِي صَاحِبٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِذَا غِبْتُ أَتَانِي بِالْخَبَرِ، وَإِذَا غَابَ كُنْتُ أَنَا آتِيهِ بِالْخَبَرِ، وَنَحْنُ حِينَئِذٍ نَتَخَوَّفُ مَلِكًا مِنْ مُلُوكِ غَسَّانَ، ذُكِرَ لَنَا أَنَّهُ يُرِيدُ أَنْ يَسِيرَ إِلَيْنَا، فَقَدِ امْتَلَأَتْ صُدُورُنَا مِنْهُ، فَأَتٰى صَاحِبِي الْأَنْصَارِيُّ يَدُقُّ الْبَابَ، وَقَالَ: افْتَحِ افْتَحْ، فَقُلْتُ: جَاءَ الْغَسَّانِيُّ؟ فَقَالَ: أَشَدُّ مِنْ ذٰلِكَ، اعْتَزَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَزْوَاجَهُ، فَقُلْتُ: رَغِمَ أَنْفُ حَفْصَةَ وَعَائِشَةَ، ثُمَّ آخُذُ ثَوْبِي، فَأَخْرُجُ حَتّٰى جِئْتُ، فَإِذَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي مَشْرُبَةٍ لَهُ يُرْتَقٰى إِلَيْهَا بِعَجَلَةٍ، وَغُلَامٌ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَسْوَدُ عَلٰى رَأْسِ الدَّرَجَةِ، فَقُلْتُ: هٰذَا عُمَرُ، فَأُذِنَ لِي، قَالَ عُمَرُ: فَقَصَصْتُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ هٰذَا الْحَدِيثَ، فَلَمَّا بَلَغْتُ حَدِيثَ أُمِّ سَلَمَةَ، تَبَسَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، وَإِنَّهُ لَعَلٰى حَصِيرٍ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ شَيْءٌ، وَتَحْتَ رَأْسِهِ وِسَادَةٌ مِنْ أَدَمٍ، حَشْوُهَا لِيفٌ، وَإِنَّ عِنْدَ رِجْلَيْهِ قَرَظًا مَضْبُورًا، وَعِنْدَ رَأْسِهِ أُهُبًا مُعَلَّقَةً، فَرَأَيْتُ أَثَرَ الْحَصِيرِ فِي جَنْبِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَبَكَيْتُ، فَقَالَ: «مَا يُبْكِيكَ؟» فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ كِسْرٰى وَقَيْصَرَ فِيمَا هُمَا فِيهِ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وَأَنْتَ رَسُولُ اللّٰهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ لَهُمَا الدُّنْيَا، وَلَكَ الْآخِرَةُ» ①

میں ایک سال تک سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں پوچھنے کا ارادہ کرتا رہا لیکن ان کے رعب کی وجہ سے نہ پوچھ سکا، یہاں تک کہ وہ حج کو نکلے اور میں بھی ان کے ساتھ نکلا۔ پھر واپسی میں تھے کہ (سیدنا عمر رضی اللہ عنہ) ایک بار پیلو کے درختوں کی طرف کسی حاجت کو جھکے اور میں ان کے لیے ٹھہرا رہا، یہاں تک کہ وہ اپنی حاجت سے فارغ ہوئے تو میں ان کے ساتھ چلا اور میں نے کہا کہ اے امیر المومنین! وہ دونوں عورتیں کون ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ پر آپ کی ازواج میں سے زور ڈالا؟ تو انہوں نے کہا کہ وہ سیدہ حفصہ اور عائشہ رضی اللہ عنہما ہیں۔ کہتے ہیں: میں نے ان سے کہا کہ اللہ کی قسم! میں آپ سے اس بارے میں ایک سال سے پوچھنا چاہتا تھا اور آپ کی ہیبت سے نہ پوچھ سکا تو انہوں نے کہا کہ نہیں ایسا مت کرو! جو بات تمہیں خیال آئے کہ مجھے معلوم ہے تو اس کو تم مجھ سے دریافت کرلو، میں اگر جانتا ہوں تو تمہیں بتا دوں گا۔ کہتے ہیں: پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! ہم پہلے جاہلیت میں گرفتار تھے اور عورتوں کو کچھ اہمیت نہ دیتے تھے، یہاں تک کہ اللہ نے ان کے ادائے حقوق میں اتارا جو کہ اتارا اور ان کے لیے باری مقرر کی جو مقرر کی (یعنی ان کے حقوق مقرر کر دیے) چنانچہ ایک دن ایسا ہوا کہ میں کسی کام میں مشورہ کر رہا تھا کہ میری بیوی نے کہا کہ تم اس طرح کرتے تو خوب ہوتا تو میں نے اس سے کہا کہ تجھے میرے کام میں کیا دخل؟ جس کام کا میں ارادہ کرتا ہوں تجھے اس سے کیا سروکار؟ تو اس نے مجھ سے کہا کہ اے ابن خطاب! تعجب ہے تم تو چاہتے ہو کہ کوئی تمہیں جواب ہی نہ دے حالانکہ تمہاری صاحبزادی رسول اللہ ﷺ کو جواب دیتی ہے، یہاں تک کہ وہ دن بھر غصہ میں رہتے ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر میں اپنی چادر لے کر گھر سے نکلا اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ اے میری پیاری بیٹی! تو رسول اللہ ﷺ کو جواب دیتی ہے یہاں تک کہ وہ

① صحیح البخاری، کتاب تفسیر القرآن، باب تبتغی مرضاۃ ازواجک: ۴۹۱۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دن بھر غصہ میں رہتے ہیں؟ تو سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ کی قسم! میں تو ان کو جواب دیتی ہوں۔ پس میں نے اس سے کہا کہ تو جان لے! تجھے میں اللہ تعالیٰ کے عذاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضی سے ڈراتا ہوں۔ اے میری بیٹی! تم اس بیوی کے دھوکے میں مت رہو جو اپنے حسن پر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر ناز کرتی ہیں (یعنی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا) پھر میں وہاں سے نکلا اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے کہا کہ اے ابن خطاب! تم پر تعجب ہے کہ تم ہر چیز میں دخل دیتے ہو یہاں تک کہ تم چاہتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان ازواج کے معاملہ میں بھی دخل دو؟ مجھے ان کی اس بات سے بہت صدمہ پہنچا، جس نے مجھے اس نصیحت سے باز رکھا جو میں کرنا چاہتا تھا اور میں ان کے پاس سے چلا آیا اور انصار میں سے میرا ایک دوست تھا کہ جب میں غائب ہوتا تو وہ مجھے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس اور احادیث کی) خبر دیتا، جب وہ غائب ہوتا تو میں اس کو خبر دیتا تھا اور ہم ان دنوں غسان کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کا خوف رکھتے تھے اور ہم میں چرچا تھا کہ وہ ہماری طرف آنے کا ارادہ رکھتا ہے اور ہمارے سینے اس کے خیال سے بھرے ہوئے تھے۔ اس دوران میرے دوست نے آکر دروازہ کھٹکایا اور کہا کہ کھولو! کھولو! میں نے کہا کہ کیا غسانی آ گئے؟ اس نے کہا کہ نہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ پریشانی کی بات ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات سے جدا ہو گئے ہیں۔ پس میں نے کہا کہ حفصہ اور عائشہ رضی اللہ عنہما کی ناک خاک آلود ہو۔ پھر میں نے اپنے کپڑے لیے اور نکلا یہاں تک کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا جبکہ آپ ایک بالاخانے میں تھے اس کے اوپر کھجور کے ایک تنے سے چڑھتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک سیاہ فام غلام اس سیڑھی کے سرے پر تھا۔ پس میں نے کہا: کہو کہ عمر آیا ہے، میرے لیے اجازت دی گئی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر میں نے یہ سب قصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا اور جب میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بات پر پہنچا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹائی پر تھے کہ ان کے اور چٹائی کے بیچ میں اور کوئی بچھونا نہ تھا اور آپ کے سر کے نیچے چمڑے کا ایک تکیہ تھا جس میں کھجور کا چھلکا بھرا ہوا تھا اور

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ کے پیروں کی طرف سلم کے کچھ پتے ڈھیر تھے (جس سے چمڑے کو رنگتے ہیں) اور آپ کے سرہانے ایک کچا چمڑا لٹکا ہوا تھا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پہلو پر چٹائی کا اثر اور نشان دیکھا تو رونے لگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عمر! تمہیں کس بات نے رلا دیا؟'' میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! بے شک کسریٰ اور قیصر عیش میں ہیں جبکہ آپ اللہ کے رسول ہیں، تب آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم راضی نہیں ہو کہ ان کے لیے دنیا ہو اور تمہارے لیے آخرت!۔''

واقعۂ تحریم

رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ خود پر شہد حرام کر لیا تھا۔ اس واقعہ کو واقعہ تحریم سے یاد کیا جاتا ہے۔ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا براہِ راست اس واقعہ سے تعلق تھا۔ چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَسَلَّمَ يُحِبُّ العَسَلَ وَالحَلْوَاءَ، وَكَانَ إِذَا انْصَرَفَ مِنَ العَصْرِ دَخَلَ عَلَى نِسَائِهِ، فَيَدْنُو مِنْ إِحْدَاهُنَّ، فَدَخَلَ عَلَى حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ، فَاحْتَبَسَ أَكْثَرَ مَا كَانَ يَحْتَبِسُ، فَغِرْتُ، فَسَأَلْتُ عَنْ ذَلِكَ، فَقِيلَ لِي: أَهْدَتْ لَهَا امْرَأَةٌ مِنْ قَوْمِهَا عُكَّةً مِنْ عَسَلٍ، فَسَقَتِ النَّبِيَّ ﷺ مِنْهُ شَرْبَةً، فَقُلْتُ: أَمَا وَاللَّهِ لَنَحْتَالَنَّ لَهُ، فَقُلْتُ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ: إِنَّهُ سَيَدْنُو مِنْكِ، فَإِذَا دَنَا مِنْكِ فَقُولِي: أَكَلْتَ مَغَافِيرَ، فَإِنَّهُ سَيَقُولُ لَكِ: لاَ، فَقُولِي لَهُ: مَا هَذِهِ الرِّيحُ الَّتِي أَجِدُ مِنْكَ، فَإِنَّهُ سَيَقُولُ لَكِ: سَقَتْنِي حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ، فَقُولِي لَهُ: جَرَسَتْ نَحْلُهُ العُرْفُطَ ، وَسَأَقُولُ ذَلِكِ، وَقُولِي أَنْتِ يَا صَفِيَّةُ ذَاكِ، قَالَتْ: تَقُولُ سَوْدَةُ: فَوَاللَّهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ قَامَ عَلَى البَابِ، فَأَرَدْتُ أَنْ أُبَادِيَهُ بِمَا أَمَرْتِنِي بِهِ فَرَقًا مِنْكِ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فَلَمَّا دَنَا مِنْهَا قَالَتْ لَهُ سَوْدَةُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَكَلْتَ مَغَافِيرَ؟ قَالَ: «لاَ» قَالَتْ: فَمَا هَذِهِ الرِّيحُ الَّتِي أَجِدُ مِنْكَ؟ قَالَ: «سَقَتْنِي حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ فَقَالَتْ: جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ فَلَمَّا دَارَ إِلَيَّ قُلْتُ لَهُ نَحْوَ ذَلِكَ، فَلَمَّا دَارَ إِلَى صَفِيَّةَ قَالَتْ لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ، فَلَمَّا دَارَ إِلَى حَفْصَةَ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَلاَ أَسْقِيكَ مِنْهُ؟ قَالَ: «لاَ حَاجَةَ لِي فِيهِ» قَالَتْ: تَقُولُ سَوْدَةُ: وَاللَّهِ لَقَدْ حَرَمْنَاهُ، قُلْتُ لَهَا: اسْكُتِي۔[1]

رسول اللہ ﷺ کو شیرینی اور شہد بہت مرغوب تھا۔ آپ کا معمول تھا کہ جب عصر کی نماز پڑھ لیتے تو اپنی بیویوں کے پاس جاتے، کسی کے قریب ہوتے، ایک دفعہ سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما کے پاس گئے اور وہاں اپنے معمول سے زیادہ وقت قیام فرمایا، اس لیے مجھے غیرت آئی، میں نے اس کی وجہ دریافت کی تو مجھے کہا گیا کہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے میکے سے کسی عورت نے چمڑے کے مشکیزے میں کچھ شہد بطور تحفہ بھیجا تھا جس میں سے کچھ انہوں نے نبی ﷺ کو بھی پلایا۔ میں نے دل میں کہا: اللہ کی قسم! میں ضرور کچھ حیلہ کروں گی، لہٰذا میں نے سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ جب آپ ﷺ تیرے پاس آئیں تو کہنا کہ آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ آپ انکار کریں تو پھر کہنا: آپ کے منہ سے یہ بو کیسی آ رہی ہے؟ آپ فرمائیں گے کہ حفصہ (رضی اللہ عنہا) نے مجھے کچھ شہد پلایا تھا تو کہنا: شاید اس شہد کی مکھی نے درخت عرفط کا عرق چوسا تھا اور میں بھی یہی کہوں گی اور اے صفیہ! تم بھی یہی کہنا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ کی قسم! آپ ابھی آ کر میرے دروازے پر کھڑے ہی ہوئے تھے اور میں نے تمہارے

[1] صحيح البخاري، كتاب الطلاق، باب لم تحرم ما احل الله لك: ٥٢٦٨؛ صحيح مسلم، كتاب الطلاق، باب وجوب الكفارة على من حرم امرأته ولم ينو الطلاق: ١٤٧٤۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ڈر سے ارادہ کیا کہ جلدی سے پکار کر آپ سے وہ کہہ دوں جو تم نے کہا تھا۔ پس جب آپ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کے قریب پہنچے تو انہوں نے آپ سے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں!'' تو انہوں نے دوبارہ عرض کیا: پھر آپ کے منہ سے مجھے بو کیسی آتی ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ ''حفصہ (رضی اللہ عنہا) نے مجھے شہد کا شربت پلایا ہے'' تب سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ شاید اس کی مکھی نے عرفط کا رس چوسا ہوگا۔ پھر جب آپ میرے پاس تشریف لائے تو میں نے بھی یہی کہا اور جب سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو انہوں نے بھی یہی کہا۔ چنانچہ جب دوبارہ آپ ﷺ کو سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا: یارسول اللہ! آپ کو شہد پلاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے شہد کی ضرورت نہیں۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ پھر سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ کی قسم! ہم نے آپ کو شہد سے محروم کر دیا ہے۔ میں نے اس سے کہا: خاموش رہو۔

دینی فہم اور فقہی بصیرت

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا عبادت و ریاضت کے ساتھ ساتھ فقہ و تفسیر میں بھی ایک ممتاز مرتبہ رکھتی تھیں۔ سیدہ ام مبشر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

ایک روز رسول اللہ ﷺ نے ان کے سامنے ان صحابہ کرام کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا جنہوں نے درخت کے نیچے آپ کی بیعت کی تھی:

«لَا يَدْخُلُ النَّارَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ اَصْحَابُ الشَّجَرَةِ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا تَحْتَهَا»

''ان شاء اللہ! شجری صحابہ جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی جہنم میں داخل نہ ہوں گے'' یعنی وہ سب جنتی ہیں۔

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کیوں یارسول اللہ ﷺ؟ آپ نے اس پر انہیں ڈانٹ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پلائی تو انہوں نے قرآن حکیم کی یہ آیت پڑھنا شروع کر دی:

﴿ وَ اِنۡ مِّنۡكُمۡ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتۡمًا مَّقۡضِيًّا ﴾ (مریم: ۷۱)

''تم میں سے کوئی ایسا نہیں جو جہنم پر وارد نہ ہو۔ یہ تو ایک طے شدہ بات ہے جسے پورا کرنا تیرے رب کے ذمے ہے۔''

نبی کریم ﷺ نے یہ آیت پڑھی:

﴿ ثُمَّ نُنَجِّى الَّذِيۡنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيۡنَ فِيۡهَا جِثِيًّا ﴾ (مریم: ۷۲)

''پھر ہم ان لوگوں کو بچا لیں گے جو دنیا میں متقی تھے اور ظالموں کو اسی میں گرا ہوا چھوڑ دیں گے۔''[1]

اس مباحثے سے پتہ چلتا ہے کہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا دینی مسائل بالخصوص تفسیری علم میں درک رکھتی تھیں۔

رسول اللہ ﷺ کے قرب کی چاہت

رسول اللہ ﷺ اپنی زندہ بیویوں میں سب سے زیادہ محبت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کرتے تھے اور باقی ازواج مطہرات بھی آپ ﷺ کا زیادہ سے زیادہ قرب حاصل کرنے کی خواہش رکھتی تھیں اور اس مقصد کے لیے مختلف اعتبار سے کوشش بھی کرتی تھیں۔ اسی خواہش و کوشش میں رسول اللہ ﷺ سے محبت کے کئی انداز سامنے آئے۔ ایسا ہی ایک محبت بھرا واقعہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی کتابِ زندگی میں ایک مشکبار ورق کی صورت مہک رہا ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا خَرَجَ أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ، فَطَارَتِ الْقُرْعَةُ لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا كَانَ بِاللَّيْلِ سَارَ مَعَ عَائِشَةَ يَتَحَدَّثُ، فَقَالَتْ حَفْصَةُ: أَلَا تَرْكَبِينَ اللَّيْلَةَ

[1] صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل اصحاب الشجرة: ٢٤٩٦۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بَعِيرِي وَأَرْكَبُ بَعِيرَكِ، تَنْظُرِينَ وَأَنْظُرُ؟ فَقَالَتْ: بَلَى، فَرَكِبَتْ، فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى جَمَلِ عَائِشَةَ وَعَلَيْهِ حَفْصَةُ، فَسَلَّمَ عَلَيْهَا، ثُمَّ سَارَ حَتَّى نَزَلُوا وَافْتَقَدَتْهُ عَائِشَةُ، فَلَمَّا نَزَلُوا جَعَلَتْ رِجْلَيْهَا بَيْنَ الإِذْخِرِ، وَتَقُولُ: يَا رَبِّ سَلِّطْ عَلَيَّ عَقْرَبًا أَوْ حَيَّةً تَلْدَغُنِي، وَلاَ أَسْتَطِيعُ أَنْ أَقُولَ لَهُ شَيْئًا ①

نبی کریم ﷺ جب سفر کے لیے تشریف لے جاتے تو اپنی ازواج مطہرات کے درمیان قرعہ ڈالتے۔ ایک سفر میں سیدہ عائشہ اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہما دونوں کے نام قرعہ نکلا، نبی ﷺ کا معمول تھا کہ سفر کرتے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ باتیں کرتے رہتے تھے۔ ایک دفعہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: تم ایسا کرو کہ آج رات تم میرے اونٹ پر بیٹھو اور میں تمہارے اونٹ پر بیٹھتی ہوں تاکہ میں تمہارے اونٹ کا تماشہ دیکھوں اور تم میرے اونٹ کو ملاحظہ کرو۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس پیشکش کو قبول کر لیا اور اُن کے اونٹ پر سوار ہو گئیں۔ پھر جب نبی ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کی طرف آئے تو اس پر سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا تشریف فرما تھیں۔ آپ نے انہیں سلام کیا، پھر چلنے لگے اور جب منزل پر اترے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے دونوں پاؤں اذخر گھاس میں ڈال لیے اور کہنے لگیں: اے اللہ! مجھ پر سانپ یا بچھو مسلط کر دے تاکہ وہ مجھے کاٹ لے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کو تو میں کچھ کہہ نہیں سکتی ہوں۔

آخری لمحات

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا ۴۱ ہجری میں ۵۹ برس کی عمر میں فوت ہوئیں۔ ②

آپ کے والد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بوقت وفات سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو صدقہ کرنے کی

① صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب القرعة بین النساء إذا اراد سفرا: ٥٢١١۔ ② تاریخ دمشق: ٣/ ٢٠٥؛ الطبقات الکبریٰ ٨/ ٦٩۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وصیت فرمائی تھی۔ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے بھی انتقال کے وقت اپنے بھائی سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو مال صدقہ کرنے کی وصیت فرمائی اور یہ بھی کہ وہ غابہ والی جائیداد جو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں دی تھی وہ صدقہ کر دیں۔①

ان کی وفات سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ہوئی۔ اس وقت مروان بن حکم مدینہ کا گورنر تھا۔ چنانچہ مروان نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں انہیں سپرد خاک کر دیا گیا۔②

① الاصابہ فی تمییز الصحابہ :۸/ ۸٦

② طبقات ابن سعد ۸ /٦۸؛ تهذیب الاسماء : ۲/ ۳۳۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا

ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا نام ہند بنتِ ابوامیہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمرو المخزومیہ القرشیہ تھا۔ ام سلمہ ان کی کنیت اور قریش کے خاندان مخزوم سے ان کا تعلق تھا۔

اُن کے والد ابوامیہ مکہ کے ایک سخی اور مخیر آدمی تھے جن کی سخاوت و فیاضی کے پیشِ نظر انہیں ''زادالرکب'' کا نام دیا گیا تھا۔ زادالرکب کا مطلب ہے مسافر کا سفری خرچ، انہیں یہ لقب اس لیے دیا گیا تھا کہ ان کے ساتھ جتنے بھی مسافر سفر کے لیے نکلتے وہ ان سب کا سفرخرچ اپنی جیب سے ادا کر کے انہیں اس فکر سے آزاد کر دیتے تھے۔ آپ کے والد ایک دولت مند اور سخی آدمی تھے۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی پرورش بڑے ناز و نعم میں ہوئی اور جب شادی کی عمر کو پہنچیں تو والدین نے ان کا نکاح عبداللہ بن عبدالاسد سے کر دیا جو بعد میں سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے نام سے معروف ہوئے اور یہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے چچازاد ہونے کے علاوہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھی تھے۔ اس لیے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی برہ بنت عبدالمطلب کے بیٹے تھے، چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوسلمہ رضی اللہ عنہ دونوں نے ابولہب کی آزاد کردہ لونڈی ثویبہ کا دودھ پیا ہے اس لیے سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی بھی ہیں۔

جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا اعلان کیا تو اس کے کچھ ہی عرصہ بعد سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ اور ان کی بیوی سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا مسلمان ہو گئیں۔ یہ وہ دور تھا جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مصائب کے پہاڑ توڑے جا رہے تھے، اس دور میں اسلام قبول کرنا ایک طرح سے مصائب کو دعوت دینا تھا۔ چنانچہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور ان کے شوہر کو اہل مکہ کی چیرہ دستیوں کا سامنا کرنا پڑا اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظلم و ستم کی چکی میں پسنے والے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کے ایک گروہ کو حبشہ کی طرف ہجرت کی اجازت دے دی تو دین کی خاطر اپنے وطن اور عزیز واقارب کو چھوڑ کے حبشہ جانے والے قافلہ میں یہ جوڑا بھی شامل ہو گیا۔

اس قافلہ کی تعداد میں اختلاف ہے، سیرۃ ابن ہشام میں مردوں کی تعداد دس، گیارہ اور بارہ مذکور ہے اور تاریخ ابن خلدون میں گیارہ مذکور ہے، بعض سیرت نگاروں کے ہاں اس قافلہ میں سولہ افراد شامل تھے جن میں بارہ مرد اور چار عورتیں تھیں اور یہ قافلہ درج ذیل افراد پر مشتمل تھا:

① سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

② سیدنا ابوحذیفہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ

③ سیدنا ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہ

④ سیدنا عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ

⑤ سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ

⑥ سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ

⑦ سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ

⑧ سیدنا ابوسبرہ بن ابی رھم رضی اللہ عنہ

⑨ سیدنا حاطب بن عمرہ رضی اللہ عنہ

⑩ سیدنا سہیل بن وھب رضی اللہ عنہ

⑪ سیدنا عثمان بن عوف رضی اللہ عنہ

⑫ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

☆ چار خواتین جو اس قافلہ میں شامل تھیں

① سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا بنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم زوجہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

② سیدہ ام سلمہ ہند بنت امیہ رضی اللہ عنہا زوجہ سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ

③ سیدہ سعلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا زوجہ سیدنا ابوحذیفہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ

④ سیدہ لیلۃ بنت ابی حثمہ رضی اللہ عنہا زوجہ سیدنا عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دورانِ ہجرت اللہ تعالیٰ نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو بیٹا عطا کیا جس کا نام سلمہ رکھا، اسی کی کنیت سے عبداللہ، ابوسلمہ کہلائے، یہ ۵ نبوی کا زمانہ تھا، کچھ عرصہ حبشہ قیام کے بعد یہ لوگ دوبارہ مکہ لوٹ آئے اور پھر آپ نے جب اجتماعی طور پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مدینہ کی طرف ہجرت کی اجازت دی تو یہ دونوں میاں بیوی ہجرت مدینہ کے لیے رختِ سفر باندھنے لگے اور یوں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو دو ہجرتوں کا شرف بھی حاصل ہوا۔ لیکن ہجرت مدینہ کے لیے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو جن کٹھن مراحل سے گزرنا پڑا ان کا تصور کر کے انسان لرز اٹھتا ہے۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہجرت مدینہ کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

جب سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے ہجرت مدینہ کی تیاری کی تو اپنے لیے ایک اونٹ کا بندوبست کیا اور مجھے اور میرے بیٹے سلمہ کو اس پر سوار کر کے مہار پکڑ لی اور مدینہ کی طرف نکل پڑے، جب انہیں میرے قبیلے کے لوگوں نے دیکھا تو انہوں نے انہیں روکا اور کہا: یہ تیری خواہش ہے جس نے تجھے ہجرت پر مجبور کیا ہے، رہا معاملہ تیری زوجہ کا تو وہ کیوں گھر کو چھوڑے اور تو اسے شہروں میں لیے پھرے؟ اس پر انہوں نے اونٹ کی مہار ان کے ہاتھ سے چھین لی اور مجھے پکڑ لیا، اس صورت حال سے بنوعبدالاسد بپھر گئے اور سلمہ کا رخ کیا اور کہنے لگے کہ ہم اپنے بیٹے کو اس کی ماں کے پاس نہیں رہنے دیں گے، جب تم نے اس کی بیوی کو شوہر سے چھین لیا ہے۔ چنانچہ سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے اہل قبیلہ نے میرے بیٹے سلمہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور اسے اپنے ساتھ لے گئے، مجھے میرے قبیلہ والوں نے قابو کر لیا اور میرے شوہر سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ مجھے چھوڑ کر خود مدینے چلے گئے اور اس طرح ہم تینوں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔

اب میری یہ حالت تھی کہ میں روز صبح اٹھ کر ابطح کے مقام پر آجاتی اور شام تک وہاں بیٹھی روتی رہتی۔ کم وبیش ایک سال اسی حال میں گزر گیا تا آنکہ ایک دن ایک شخص جس کا تعلق میرے بنوعم (بنومغیرہ) سے تھا وہاں سے گزرا اور اسے میری حالت پر رحم آ گیا، اس نے میرے قبیلے سے کہا: کیا تم اس بے بس عورت کو چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہو؟ تم نے اسے خاوند اور بیٹے سے جدا کر دیا۔ چنانچہ میرے اہل قبیلہ نے اجازت دے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دی اور کہا کہ اگر تم چاہتی ہوتو اپنے شوہر کے پاس جاسکتی ہو۔ اسی دوران بنوعبدالاسد نے میرا بیٹا بھی مجھے لوٹا دیا، میں نے اونٹ کا بندوبست کیا، بیٹے کو گود میں لیا اور اپنے شوہر کے پیچھے چل دی، میں بالکل اکیلی تھی اور کوئی رفیق سفر نہ تھا۔ میں نے دل میں کہا: اللہ کرے کہ مجھے کوئی رفیقِ سفرل جائے تا آنکہ میں اپنے شوہر تک پہنچ جاؤں۔

جب میں تنعیم میں پہنچی تو اتفاق سے میری ملاقات سیدنا عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ سے ہوگئی جو بنوعبدالدار کا بھائی تھا۔ انہوں نے کہا: اے ابوامیہ کی بیٹی! کہاں جارہی ہو؟ میں نے کہا: اپنے شوہر کے پاس مدینے جارہی ہوں۔ پوچھا: کیا تمہارا کوئی رفیق سفر نہیں؟ پھر اس نے اونٹ کی مہار پکڑ لی اور مجھے لیکر روانہ ہو پڑا، بخدا میں نے عرب بھر میں ایسا شریف النفس کوئی انسان نہیں دیکھا تھا۔ جب منزل پر پہنچتا تو اونٹ کو بٹھاتا اور خود ایک طرف ہوکر درخت کے نیچے جا کر لیٹ جاتا، پھر جب کوچ کا وقت آتا تو اونٹ کے پاس آکر کجاوہ رکھتا، ہٹ کر ایک طرف کھڑا ہوجاتا اور مجھے کہتا کہ سوار ہوجاؤ، جب میں سوار ہوچکتی اور اونٹ پر جم کر بیٹھ جاتی، عثمان بن طلحہ آتا اور اونٹ کی مہار پکڑ کر چل پڑتا اور جب منزل آتی توٹھہر جاتا۔ وہ اسی طریقے سے چلتا رہا تا آنکہ ہم مدینے پہنچ گئے۔ جب قبا میں اس نے عمرو بن عوف کی بستی دیکھی تو کہنے لگا: تیرا خاوند یہیں ٹھہرا ہوگا اور فی الواقع سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ وہیں ٹھہرے ہوئے تھے۔ چنانچہ اللہ کا نام لے کر میں اس بستی میں اتر پڑی اور عثمان بن طلحہ وہاں سے مکہ کو لوٹ گیا، وہ اکثر کہا کرتا کہ میں نے کوئی ایسا خاندان نہیں دیکھا جسے قبولِ اسلام کے بعد اتنی تکالیف پیش آئی ہوں جتنی کہ سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے خاندان کو پیش آئیں اور خود میں نے بھی عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ جیسا کریم النفس رفیقِ سفر نہیں دیکھا۔

ایک روایت کے مطابق سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا وہ پہلی خاتون ہیں جو ہجرت کر کے مدینہ آئیں۔①

مدینہ میں آکر سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر کی معیت میں کسی حد تک پرامن

① اسدالغابہ: ٣٤٠؛ الاصابہ فی تمییز الصحابۃ: ٨/ ٤٠٤۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

زندگی گزارنا شروع کی۔ لیکن کچھ ہی عرصہ بعد احد کا معرکہ بپا ہوا اور مسلمان اپنے تن من کی بازی لگانے کے لیے میدانِ کارزار کی طرف بڑھے تو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے شوہر سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بھی ہتھیار سجائے ہوئے میدان احد کی طرف روانہ ہو گئے اور بڑی بے جگری سے لڑے اور دورانِ جنگ ان کے بازو میں ایک تیر آ کے لگا جو ابوسلمہ جشمی نے مارا تھا۔ جنگ سے واپسی پر وہ ایک ماہ تک اس کا علاج کرتے رہے آخر کار وہ زخم اچھا ہو گیا، پھر نبی کریم ﷺ نے انھیں بنواسد سے جہاد کرنے والی جماعت کا امیر بنا کے قطن بھیج دیا، جب وہاں سے فارغ ہو کے واپس آئے اور ۸ صفر ۴ھ کو مدینہ میں داخل ہوئے لیکن اس دوران احد والا زخم پھر سے ہرا ہو گیا۔ اسی زخم کی شدت میں ۸ جمادی الثانی ۴ھ کو وفات پا گئے۔①

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَلٰی اَبِیْ سَلْمَۃَ وَقَدْ شَقَّ بَصَرُہٗ فَاَغْمَضَہٗ ثُمَّ قَالَ: «اِنَّ الرُّوْحَ اِذَا قُبِضَ تَبِعَہُ الْبَصَرُ» فَضَجَّ نَاسٌ مِنْ اَھْلِہٖ فَقَالَ: «لَا تَدْعُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ اِلَّا بِخَیْرٍ فَاِنَّ الْمَلَائِکَۃَ یُؤْمِنُوْنَ عَلٰی مَا تَقُوْلُوْنَ» ثُمَّ قَالَ: «اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَبِیْ سَلْمَۃَ وَارْفَعْ دَرَجَتَہٗ فِی الْمَھْدِیِّیْنَ وَاخْلُفْہُ فِیْ عَقِبِہٖ فِی الْغَابِرِیْنَ وَاغْفِرْلَنَا وَلَہٗ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ وَافْسَحْ لَہٗ فِیْ قَبْرِہٖ وَنَوِّرْلَہٗ فِیْہِ» ②

رسول اللہ ﷺ سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اس وقت ان کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ آپ ﷺ نے ان کو بند کیا، پھر فرمایا "جب روح پرواز کر جاتی ہے تو نگاہ اس کا پیچھا کرتی ہے۔" چنانچہ اہل خانہ واویلا کرنے لگے، آپ ﷺ نے فرمایا: "اپنے لیے اچھی دعا کیا کرو، فرشتے تمہاری دعا پر آمین کہتے ہیں۔" پھر آپ ﷺ نے یوں دعا فرمائی: "اے پروردگار! ابوسلمہ کی مغفرت فرما، آخرت میں اس کے درجات بلند فرما، پسماندگان کا والی بن جا، اے رب العالمین! ہماری اور اس کی بخشش فرما، اس کی قبر کو کشادہ کر کے نور سے بھر دے۔"

① الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ۸/ ۶۹۔ ② صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب اغماض المیت والد عالہ اذا حضر: ۹۲۰؛ احکام الجنائز، للالبانی ۱/ ۱۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اپنے شوہر کی وفات پر گہرا صدمہ پہنچا، چنانچہ وہ بیان کرتی ہیں:

لَمَّا مَاتَ اَبُوسَلْمَةَ قُلْتُ غَرِيْبٌ وَمَاتَ بِاَرْضِ غُرْبَةٍ فَاَضَضْتُ بُكَاءً فَجَاءَ تْ امْرَأَةٌ تُرِيْدُ أَنْ تَسْعِدَنِيْ مِنَ الصَّعِيْدِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: «تُرِيْدِيْنَ أَنْ تُدْخِلِي الشَّيْطَانَ بَيْتًا قَدْ أَخْرَجَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْهُ» قَالَتْ فَلَمْ أَبْكِ عَلَيْهِ[1]

جب میرے شوہر سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہوگئے تو یہ سوچ کر کہ وہ مسافر تھے اور ایک اجنبی علاقے میں فوت ہوگئے، میں نے خوب آہ و بکا کی، اسی دوران ایک عورت میرے پاس مدینہ منورہ کے بالائی علاقے سے رونے کے لیے آگئی۔ نبی ﷺ نے یہ دیکھ کر فرمایا: ''کیا تم اپنے گھر میں شیطان کو داخل کرنا چاہتی ہو؟ جسے اللہ نے یہاں سے نکال دیا ہے۔'' سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: پھر میں اپنے شوہر پر نہیں روئی۔

سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ اپنی بیوی سے بہت محبت کرتے تھے، ان کی وفات کے بعد سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا غمگین رہنے لگیں۔ نبی کریم ﷺ نے انھیں صبر کی تلقین کی اور فرمایا: ''تم اللہ تعالیٰ سے ابوسلمہ (رضی اللہ عنہ) کا نعم البدل مانگا کرو۔'' سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سوچا کرتی تھیں کہ بھلا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے اچھا شوہر بھی مجھے مل سکتا ہے؟ چنانچہ وہ بیان کرتی ہیں:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: «مَا مِنْ عَبْدٍ تُصِيْبُهُ مُصِيْبَةٌ فَيَقُوْلُ » إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّآ إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، اَللّٰهُمَّ أَجُرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَاخْلُفْنِيْ خَيْرًا مِنْهَا إِلاَّ أَجَرَهُ اللّٰهُ فِيْ مُصِيْبَتِهٖ وَخَلَفَ لَهٗ خَيْرًا مِنْهَا » قَالَتْ: فَلَمَّا تُوُفِّيَ أَبُوْ سَلَمَةَ قُلْتُ: مَنْ خَيْرٌ مِنْ أَبِيْ سَلَمَةَ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ ثُمَّ عَزَمَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِيْ فَقُلْتُهَا اَللّٰهُمَّ أَجُرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَاخْلُفْ لِيْ خَيْرًا مِنْهَا قَالَتْ فَتَزَوَّجْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ[2]

[1] صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب البكاء على الميت: ۹۲۲۔

[2] مسند أحمد: ۲٦٦۳۵؛ واللفظ له، واصله في صحيح مسلم: ۹۱۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس شخص کو کوئی مصیبت پہنچے اور وہ «اناللّٰه وانااليه راجعون» کہہ کر یہ دعا کرے کہ اے اللہ! مجھے اس مصیبت پر اجر عطا فرما اور مجھے اس کا بہترین نعم البدل عطا فرما تو اللہ تعالیٰ اسے اس کی مصیبت میں اجر عطا فرمائے گا اور اسے اس کا نعم البدل عطا فرمائے گا۔'' جب میرے شوہر سیدنا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو میں نے سوچا کہ سیدنا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر کون ہوسکتا ہے؟ پھر اللہ نے مجھے عزم کی قوت دی اور میں نے یہ دعا پڑھی۔ چنانچہ میری شادی نبی ﷺ سے ہوگئی۔

مستدرک حاکم کی ایک اور روایت میں یہی واقعہ ذرا تفصیل کے ساتھ ان الفاظ میں مذکور ہے:

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بحوالہ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو کوئی مصیبت پہنچے تو اسے «اناللّٰه و انااليه راجعون» کہہ کر یوں کہنا چاہیے کہ اے اللہ! میں تیرے سامنے اس مصیبت پر ثواب کی نیت کرتا ہوں، تو مجھے اس پر اجر عطا فرما اور اس کا نعم البدل عطا فرما۔'' جب سیدنا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ مرض الوفات میں مبتلا ہوئے تو میں نے دعا کی کہ اے اللہ! میرے شوہر کیساتھ خیر کا فیصلہ فرما، جب وہ فوت ہوگئے تو میں نے مذکورہ دعا پڑھی اور جب میں نے یہ کہنا چاہا کہ مجھے ان کا نعم البدل عطا فرما تو میرے ذہن میں خیال آیا کہ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر کون ہوسکتا ہے؟ لیکن پھر بھی یہ کہتی رہی، جب عدت گزر گئی تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پے در پے پیغامِ نکاح بھیجے لیکن میں نے رد کردیے۔ پھر نبی ﷺ نے انھیں پیغامِ نکاح بھیجا۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرا تو کوئی ولی یہاں موجود نہیں ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے اولیاء میں سے کوئی بھی خواہ وہ غائب ہو یا حاضر اسے ناپسند نہیں کرے گا۔'' انہوں نے اپنے بیٹے سیدنا عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم نبی ﷺ سے میرا نکاح کرادو۔ چنانچہ انہوں نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو نبی ﷺ کے نکاح میں دے دیا۔

پھر نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ میں نے تمہاری بہنوں (اپنی بیویوں) کو جو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کچھ دیا ہے تمہیں بھی اس سے کم نہیں دوں گا۔ دو چکیاں، ایک مشکیزہ اور چمڑے کا ایک تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ اس کے بعد نبی ﷺ جب بھی ان کے پاس خلوت کے لیے تشریف لاتے تو وہ نبی ﷺ کو دیکھتے ہی اپنی بیٹی زینب کو پکڑ کر اسے اپنی گود میں بٹھا لیتی تھیں اور بالآخر نبی کریم ﷺ یوں ہی واپس چلے جاتے تھے، پھر سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ جو کہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی بھائی تھے کو یہ بات معلوم ہوئی تو وہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور ان سے (پیار سے) کہا کہ یہ گندی بچی کہاں ہے جس کے ذریعے تم نے نبی ﷺ کو ایذا دے رکھی ہے؟ پھر اسے پکڑ کر اپنے ساتھ لے گئے۔

اس مرتبہ نبی ﷺ جب تشریف لائے اور گھر میں داخل ہوئے تو اس کمرے کے چاروں کونوں میں نظریں دوڑا کر دیکھنے لگے، پھر بچی کے متعلق پوچھا کہ ''زناب (زینب) کہاں گئی؟'' انہوں نے بتایا کہ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ آئے تھے وہ اسے اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔ پھر نبی ﷺ نے ان کے ساتھ خلوت کی۔①

ایک روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے انھیں پیغام نکاح بھیجا تو انہوں نے آپ ﷺ سے اپنے یہ تین مسائل بیان کیے:

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنَّ فِيَّ ثَلَاثَ خِصَالٍ أَنَا امْرَأَةٌ كَبِيْرَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: «أَنَا أَكْبَرُ مِنْكِ» قَالَتْ، وَأَنَا امْرَأَةٌ غَيُوْرٌ قَالَ: «أَدْعُو اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ فَيُذْهِبُ عَنْكِ غَيْرَتَكِ» قَالَتْ، يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، وَأَنَا امْرَأَةٌ مُصِيْبَةٌ قَالَ: «هُمْ إِلَى اللّٰهِ وَإِلَى رَسُوْلِهِ» قَالَ فَتَزَوَّجَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ②

انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھ میں تین خصلتیں ہیں، میں عمر میں بڑی ہوگئی ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں تم سے بھی بڑا ہوں۔'' انہوں

---

① مسند أحمد: ٦/ ٣١٣، رقم: ٢٦٧٢١۔

② المستدرك على الصحيحين للحاكم مع تعليقات الذهبي، وقال الذهبي في التلخيص، صحيح مسند أحمد: ٦/ ٣٢١، رقم: ٢٦٧٦٥۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

نے کہا: میں غیور عورت ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گا کہ وہ تمہاری غیرت (شرم) دور کردے۔'' انہوں نے کہا: میرے بچے بھی ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''وہ اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری میں ہیں۔'' چنانچہ نبی ﷺ نے ان سے نکاح فرمالیا۔

نبی کریم ﷺ نے نکاح کے بعد سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں مسلسل تین دن قیام فرمایا اور تین دن کے بعد جب آپ جانے لگے تو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آپ کا ہاتھ پکڑلیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ام سلمہ! تیرا مقام میرے دل میں کم نہیں، اگر تم چاہو تو میں سات دن تک آپ کے ہاں ٹھہر جاتا ہوں، لیکن اس صورت میں مجھے پھر دیگر ازواج کے پاس بھی سات دن تک قیام کرنا ہوگا۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے اس واقعہ کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا تَزَوَّجَهَا أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَقَالَ: «إِنَّهُ لَيْسَ بِكِ عَلَى أَهْلِكِ هَوَانٌ وَإِنْ شِئْتِ سَبَّعْتُ لَكِ وَإِنْ سَبَّعْتُ لَكِ سَبَّعْتُ لِنِسَائِي» ①

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے جب ان سے نکاح کیا تو تین دن ان کے پاس قیام فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ ''تمہارے اہل خانہ کے سامنے اس میں کمی کا کوئی پہلو نہیں ہونا چاہیے۔ اگر تم چاہو تو میں سات دن تک تمہارے پاس رہتا ہوں لیکن اس صورت میں دیگر ازواجِ مطہرات کے پاس بھی سات سات دن گزاروں گا۔''

حرم نبوی میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی زندگی کا سفر رسول اللہ ﷺ کی معیت میں خوش اسلوبی کے ساتھ چل پڑا۔ اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے اچھا شوہر انہیں عطا کردیا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ جب نماز عصر کے بعد ازواجِ مطہرات کے پاس تشریف لے جاتے تو سب سے پہلے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاتے تھے آپ انھیں یہ عزت اس لیے دیتے تھے کہ وہ عمر میں دیگر ازواجِ مطہرات سے بڑی تھیں۔

① صحيح مسلم، كتاب الرضاع، باب قدر ما تستحقه البكر والثيب من اقامة الزوج عندها: ١٤٦٠۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فہم و فراست

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے عقل و دانش اور بے مثال فہم و فراست سے نوازا تھا۔ بالخصوص دینی فہم میں وہ بہت آگے تھیں۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر انہوں نے جس دینی بصیرت کا اظہار کیا وہ ان کی معاملہ فہمی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ۶ ہجری کو آپ ﷺ نے بغرض عمرہ مدینہ سے مکہ کی جانب سفر کیا، لیکن مشرکین آڑے آگئے اور انہوں نے مکہ جانے سے روک دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس موقع پر جنگ کے لیے تیار تھے لیکن آپ ﷺ نے صلح کو پسند کیا۔ چنانچہ حدیبیہ کے مقام پر مسلمانوں اور مشرکین کے مابین صلح کی شرائط طے ہوئیں۔ مشرکین کی طرف سے صلح کی شرائط میں سے ایک شرط یہ تھی کہ اگر ہم میں سے کوئی شخص تمہارے پاس پہنچے خواہ مسلمان ہی ہو تو اسے ہمارے پاس واپس بھیجنا ہوگا۔ جب یہ شرط سامنے آئی تو مسلمانوں نے تعجب سے کہا، واہ سبحان اللہ! یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک مسلمان کو مشرکین کی طرف واپس کر دیا جائے؟ یہ باتیں ابھی ہو رہی تھیں کہ ابو جندل بن سہیل بن عمرو بیڑیوں میں جکڑا ہوا مکہ معظمہ کے نشیبی علاقے سے مسلمانوں کے سامنے نمودار ہوا۔ سہیل بن عمرو نے جب اسے دیکھا تو اس نے کہا: یا محمد! اسے تو ہمارے حوالے کیجیے۔ یہ صلح کی ہماری پہلی شرط ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ابھی تو صلح کا معاہدہ مکمل نہیں ہوا، یہ پہلے ہی ہمارے پاس پہنچ گیا ہے۔'' سہیل بن عمرو نے کہا: اس کے بغیر صلح کی بات آگے نہیں بڑھے گی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اسے رہنے دیجیے آئندہ تمہاری شرط پر عمل ہوگا۔'' اس نے کہا: یہ ہو ہی نہیں سکتا، اسے ہر صورت میں ہمارے سپرد کرنا ہوگا، بات کو آگے بڑھانے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابو جندل رضی اللہ عنہ کو واپس کرنے کا عندیہ دے دیا تو سیدنا ابو جندل رضی اللہ عنہ نے کہا: مسلمانو! کیا اب مجھے مشرکین کی طرف لوٹا دیا جائے گا جبکہ میں مسلمان ہو کر تمہارے پاس آیا ہوں؟ کیا تم میری حالت زار کو نہیں دیکھ رہے کہ مجھے انہوں نے بہت اذیت دی ہے؟ اسے واقعی اسلام قبول کرنے کی پاداش میں المناک اذیت سے دوچار کیا گیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ یہ منظر دیکھ کر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہنے لگے: یارسول اللہ! کیا آپ اللہ کے سچے نبی نہیں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیوں نہیں، میں اللہ تعالیٰ کا سچا نبی ہوں!'' سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا ہم حق پر اور ہمارا دشمن باطل پر نہیں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیوں نہیں، ہم حق پر ہیں اور ہمارا دشمن واقعی باطل پر ہے!'' تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر ہم اپنے دین کے بارے میں اتنی نرمی اور کمزوری کیوں دکھا رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں اللہ کا رسول ہوں، لہٰذا میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کر سکتا۔''

اس کے بعد سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ ان سے کہا: اے ابوبکر! کیا یہ اللہ کے سچے نبی نہیں ہیں؟ انھوں نے کہا: کیوں نہیں، یہ واقعی اللہ تعالیٰ کے سچے نبی ہیں! سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا ہم حق پر اور ہمارا دشمن باطل پر نہیں ہے؟ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیوں نہیں، بالکل ہم حق پر ہیں اور ہمارا دشمن باطل پر ہے! سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: تو پھر ہم اپنے دین کے بارے میں اتنی کمزوری اور نرمی کیوں دکھا رہے ہیں؟ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اے عمر! وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کر سکتے، وہ وہی کچھ کرتے ہیں جس کا انہیں اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابوبکر! کیا رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہ نہیں کہا تھا کہ ہم مکہ میں داخل ہوں گے اور بیت اللہ کا طواف کریں گے؟ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا رسول اللہ ﷺ نے اسی سال مکہ میں داخل ہونے کا فرمایا تھا؟ امام زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس دن جذبات میں آکر میں نے بہت سی باتیں کیں۔ جب صلح کے معاہدے سے فارغ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام سے فرمایا:

قُوْمُوْا فَانْحِرُوْا ثُمَّ احْلِقُوْا

''اٹھو قربانی کرو اور پھر اپنے سر منڈوا دو۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے یہ تین مرتبہ ارشاد فرمایا لیکن ان میں سے کوئی بھی نہ اٹھا۔ رسول اللہ ﷺ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور انھیں لوگوں کے رویے کے بارے میں بتایا۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یارسول اللہ! اگر آپ یہ پسند کرتے ہیں کہ لوگ آپ کے حکم کی تعمیل کریں تو آپ خود باہر نکلیں، کسی سے کوئی بات نہ کریں اور سب کے سامنے اپنا اونٹ قربان کردیں اور اپنا سر منڈوادیں۔ جب آپ نے ایسا کیا تو لوگ فوری طور پر اٹھے، قربانیاں کرنے لگے اور ایک دوسرے کے سر مونڈنے لگے، یکدم منظر ہی بدل گیا۔ ①

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فتح مکہ، غزوہ حنین، محاصرہ طائف اور حجۃ الوداع کے اسفار میں رسول اللہ ﷺ کے شریکِ سفر تھیں۔ جنگ خندق میں آپ ﷺ کے اتنا قریب تھیں کہ خندق کی کھدائی کے موقع پر آپ ﷺ نے جو اشعار پڑھے ان کے بارے میں فرماتی ہیں:

مَا نَسِيتُ قَوْلَهُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَهُوَ يُعَاطِيهِمُ اللَّبَنَ وَقَدِ اغْبَرَّ شَعْرُ صَدْرِهِ وَهُوَ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ إِنَّ الْخَيْرَ خَيْرُ الْآخِرَةِ فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ» قَالَ فَرَأَى عَمَّارًا فَقَالَ: «وَيْحَهُ ابْنُ سُمَيَّةَ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ» ②

میں نبی ﷺ کی وہ بات نہیں بھولتی جو غزوہ خندق کے موقع پر آپ نے ارشاد فرمائی، جبکہ نبی ﷺ کے سینہ مبارک پر موجود بال غبار آلود ہوگئے تھے، نبی ﷺ لوگوں کو اینٹیں پکڑاتے ہوئے کہتے جارہے تھے: "اے اللہ! اصل خیر تو آخرت کی خیر ہے پس تو انصار اور مہاجرین کو معاف فرما دے۔ پھر نبی ﷺ نے سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو فرمایا: "اے ابن سمیہ! افسوس کہ تمھیں ایک باغی گروہ قتل کردے گا۔"

① صحیح البخاری، کتاب الشروط، باب الشروط فی الجهاد والمصالحة مع اهل الحرب وكتابة الشروط، ٢٧٣١۔ ② صحیح، مسند أحمد، تعليق شعيب الارناؤط، اسناده صحيح على شرط مسلم: ٦/٢٨٩: ٢٦٤٨٢۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا چونکہ مختلف غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک سفر رہ چکی تھیں اس لیے جنگی امور میں بہت معاملہ فہم تھیں۔ چنانچہ جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جنگِ جمل کی جانب روانہ ہونے کا ارادہ کیا تو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان کی جانب یہ خط لکھا:

ام سلمہ، زوجہ نبی ﷺ کی طرف سے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی جانب:

میں باری تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرتی ہوں جس کے علاوہ کوئی حقیقی معبود نہیں، اگر آپ ﷺ جانتے ہوتے کہ خواتین جہاد کی ذمہ داریاں اٹھا سکتی ہیں تو آپ ضرور آپ کو اس کی اجازت مرحمت فرما دیتے۔ آپ ﷺ نے دین میں کسی بھی قسم کے اضافہ سے منع فرما دیا تھا، اگر دین کا ستون کسی ایک جانب جھک جائے تو خواتین اسے سیدھا نہیں کرسکتیں، اگر پھٹ جائے تو اسے بھی درست نہیں کرسکتیں۔ عورتوں کا جہاد یہی ہے کہ وہ نظریں جھکا کر رکھیں، پردے کا سختی سے اہتمام کریں اور اپنا دامن سمیٹ کر چلیں، کیا تم اس پردے کا خیال نہیں کرو گی جو رسول اللہ ﷺ نے آپ کو سونپا تھا؟ اپنے پردے کو لازم پکڑو، گھر کا صحن تمہارے لیے مضبوط قلعہ ہے۔ امت کی فلاح و بھلائی کا کام تم گھر رہ کر زیادہ اچھے انداز سے کرسکتی ہو۔[1]

① الروض المعطار فی خبر الاقطار: ۱/ ۲۰۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اہم فقہی مسائل پر سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایات

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے تین سو ستاسی احادیث مروی ہیں، ان میں انتیس احادیث بخاری و مسلم میں موجود ہیں۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا ایک فقیہہ صحابیہ تھیں، ان سے بہت سے اہم فقہی مسائل پر روایات مروی ہیں اور بعض فقہی مسائل میں ان سے مروی روایات کو مرکزی حیثیت حاصل ہے، چند روایات ملاحظہ فرمائیں:

① سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ! میں ایسی عورت ہوں کہ مجھے اپنے سر کے بال (زیادہ لمبے ہونے کی وجہ سے) چوٹی بنا کر رکھنے پڑتے ہیں (تو کیا غسل کرتے وقت انھیں ضرور کھولا کروں؟) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمھارے لیے یہی کافی ہے کہ اس پر تین مرتبہ اچھی طرح پانی بہالو۔''①

استنباط: یہ روایت اس مسئلہ میں واضح ہے کہ عورت دورانِ غسل اپنے سر کی مینڈھیاں نہ بھی کھولے تو جائز ہے۔

② سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب عشرہ ذی الحجہ شروع ہوجائے اور کسی شخص کا قربانی کا ارادہ ہوتو اسے اپنے (سر کے) بال یا جسم کے کسی حصے (کے بالوں) کو ہاتھ نہیں لگانا چاہیے۔''②

① صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب حکم ضفائر المغتسلة: ۳۳۰۔

② صحیح مسلم، کتاب الاضاحی، باب نهی من دخل علیه عشر ذی الحجة وهو مرید التضحیة: ۱۹۷۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

استنباط: یہ حدیث اس مسئلہ میں واضح دلیل ہے کہ ذوالحجہ کا چاند طلوع ہونے کے بعد قربانی کا ارادہ رکھنے والا اپنے بال اور ناخن وغیرہ نہ کاٹے

③ ابوبکر بن عبدالرحمن بن عتاب کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اپنے والد کے ساتھ سیدہ عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان دونوں نے فرمایا کہ بعض اوقات نبی ﷺ خواب دیکھے بغیر اختیاری طور پر صبح کے وقت حالتِ جنابت میں ہوتے اور روزہ رکھ لیتے تھے۔①

استنباط: یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ حالت جنابت میں روزہ رکھا جا سکتا ہے۔

④ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب وہ مکہ مکرمہ پہنچیں تو بیمار تھیں۔ انھوں نے نبی ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا، نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم سوار ہو کر لوگوں کے پیچھے رہتے ہوئے طواف کرلو۔'' سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو خانہ کعبہ کے قریب سورۂ طور کی تلاوت کرتے ہوئے سنا۔②

استنباط: اس روایت میں بیمار آدمی کے لیے سوار ہو کر طواف کرنے کی رخصت کا بیان ہے۔

⑤ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: ''یا رسول اللہ! کیا آپ کو میری بہن میں کوئی دلچسپی ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''کیا مطلب؟'' انھوں نے عرض کیا کہ آپ اس سے نکاح کرلیں۔ نبی ﷺ نے پوچھا: ''کیا تمھیں یہ بات پسند ہے؟'' انھوں نے عرض کیا: جی ہاں! میں آپ کی اکیلی بیوی تو ہوں نہیں، اس لیے اس خیر میں میرے ساتھ جو لوگ شریک ہو سکتے ہیں میرے نزدیک ان میں میری بہن سب سے زیادہ حقدار ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میرے لیے وہ حلال نہیں ہے (کیونکہ تم میرے نکاح میں ہو)'' انھوں نے عرض کیا: اللہ کی قسم! مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ درہ بنت ابی

① صحیح، مسند أحمد، تعليق شعيب الارناؤط وقال الشيخ اسناده صحيح على شرط الشيخين: ٢٦٤٨١۔ ② صحيح البخاري، كتاب الحج، باب طواف النساء، مع الرجال: ١٦١٩۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سلمہ کے لیے نکاح کا پیغام بھیجنے والے ہیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر وہ میرے لیے حلال ہوتی تب بھی میں اس سے نکاح نہ کرتا کیونکہ مجھے اور اس کے باپ (ابوسلمہ) کو بنو ہاشم کی آزاد کردہ باندی ثویبہ نے دودھ پلایا تھا۔ بہر حال! تم اپنی بہنوں اور بیٹیوں کو میرے سامنے پیش نہ کیا کرو۔''①

استنباط: یہ حدیث اس بارے میں صریح ہے کہ نسبی رشتوں سے جیسے حرمت ثابت ہوتی ہے ویسے ہی رضاعت سے بھی حرمت ثابت ہوتی ہے۔

⑨ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگ میرے پاس اپنے مقدمات لیکر آتے ہو، ہوسکتا ہے کہ تم میں سے کوئی (جھوٹا) شخص دوسرے کی نسبت اپنی دلیل ایسی فصاحت و بلاغت کیساتھ پیش کردے کہ میں اس کی دلیل کی روشنی میں اس کے حق میں فیصلہ کردوں، (اس لیے یاد رکھو) میں جس شخص کی بات تسلیم کرکے اس کے بھائی کے کسی حق کا اس کے لیے فیصلہ کرتا ہوں تو سمجھ لو کہ میں اس کے لیے آگ کا ٹکڑا کاٹ کر دے رہا ہوں، لہٰذا اسے چاہیے کہ وہ نہ لے۔''②

استنباط: یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ قاضی اگر غلطی سے غاصب کے حق میں فیصلہ دے دے تو غاصب کے لیے غصب شدہ مال حلال نہیں ہوجاتا۔

⑩ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ اور نبی ﷺ ایک ہی برتن سے غسلِ جنابت کرلیا کرتے تھے اور نبی ﷺ روزے کی حالت میں انھیں بوسہ دے دیا کرتے تھے۔③

استنباط: اس حدیث سے یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے کہ میاں بیوی ایک برتن سے غسل کرسکتے ہیں۔

① صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب وأمهاتكم اللاتی أرضعنكم ويحرم من الرضاعة:٥١٠١۔ ② صحیح البخاری، کتاب الشهادت، باب من اقام البينة بعد اليمين:٢٦٨٠۔ ③ صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب القبلة للصائم: ١٩٢٩۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

⑧ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب رات کا کھانا اور نماز کا وقت جمع ہو جائیں تو پہلے کھانا کھالیا کرو۔''①

استنباط: جب کھانا اور نماز جمع ہو جائیں تو پہلے کھانا کھالینا چاہیے تاکہ نماز کا خشوع قائم رہے۔

⑨ ایک عورت نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ میرا شوہر روزے کی حالت میں مجھے بوسہ دے دیتا ہے جبکہ میرا بھی روزہ ہوتا ہے، اس میں آپ کی کیا رائے ہے؟ انھوں نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی مجھے روزے کی حالت میں بوسہ دے دیتے تھے اور میں بھی روزے سے ہوتی تھی۔②

استنباط: اگر شہوت پر قابو ہو تو روزے کی حالت میں بیوی کا بوسہ لیا جاسکتا ہے۔

⑩ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک عورت جس کا خاوند فوت ہو گیا تھا کی آنکھوں میں شکایت پیدا ہوگئی، اس کے گھر والوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا اور آنکھوں میں سرمہ لگانے کی اجازت چاہی اور کہنے لگے کہ ہمیں اس کی آنکھوں کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(زمانۂ جاہلیت میں خاوند کی وفات پر) تم میں سے ایک عورت کوئی سال تک اپنے گھر میں گھٹیا ترین کپڑے پہن کر رہتی تھی۔ پھر اس کے پاس سے ایک کتا گزارا جاتا تھا اور وہ مینگنیاں پھینکتی ہوئی باہر نکلتی تھی تو کیا اب چار مہینے دس دن نہیں گزار سکتی؟''③

استنباط: دورانِ عدت ترک زینت کا حکم ہے۔

⑪ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شانے کا گوشت تناول فرمایا اسی دوران سیدنا بلال رضی اللہ عنہ آ گئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پانی کو ہاتھ لگائے بغیر نماز کے لیے تشریف لے گئے۔④

① مسند أحمد بن حنبل، تعليق شعيب الارناؤط حديث حسن، ٦/ ٢٩١؛ رقم: ٢٦٥٤٣۔ ② مسند أحمد، تعليق شعيب الارناؤط وقال اسناده حسن، ٦/ ٢٩١، رقم: ٢٦٥٣٤۔ ③ صحيح البخاري، كتاب الطلاق، باب الكحل للحادة: ٥٣٣٨۔ ④ مسند أحمد بن حنبل، وقال الشيخ شعيب الارناؤط، اسناده صحيح على شرط مسلم: ٦/ ٢٩٢: ٢٦٥٠٢۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

استنباط: آگ پر پکی چیز کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

⑫ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ حق بات سے نہیں شرماتا، یہ بتایے کہ اگر عورت کو احتلام ہو جائے تو کیا اس پر بھی غسل واجب ہوگا؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہاں! جب کہ وہ پانی دیکھے'' اس پر سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہنسنے لگیں اور کہنے لگیں کہ کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر بچہ اپنی ماں کے مشابہہ کیوں ہوتا ہے؟''①

استنباط: عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے، اگر وہ ایسی کیفیت سے دوچار ہو تو اس پر غسل واجب ہے۔

⑬ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے جب ان سے نکاح کیا تو تین دن ان کے پاس قیام فرمایا اور ارشاد فرمایا: ''تمہارے اہل خانہ کے سامنے اس میں کمی کا کوئی پہلو نہیں ہونا چاہیے، اگر تم چاہو تو میں سات دن تک تمہارے پاس رہتا ہوں۔ لیکن اس صورت میں دیگر ازواجِ مطہرات کے پاس بھی سات دن گزاروں گا۔''②

استنباط: شادی کے بعد شوہر دیدہ کے پاس تین دن اور کنواری کے پاس سات دن قیام کیا جائے۔

⑭ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے ایک مرتبہ بارگاہِ رسالت میں عرض کیا: یارسول اللہ! اگر میں سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے بچوں پر کچھ خرچ کروں تو کیا مجھے اس پر اجر ملے گا؟ کیونکہ میں انھیں اس حال میں چھوڑ نہیں سکتی کہ وہ میرے بھی بچے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہاں! تم ان پر جو کچھ خرچ کرو گی تمہیں اس کا اجر ملے گا۔''③

① صحیح البخاری، کتاب الادب، باب التبسم والضحك، ٦٠٩١۔
② صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب قدر ماستحقه البكر والثيب من اقامة الزوج عندها: ١٤٦٠۔ ③ صحیح البخاری، کتاب النفقات، باب وعلى الوارث مثل ذلك وهل على المرأة منه شیء: ٥٣٦٩۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

استنباط: بیوی اپنے شوہر اور اس کے بچوں پر اگر چاہے تو صدقہ کرسکتی ہے۔

⑮ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ سے اس عورت کے متعلق حکم دریافت کیا جس کا خون مسلسل جاری رہے تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''وہ اتنے دن ورات تک انتظار کرے جتنے دن تک اسے پہلے ناپاکی کا سامنا ہوتا تھا اور مہینے میں اتنے دنوں کا اندازہ کرلے اور اتنے دن تک نماز چھوڑے رکھے، اس کے بعد غسل کرکے کپڑا باندھے اور نماز پڑھنے لگے۔''①

استنباط: عورت کو حیض کے ایام گزر جانے پر خون جاری رہے تو اس کا حکم حیض کا نہیں بلکہ استحاضہ کا ہوگا اور اس دوران وہ نماز بھی ادا کرے گی۔

⑯ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا: یارسول اللہ! عورتیں اپنا دامن کتنا لٹکائیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگ ایک بالشت کے برابر اسے لٹکاسکتی ہو۔'' میں نے عرض کیا: اس طرح تو ان کی پنڈلیاں کھل جائیں گی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''پھر ایک ذراع لٹکالو اس سے زیادہ نہیں۔''②

استنباط: عورتیں اپنا دامن ایک ذراع تک لٹکاسکتی ہیں۔

⑰ عثمان بن عبداللہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم لوگ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو انھوں نے ہمارے سامنے نبی ﷺ کا ایک بال نکال کر دکھایا جو مہندی اور وسمہ سے رنگا ہونے کی وجہ سے سرخ ہو چکا تھا۔③

استنباط: وسمہ کو بطور خضاب استعمال کرنا درست ہے۔

⑱ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ کو برسرِ منبر یہ فرماتے ہوئے سنا: ''اے لوگو!'' اس وقت ایک لڑکی ان کے سر میں کنگھی کررہی تھی، انھوں

---

① صحیح، سنن ابی داود، کتاب الطهارة، باب فی المرأة تستحاض ومن قال تدع الصلاة فی عدة الایام التی كانت لحیض: ٢٧٤۔ ② صحیح، مسند أحمد بن حنبل، تعلیق شعیب الارناؤط ٦ /٢٩٣، رقم: ٢٦٥١١۔ ③ صحیح، مسند أحمد، تعلیق شعیب الارناؤط، اسناده صحیح علی شرط الشیخین ٦/٢٩٦، رقم: ٢٦٥٣٥۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

نے اپنی کنگھی کرنے والی سے فرمایا: میرے سر کے بال لپیٹ دو، اس نے کہا! نبی ﷺ تو لوگوں سے خطاب فرما رہے ہیں عورتوں سے نہیں۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اری! کیا ہم لوگوں میں شامل نہیں ہیں؟ (اس نے ان کے بال سمیٹے اور وہ اپنے حجرے میں جا کر کھڑی ہوگئیں) انھوں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''میں حوض پر تمہارا منتظر ہوں گا، سنو! ایک گروہ میری طرف آتا ہوا اس طرح ہٹا دیا جائے گا جیسے بھٹکے ہوئے اونٹ کو ہٹا دیا جاتا ہے، میں آواز دے کر کہوں گا: کہاں جا رہے ہو؟ تو میرے پیچھے سے ایک منادی پکار کر کہے گا: ان لوگوں نے آپ کے بعد دین کو تبدیل کر دیا تھا، میں کہوں گا کہ یہ لوگ دور ہو جائیں، یہ لوگ دور ہو جائیں۔'' ①

استنباط: بدعتی آدمی نیک اعمال ہونے کے باوجود جنت میں نہیں جائے گا۔

⑲ ابو عمران اسلم کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اپنے مالکوں کے ساتھ حج کے لیے گیا، میں نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: کیا حج سے پہلے عمرہ کر سکتا ہوں؟ انھوں نے فرمایا: حج سے پہلے عمرہ کرنا چاہتے ہو تو حج سے پہلے کر لو اور بعد میں کرنا چاہو تو بعد میں کر لو، میں نے عرض کیا: بعض لوگ کہتے ہیں کہ جس شخص نے حج نہ کیا ہو اس کے لیے حج سے پہلے عمرہ کرنا صحیح نہیں ہے! پھر میں نے دیگر امہات المومنین سے یہی مسئلہ پوچھا تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا۔ چنانچہ میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور انہیں ان سب کا جواب بتایا۔ انھوں نے فرمایا: اچھا میں تمہاری تشفی کر دیتی ہوں، میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ''اے آل محمد! حج کے ساتھ عمرے کا احرام باندھ لو۔'' ②

استنباط: حج کے ساتھ عمرے کا احرام باندھنا درست ہے۔

⑳ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس عورت کا شوہر فوت

① صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب اثبات حوض نبیناﷺ وصفاته، رقم: ٢٢٩٥۔ ② صحیح مسند أحمد، تعلیق شعیب الارناؤط، اسناده صحیح، ٦/٢٩٧، رقم: ٢٦٥٩٠۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہو جائے وہ کسم یا گیرو سے رنگا ہوا کپڑا نہ پہنے، نہ ہی کوئی زیور پہنے ، نہ خضاب لگائے اور نہ ہی سرمہ لگائے۔''①

استنباط: شوہر کی وفات پر بیوی کے لیے سوگ اور ترکِ زینت کا حکم ہے۔

㉑ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ ایک مرتبہ سیدہ ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہا کے پاس آئے، وہ بیمار تھیں۔ نبی ﷺ نے ان سے پوچھا: ''تم اس سفر میں ہمارے ساتھ نہیں چلو گی؟'' نبی ﷺ کا ارادہ حجۃ الوداع کا تھا۔ انھوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں بیمار ہوں، مجھے خطرہ ہے کہ میری بیماری آپ کو روک نہ دے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم حج کا احرام باندھ لو اور یہ نیت کرلو کہ اے اللہ! جہاں تو مجھے روک دے گا وہی جگہ میرے احرام کھولنے کی ہوگی۔''②

استنباط: بیماری کے پیشِ نظر حج کے لیے مشروط احرام باندھا جاسکتا ہے۔

㉒ عبدالرحمن بن سابط کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے ہاں حفصہ بنت عبدالرحمن آئی ہوئی تھیں، میں نے ان سے کہا کہ میں آپ سے ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں لیکن پوچھتے ہوئے شرم آرہی ہے۔ انھوں نے کہا: بھتیجے شرم نہ کرو! میں نے کہا کہ عورتوں کے پاس پچھلے حصے میں آنے کا کیا حکم ہے؟ انھوں نے بتایا کہ مجھے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بتایا ہے کہ انصار کے مرد اپنی عورتوں کے پاس پچھلے حصے سے نہیں آتے تھے کیونکہ یہودی کہا کرتے تھے کہ جو شخص اپنی بیوی کے پاس پچھلی جانب سے آتا ہے تو اس کی اولاد بھینگی پیدا ہوتی ہے۔

جب مہاجرین مدینہ منورہ آئے تو انھوں نے انصاری عورتوں سے بھی نکاح کیا اور پچھلی جانب سے ان کے پاس آتے لیکن ایک عورت نے اس معاملے میں اپنے شوہر کی بات ماننے سے انکار کردیا اور کہنے لگی کہ جب تک میں نبی ﷺ سے اس کا حکم نہ پوچھ لوں اس وقت تک تم یہ کام نہیں کرسکتے۔ چنانچہ وہ عورت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی

① صحیح، سنن ابی داود، کتاب الطلاق، باب فیما تجتنبہ المعتدۃ فی عدتھا ٢٣٠٢۔ ② مسند أحمد، تعلیق شعیب الارناؤط حدیث صحیح لغیرہ، ٦/٣٠٣، رقم: ٢٦٥٩٠۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور ان سے اس بات کا ذکر کیا۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: بیٹھ جاؤ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آتے ہی ہوں گے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو اس عورت کو یہ سوال پوچھتے ہوئے شرم آئی، لہٰذا وہ یوں ہی واپس چلی گئی، بعد میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات بتائی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس انصاریہ کو بلاؤ۔'' چنانچہ اسے بلایا گیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سامنے یہ آیت تلاوت فرمائی: ''تمہاری بیویاں تمہاری کھیتیاں ہیں سو تم اپنے کھیت میں جس طرح آنا چاہو آسکتے ہو۔''(البقرہ: ۲۲۳) اور فرمایا کہ ''جماع صرف اگلے حصہ میں ہو (خواہ مرد پیچھے سے آئے یا آگے سے)''①

استنباط: عورت کے ساتھ جماع کا مقام صرف قُبل ہے۔

⑭ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عنقریب کچھ حکمران ایسے آئیں گے جن کی عادات میں سے بعض کو تم اچھا سمجھو گے اور بعض پر نکیر کرو گے، سو جو نکیر کرے گا وہ اپنی ذمہ داری سے بری ہوجائے گا اور جو ناپسندیدگی کا اظہار کرے گا وہ محفوظ رہے گا، البتہ جو راضی ہوکر اس کے تابع ہوجائے (تو اس کا حکم دوسرا ہے)۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہم ان سے قتال نہ کریں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں! جب تک وہ تمہیں پانچ نمازیں پڑھاتے رہیں۔''②

استنباط: مسلمان نمازی حکمران سے قتال جائز نہیں۔

مذکورہ بالا چند احادیث سے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے فقہی مقام و مرتبہ کا پتہ چلتا ہے۔ ایسی بہت سی روایات ان سے مروی ہیں جو اہم فقہی مسائل کے حل میں مرکزی حیثیت رکھتی ہیں۔ عہد صحابہ رضی اللہ عنہم میں جن صحابہ رضی اللہ عنہم کا فتویٰ چلتا تھا بعض اہل علم نے ان کی فہرست مرتب کی ہے تو ان میں سرفہرست سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا نام ذکر کیا ہے۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے فقہی مسائل میں وہ مقام دیا تھا کہ بعض دفعہ صحابہ رضی اللہ عنہم ان کی وضاحت سے اپنے موقف سے رجوع کرلیا کرتے تھے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پہلے یہ فتویٰ دیا کرتے تھے کہ کوئی آدمی اگر جنابت کی حالت میں صبح کرے

① حسن، مسند أحمد، تعليق شعيب الارناؤط، اسناده حسن: ٢٦٦٠١۔
② صحيح، سنن ترمذی، كتاب الفتن: ٢٢٦٥۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

تو روزہ نہ رکھے، لیکن جب انھوں نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی یہ حدیث سنی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض دفعہ بیدار ہوتے تو آپ پر غسل واجب ہوتا اور آپ روزہ رکھ لیتے تھے تو سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے فتویٰ سے رجوع کر لیا تھا۔

ایک دفعہ سیدنا ابوہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کے درمیان اس عورت کے بارے میں اختلاف رائے ہو گیا جس کا شوہر فوت ہو جائے اور اس کے ہاں بچہ پیدا ہو جائے، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ وضع حمل کے بعد وہ نکاح کر سکتی ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہنا تھا کہ وہ دو میں سے ایک طویل مدت کی عدت گزارے گی۔ پھر انہوں نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک قاصد بھیجا تو انھوں نے فرمایا کہ سیدہ سبیعہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے شوہر فوت ہو گئے تھے اور ان کی وفات سے صرف پندرہ دن یعنی آدھا مہینہ بعد ہی ان کے ہاں بچہ پیدا ہو گیا، پھر دو آدمیوں نے سبیعہ کے پاس پیغام نکاح بھیجا اور ایک آدمی کی طرف ان کا جھکاؤ بھی ہو گیا۔ جب لوگوں کو محسوس ہوا کہ وہ ان میں سے کسی ایک کی طرف متوجہ ہو جائے گی تو وہ کہنے لگے کہ ابھی تم حلال نہیں ہو۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "تم حلال ہو چکی ہو، اس لیے جس سے چاہو نکاح کر سکتی ہو۔"①

وفات

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی تاریخ وفات میں سیرت نگاروں کا اختلاف ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ کبیر میں ۵۸ھ کو سن وصال قرار دیا ہے۔ ابونعیم کے ہاں انتقال کا سال ۶۲ھ ہے۔ علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی اصابہ میں اسی کو راجح قرار دیا ہے جبکہ طبقات ابن سعد میں ۵۹ھ کا ذکر ہے۔ طبقات کے مطابق اگر وفات ۵۹ھ کی ہے تو بوقت وفات آپ کی عمر ۸۴ برس تھی۔ آپ کے جنازہ کو بقیع الغرقد میں لایا گیا اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

① صحیح، سنن النسائی، کتاب الطلاق، باب عدة الحامل المتوفی عنها زوجها، ۳۵۰۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ام المومنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

نام ونسب

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا جحش بن ریاب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ کی لخت جگر ہیں اور ان کی والدہ کا نام امیمہ بنت عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی ہے۔

خاندان کا تعارف

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا خاندان مقام و مرتبہ کے اعتبار سے بہت بلند ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے خالو کے بیٹے تھے اور ان کی والدہ امیمہ بنت عبدالمطلب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔ سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بھی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے رشتے میں خالو لگتے ہیں اور جلیل القدر صحابی سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں۔

سیدنا زید رضی اللہ عنہ سے نکاح

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بھی آپ کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ آئیں۔ وہ ایک حسین وجمیل عورت تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے لیے انہیں شادی کا پیغام بھیجا تو انہوں نے کہا:

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، لَا اَرْضَاهُ لِنَفْسِي وَاَنَا اَيِّمُ قُرَيْشٍ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یارسول اللہ! میں انہیں اپنے لیے پسند نہیں کرتی جبکہ میں قریش کی شریف زادی ہوں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں اُنہیں تمہارے لیے پسند کرتا ہوں۔''①

اسی طرح کا اظہار نارضا مندی اُن کے بھائی سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے بھی کیا۔ اس لیے کہ سیدنا زید رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے اور سیدہ زینب رضی اللہ عنہا آپ کی پھوپھی کی صاحبزادی تھیں۔ ان لوگوں کو یہ بات ناگوار گزری کہ اتنے اونچے گھرانے کی لڑکی اور وہ بھی کوئی غیر نہیں بلکہ آپ کی پھوپھی زاد بہن ہے اور اس کا پیغامِ نکاح آپ اپنے آزاد کردہ غلام کے لیے دے رہے ہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا﴾ (الاحزاب: ٣٦)

''کسی مومن مرد اور عورت کو حق حاصل نہیں کہ جب اللہ اور اُس کا رسول کسی اُمر کا فیصلہ فرما دیں تو وہ اس کام میں اپنا کوئی اختیار سمجھیں، جو کوئی اللہ اور اُس کے رسول کی نافرمانی کرے وہ صریح گمراہ ہو گیا۔''

اللہ کا یہ فرمان سنتے ہی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اور ان کے سب خاندان والوں نے بلا تأمل سر تسلیم خم کر دیا اور نبی ﷺ نے سیدنا زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کا نکاح کر دیا۔ سیدنا زید رضی اللہ عنہ دراصل قبیلہ کلب کے ایک شخص حارثہ بن شراحبیل کے بیٹے تھے اور ان کی ماں سُعدیٰ بنت ثعلبہ قبیلہ طے کی شاخ بنی معن سے تھیں۔ جب یہ آٹھ سال کے بچے تھے تو اس وقت ان کی ماں انہیں اپنے میکے لے کر گئیں۔ وہاں بنی قین کے لوگوں نے ان کے پڑاؤ پر حملہ کیا اور لوٹ مار کے ساتھ جن آدمیوں کو وہ پکڑ کر لے گئے اُن میں سیدنا زید رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ پھر انہوں نے طائف کے قریب عُکاظ کے میلے میں جا کر ان کو بیچ دیا۔ خریدنے والے سیدنا خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے

① طبقات ابن سعد: ٨ / ٨٠۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مکہ میں لا کر اپنی پھوپھی محترمہ کی خدمت میں نذر کر دیا۔ نبی ﷺ سے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا جب نکاح ہوا تو آپ نے ان کے ہاں زید رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور ان کی عادات و اطوار آپ کو اس قدر پسند آئیں کہ آپ نے انہیں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے مانگ لیا۔ اس طرح یہ خوش قسمت لڑکا اُس خیر الخلائق ہستی کی خدمت میں پہنچ گیا جسے چند سال بعد اللہ تعالیٰ نبی بنانے والا تھا۔ اس وقت سیدنا زید رضی اللہ عنہ کی عمر ۱۵ سال تھی۔ کچھ مدت کے بعد ان کے باپ اور چچا کو پتہ چلا کہ ہمارا بچہ مکہ میں ہے۔ وہ انہیں تلاش کرتے ہوئے نبی ﷺ تک پہنچے اور عرض کیا کہ آپ جو فدیہ چاہیں ہم دینے کے لیے تیار ہیں، آپ ہمارا بچہ ہمیں دے دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں لڑکے کو بلاتا ہوں اور اس کی مرضی پر چھوڑ دیتا ہوں کہ وہ تمہارے ساتھ جانا چاہتا ہے یا میرے پاس رہنا پسند کرتا ہے۔ اگر وہ تمہارے ساتھ جانا چاہے گا تو میں کوئی فدیہ نہ لوں گا اور اسے یوں ہی چھوڑ دوں گا۔ لیکن اگر وہ میرے پاس رہنا چاہے تو میں ایسا آدمی نہیں ہوں کہ جو شخص میرے پاس رہنا چاہتا ہو اسے خواہ مخواہ نکال دوں۔'' انہوں نے کہا یہ تو آپ نے انصاف سے بھی بڑھ کر درست بات فرمائی ہے۔ آپ بچے کو بلا کر پوچھ لیجیے۔ آپ ﷺ نے زید رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے کہا: ''ان دونوں صاحبوں کو جانتے ہو؟'' انہوں نے عرض کیا: جی ہاں! یہ میرے والد ہیں اور یہ میرے چچا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا تم ان کو بھی جانتے ہو اور مجھے بھی۔ اب تمہیں پوری آزادی ہے کہ چاہو تو ان کے ساتھ چلے جاؤ اور چاہو تو میرے ساتھ رہو۔'' انہوں نے جواب دیا کہ میں آپ کو چھوڑ کر کسی کے پاس نہیں جانا چاہتا۔ ان کے باپ اور چچا نے کہا: زید! کیا تو آزادی پر غلامی کو ترجیح دیتا ہے اور اپنے ماں باپ اور خاندان کو چھوڑ کر غیروں کے پاس رہنا چاہتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے اس شخص کے جو اوصاف دیکھے ہیں اُن کا تجربہ کر لینے کے بعد میں اب دنیا میں کسی کو بھی ان پر ترجیح نہیں دے سکتا۔ سیدنا زید رضی اللہ عنہ کا یہ جواب سن کر ان کے باپ اور چچا بخوشی راضی ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ نے اسی وقت سیدنا زید رضی اللہ عنہ کو آزاد کر دیا اور حرم میں جا کر قریش کے مجمع عام میں اعلان فرمایا کہ ''آپ سب لوگ گواہ رہیں، آج سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

زید میرا بیٹا ہے، یہ مجھ سے وراثت پائے گا اور میں اس سے۔'' اسی بنا پر لوگ انہیں زید بن محمد کہنے لگے۔ یہ سب واقعات نبوت سے پہلے کے ہیں۔ پھر جب نبی ﷺ اللہ کی طرف سے منصب نبوت پر سرفراز ہوئے تو چار ہستیاں ایسی تھیں جنہوں نے ایک لحہ بھر میں شک وتردد کے بغیر آپ ﷺ سے نبوت کا دعویٰ سنتے ہی اسے تسلیم کر لیا۔ ایک سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا، دوسرے سیدنا زید رضی اللہ عنہ، تیسرے سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور چوتھے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ اُس وقت سیدنا زید رضی اللہ عنہ کی عمر ۳۰ سال تھی اور ان کو آپ ﷺ کی خدمت میں رہتے ہوئے ۱۵ سال گزر چکے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کا نکاح جب سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے کر دیا تو زینب رضی اللہ عنہا نے اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر سر جھکا دیا۔ لیکن یہ شادی بس ایک سال تک برقرار رہ سکی اور پھر دونوں میاں بیوی میں شدید اختلافات پیدا ہو گئے اور سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے انہیں طلاق دینے کا ارادہ کر لیا۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

جَاءَ زَيْدٌ يَشْكُو فَهَمَّ بِطَلَاقِهَا فَاسْتَأْمَرَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللَّهَ)) ①

سیدنا زید رضی اللہ عنہ آئے اور شکوہ کرنے لگے: پس انہوں نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو طلاق دینے کا ارادہ کر لیا اور آپ ﷺ سے اس بارے میں مشورہ چاہا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھو اور اللہ سے ڈرو۔''

آپ ﷺ سیدنا زید رضی اللہ عنہ کو سمجھاتے رہے اور حتی المقدور اس کوشش میں رہے کہ ان کا گھر جڑا رہے اور وہ طلاق نہ دیں، لیکن سیدنا زید رضی اللہ عنہ کے گھریلو حالات خاصے گھمبیر ہو چکے تھے اور بالآخر اختلافات اتنے بڑھے کہ ان کا ایک ساتھ رہنا مشکل ہو گیا اور سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔

① صحیح، سنن الترمذی، ابواب تفسیر القرآن، ومن سورة الاحزاب: ۳۲۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ کا پیغامِ نکاح

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

لَمَّا انْقَضَتْ عِدَّةُ زَيْنَبَ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِزَيْدٍ: «فَاذْكُرْهَا عَلَيَّ»۔ قَالَ: فَانْطَلَقَ زَيْدٌ حَتَّى أَتَاهَا وَهِيَ تُخَمِّرُ عَجِينَهَا، قَالَ: فَلَمَّا رَأَيْتُهَا عَظُمَتْ فِي صَدْرِي، حَتَّى مَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَنْظُرَ إِلَيْهَا، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَهَا، فَوَلَّيْتُهَا ظَهْرِي، وَنَكَصْتُ عَلَى عَقِبِي، فَقُلْتُ: يَا زَيْنَبُ: أَرْسَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَذْكُرُكِ، قَالَتْ: مَا أَنَا بِصَانِعَةٍ شَيْئًا حَتَّى أُوَامِرَ رَبِّي، فَقَامَتْ إِلَى مَسْجِدِهَا، وَنَزَلَ الْقُرْآنُ، وَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا بِغَيْرِ إِذْنٍ، قَالَ، فَقَالَ: وَلَقَدْ رَأَيْتُنَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَطْعَمَنَا الْخُبْزَ وَاللَّحْمَ حِينَ امْتَدَّ النَّهَارُ، فَخَرَجَ النَّاسُ وَبَقِيَ رِجَالٌ يَتَحَدَّثُونَ فِي الْبَيْتِ بَعْدَ الطَّعَامِ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَاتَّبَعْتُهُ، فَجَعَلَ يَتَتَبَّعُ حُجَرَ نِسَائِهِ يُسَلِّمُ عَلَيْهِنَّ، وَيَقُلْنَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، كَيْفَ وَجَدْتَ أَهْلَكَ؟[1]

جب سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی عدت ختم ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا: ''تم جاؤ اور زینب (رضی اللہ عنہا) سے میرے بارے میں بات کرو۔'' سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور وہ آٹے میں خمیر لگا رہی تھیں۔ سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے انہیں دیکھا تو میرے دل میں ان کا رعب طاری ہوگیا۔ مجھ میں انہیں دیکھنے کی سکت نہ رہی، میں پیٹھ پھیر

[1] صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب زواج زينب بنت جحش ونزول الحجاب، رقم: ١٤٢٨۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کر کھڑا ہو گیا اور میں نے آہستہ سے کہا: زینب! مجھے رسول اللہ ﷺ نے تیری طرف بھیجا ہے اور وہ آپ کا تذکرہ کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا: میں وہی کروں گی جو مجھے میرے رب کا حکم ہوگا۔ پھر وہ اُٹھ کر مسجد کی طرف چلی گئیں تو اس سلسلہ میں قرآن نازل ہوا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ بغیر اجازت کے سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے آئے۔ راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے بوقت دوپہر ہمیں روٹی اور گوشت کھلایا، کھانا کھا کر کچھ لوگ گھر سے باہر نکل گئے اور کچھ کھانے کے بعد وہیں بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ باہر نکل گئے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بھی آپ کے پیچھے باہر نکل گیا اور آپ کے پیچھے پیچھے ہولیا۔ آپ ﷺ یکے بعد دیگرے اپنی بیویوں کے حجروں میں تشریف لے گئے۔ انہیں سلام کہا۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ نے نئی اہلیہ کو کیسا پایا؟

رسول اللہ ﷺ جو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں بغیر اجازت کے تشریف لے آئے وہ اس وجہ سے تھا کہ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کا نکاح خود کر دیا تھا۔ نکاح کے بعد اجازت لینے کی ضرورت نہ رہی۔ پس آپ ﷺ بلا اجازت تشریف لے آئے۔ سورۂ احزاب میں اللہ تعالیٰ نے اس نکاح کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا ہے:

﴿وَ اِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِ اَمْسِكْ عَلَیْكَ زَوْجَكَ وَ اتَّقِ اللّٰهَ وَ تُخْفِیْ فِیْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِیْهِ وَ تَخْشَى النَّاسَ ۚ وَ اللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ فَلَمَّا قَضٰى زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَیْ لَا یَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ فِیْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِیَآىِٕهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا﴾ (الاحزاب: ۳۷)

''جب آپ اس شخص سے فرما رہے تھے جس پر اللہ نے اور تم نے احسان کیا تھا کہ اپنی بیوی کو نہ چھوڑو اور اللہ سے ڈرو تو اس وقت آپ اپنے دِل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں وہ بات چھپائے ہوئے تھے جسے اللہ کھولنا چاہتا تھا اور آپ لوگوں سے ڈر رہے تھے۔ حالانکہ اللہ اس کا زیادہ حقدار ہے کہ آپ اس سے ڈریں۔ پھر جب زید (رضی اللہ عنہ) اس سے اپنی حاجت پوری کر چکے تو ہم نے اس (مطلقہ خاتون) کا نکاح آپ سے کر دیا تاکہ مومنوں پر اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے معاملہ میں کوئی تنگی نہ رہے جبکہ وہ ان سے اپنی حاجت پوری کر چکے ہوں اور اللہ کا حکم تو عمل میں آنا ہی چاہیے تھا۔"

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی یہ ایک ایسی فضیلت ہے جس میں کوئی اور خاتون شریک نہیں کہ ان کا نکاح اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آسمانوں پر کیا۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اس بات پر فخر کیا کرتی تھیں۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

فَكَانَتْ زَيْنَبُ تَفْخَرُ عَلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ تَقُولُ: زَوَّجَكُنَّ أَهَالِيكُنَّ، وَزَوَّجَنِي اللَّهُ تَعَالَى مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمَاوَاتٍ[1]

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا، نبی کریم ﷺ کی بیویوں کے سامنے یہ فخر کیا کرتی تھیں کہ تمہاری شادی تمہارے گھر والوں نے کی اور میری شادی اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کے اوپر کی۔

دعوت ولیمہ

ثابت بنانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: میں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ نے نبی ﷺ کی کتنے سال خدمت کی؟ بولے: دس سال۔ میں نے جو کام کر دیا وہ اچھا کیا ہو یا برا، آپ نے اس میں ردوبدل نہیں فرمایا۔ میں نے کہا: آپ نے اس دس سالہ خدمت میں آپ کی جو حیرت انگیز چیز دیکھی ہو اسے بیان کرو۔ فرمایا: جب آپ نے سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا، پہلے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا آپ کے آزاد کردہ غلام سیدنا زید رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں، سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: انس! رسول اللہ ﷺ

[1] صحيح بخاري، كتاب التوحيد، باب وكان عرشه على الماء: ٧٤٢٠۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آج دولہا ہیں اور میرے خیال میں آپ کے پاس صبح کا کھانا بھی نہیں۔ ذرا یہ برتن تو اٹھا لاؤ، میں اسے اُٹھا کر لے آیا۔ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے آپ کے لیے حَیس تیار کیا جو عمدہ قسم کی کھجوروں سے تیار کیا گیا تھا اور اتنا ایک لگن میں بھر دیا جتنا آپ کو اور آپ کی دلہن کو کافی ہو اور بولیں: یہ آپ کے پاس لے جاؤ۔ چنانچہ میں اسے لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ابھی پردہ کے متعلق آیت نہیں اُتری تھی۔ فرمایا: ''رکھ دو۔'' میں نے اسے آپ کے اور دیوار کے درمیان رکھ دیا۔ فرمایا: ''ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کو بلا لاؤ'' اور بھی چند صحابہ کا نام لیا۔ مجھے حیرت ہوئی کہ آپ نے آدمی اتنے سارے بلوا لیے اور کھانا تھوڑا سا ہے۔ خیر میں نے حکم سے سرتابی نہیں کی اور سب کو بلا لایا۔ فرمایا: ''دیکھو اگر کوئی مسجد میں ہے تو اسے بھی بلا لاؤ۔'' چنانچہ میں مسجد میں گیا اور نماز پڑھنے والوں اور سونے والوں سب کو بلا لایا کہ آج ولیمہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ لوگوں کی دعوت کی ہے۔ حتیٰ کہ لوگوں سے گھر بھر گیا۔ پوچھا: ''مسجد میں کوئی باقی تو نہیں رہا؟'' میں نے کہا: نہیں! فرمایا: ''جو راستہ میں ہو اسے بھی بلا لاؤ۔'' میں راہ والوں کو بھی بلا لایا اور حجرہ کھچا کھچ بھر گیا۔ پوچھا: ''کوئی باقی تو نہیں رہا؟'' میں بولا: نہیں یارسول اللہ! فرمایا: ''لگن اٹھا لاؤ۔'' میں نے لگن اُٹھا کر آپ کے سامنے لا رکھا۔ آپ نے اس میں تین انگلیاں رکھیں اور اسے دبایا اور لوگوں سے کہا: ''بسم اللہ پڑھ کے کھاؤ!'' میں نے کھجوروں کو یا گھی کو دیکھا تو وہ ابل رہا تھا جیسے چشموں سے پانی اُبلتا ہے۔ گھر اور حجرے میں بھرے ہوئے تمام آدمیوں نے پیٹ بھر کر کھایا اور لگن میں اتنا ہی باقی تھا جتنا میں لے کر آیا تھا۔ پھر میں یہ حیرت انگیز واقعہ جو میں نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا تھا اپنی امی جان کو سنانے کے لیے اپنے گھر چلا گیا۔ وہ بولیں: تعجب نہ کرو! اگر آپ تمام مدینہ والوں کو کھلانا چاہتے تو انہیں بھی کافی ہو جاتا۔ میں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: تمہارے اندازے کے مطابق کتنے آدمی ہوں گے؟ فرمایا مجھے ۷۱ آدمیوں کا تو یقین ہے اور ۷۲ میں شبہ ہے۔[1]

[1] طبقات ابن سعد: ۸/ ۸۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صحیح بخاری میں یہ واقعہ ان الفاظ میں مذکور ہے:

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: بُنِيَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ بِخُبْزٍ وَلَحْمٍ، فَأُرْسِلْتُ عَلَى الطَّعَامِ دَاعِيًا فَيَجِيءُ قَوْمٌ فَيَأْكُلُونَ وَيَخْرُجُونَ، ثُمَّ يَجِيءُ قَوْمٌ فَيَأْكُلُونَ وَيَخْرُجُونَ، فَدَعَوْتُ حَتَّى مَا أَجِدُ أَحَدًا أَدْعُو، فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ مَا أَجِدُ أَحَدًا أَدْعُوهُ، قَالَ: «ارْفَعُوا طَعَامَكُمْ» وَبَقِيَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ يَتَحَدَّثُونَ فِي الْبَيْتِ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فَانْطَلَقَ إِلَى حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَقَالَ: «السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ» فَقَالَتْ: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ، كَيْفَ وَجَدْتَ أَهْلَكَ؟ بَارَكَ اللَّهُ لَكَ، فَتَقَرَّى حُجَرَ نِسَائِهِ كُلِّهِنَّ، يَقُولُ لَهُنَّ كَمَا يَقُولُ لِعَائِشَةَ، وَيَقُلْنَ لَهُ كَمَا قَالَتْ عَائِشَةُ، ثُمَّ رَجَعَ النَّبِيُّ ﷺ فَإِذَا ثَلَاثَةٌ مِنْ رَهْطٍ فِي الْبَيْتِ يَتَحَدَّثُونَ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ شَدِيدَ الْحَيَاءِ، فَخَرَجَ مُنْطَلِقًا نَحْوَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَمَا أَدْرِي آخْبَرْتُهُ أَوْ أُخْبِرَ أَنَّ الْقَوْمَ خَرَجُوا فَرَجَعَ، حَتَّى إِذَا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي أُسْكُفَّةِ الْبَابِ دَاخِلَةً، وَأُخْرَى خَارِجَةً أَرْخَى السِّتْرَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ، وَأُنْزِلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ①

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

رسول اللہ ﷺ نے سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد (بطور ولیمہ) گوشت اور روٹی تیار کروائی اور مجھے کھانے پر لوگوں کو بلانے کے لیے بھیجا، پھر کچھ لوگ آئے اور کھا کر واپس چلے گئے۔ پھر دوسرے لوگ آئے اور کھا کر واپس چلے گئے، میں بلاتا رہا۔ آخر جب کوئی باقی نہ رہا تو میں

① صحيح البخاری، کتاب تفسير القرآن، باب لا تدخلوا بيوت النبی إلا أن يؤذن لكم: ٤٧٩٣۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! اب تو کوئی باقی نہیں رہا جس کو میں دعوت دوں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اب دستر خوان اٹھا لو'' لیکن تین اشخاص گھر میں باتیں کرتے رہے۔ نبی کریم ﷺ باہر نکل آئے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے سامنے جا کر فرمایا: ''السلام علیکم اہل البیت ورحمۃ اللہ۔'' انہوں نے کہا: وعلیک السلام ورحمۃ اللہ، اپنی اہل کو آپ نے کیسا پایا؟ اللہ برکت عطا فرمائے! نبی کریم ﷺ اسی طرح تمام ازواج مطہرات کے حجروں کے سامنے گئے اور جس طرح سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا اسی طرح سب سے فرمایا اور انہوں نے بھی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح جواب دیا۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ واپس تشریف لائے تو وہ تین آدمی اب بھی گھر میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ بہت زیادہ حیا دار تھے، آپ (یہ دیکھ کر کہ لوگ اب بھی بیٹھے ہوئے ہیں) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کی طرف چلے گئے، مجھے یاد نہیں کہ اس کے بعد میں نے یا کسی اور نے آپ کو جا کر خبر دی کہ اب وہ تینوں آدمی روانہ ہو چکے ہیں۔ پھر نبی کریم ﷺ اب واپس تشریف لائے اور پاؤں چوکھٹ پر رکھا۔ ابھی آپ کا ایک پاؤں اندر تھا اور ایک پاؤں باہر کہ آپ نے پردہ گرا لیا اور پردہ کی آیت نازل ہوئی۔

نکاح زینب رضی اللہ عنہا کے معاشرتی اثرات

عرب کے لوگ جس بچے کو متبنٰی بنا لیتے تھے وہ بالکل اُن کی حقیقی اولاد کی طرح سمجھا جاتا تھا۔ اسے وراثت ملتی تھی۔ اس سے منہ بولی ماں اور منہ بولی بہنیں وہی خلا ملا رکھتی تھیں جو حقیقی بیٹے اور بھائی سے رکھا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ منہ بولے باپ کی بیٹیوں کا اور اس باپ کے مر جانے کے بعد اس کی بیوہ کا نکاح اسی طرح ناجائز سمجھا جاتا تھا جس طرح سگی بہن اور حقیقی ماں کے ساتھ کسی کا نکاح حرام ہوتا ہے اور یہی معاملہ اس صورت میں بھی کیا جاتا تھا جب منہ بولا بیٹا مر جائے یا اپنی بیوی کو طلاق دے دے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

منہ بولے باپ کے لیے وہ عورت سگی بہو کی طرح سمجھی جاتی تھی۔ یہ رسم قدم قدم پر نکاح، طلاق اور وراثت کے اُن قوانین سے ٹکراتی تھی جو اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ اور سورۂ نساء میں مقرر فرمائے تھے۔ اُن کی رُو سے جو لوگ حقیقت میں وراثت کے حق دار تھے یہ رسم ان کا حق مار کر ایک ایسے شخص کو دلواتی تھی جو سرے سے کوئی حق نہ رکھتا تھا۔ جن عورتوں اور مردوں کے درمیان رشتہ نکاح حلال تھا، یہ رسم ان کے باہمی نکاح کو حرام کرتی تھی اور سب سے زیادہ یہ کہ اسلامی قانون جن بداخلاقیوں کا سدباب کرنا چاہتا تھا یہ رسم ان کے پھیلنے میں مددگار تھی۔ کیونکہ رسم کے طور پر منہ بولے رشتے میں خواہ کتنا ہی تقدس پیدا کر دیا جائے بہرحال منہ بولی ماں، منہ بولی بہن اور منہ بولی بیٹی حقیقی ماں بہن اور بیٹی کی طرح نہیں ہو سکتی۔ ان مصنوعی رشتوں کے رسمی تقدس پر بھروسہ کر کے مردوں اور عورتوں کے درمیان جب حقیقی رشتہ داروں کا سا خلا ملا ہو تو وہ بُرے نتائج پیدا کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اِن وجوہ سے اسلامی قانونِ نکاح و طلاق، قانونِ وراثت اور قانونِ حرمت زنا کا یہ تقاضا تھا کہ متبنیٰ کو حقیقی اولاد کی طرح سمجھنے کے تخیل کا قطعی استیصال کر دیا جائے۔

لیکن یہ تخیل محض ایک قانونی حکم کے طور پر اتنی سی بات کہہ دینے سے ختم نہیں ہو سکتا تھا کہ ''منہ بولا رشتہ کوئی حقیقی رشتہ نہیں ہے۔'' صدیوں کے جمے ہوئے تعصبات اور اوہام محض اقوال سے نہیں بدلے جاتے۔ حکماً لوگ اس بات کو مان بھی لیتے کہ یہ رشتے حقیقی رشتے نہیں ہیں، پھر بھی منہ بولی ماں اور منہ بولے بیٹے کے درمیان منہ بولے بھائی اور بہن کے درمیان، منہ بولے باپ اور بیٹی کے درمیان، منہ بولے سسر اور بہو کے درمیان نکاح کو لوگ مکروہ ہی سمجھتے رہتے۔ نیز ان کے درمیان خلا ملا بھی کچھ نہ کچھ باقی رہ جاتا۔ اس لیے ناگزیر تھا کہ یہ رسم عملاً توڑی جائے اور خود رسول اللہ ﷺ بنفس نفیس اس کو توڑیں۔ کیونکہ جو کام آپ ﷺ نے خود کیا ہو اور اللہ کے حکم سے کیا ہو اس کے متعلق کسی مسلمان کے ذہن میں کراہت کا تصور باقی نہ رہ سکتا تھا۔ اسی بنا پر جنگ احزاب سے کچھ دیر پہلے نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اشارہ دیا گیا کہ اپنے منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بولے بیٹے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی مطلقہ بیوی سے خود نکاح کر لیں، اس حکم کی تعمیل آپ نے محاصرہ بنی قریظہ کے زمانے میں فرمائی غالباً تاخیر کی وجہ یہ تھی کہ عدت ختم ہونے کا انتظار تھا اور اسی دوران میں جنگی مصروفیات پیش آ گئی تھیں۔

یہ کام ہونا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف پروپیگنڈے کا ایک طوفان یکلخت اُٹھ کھڑا ہوا۔ مشرکین، منافقین اور یہود سب آپ کی پے دَر پے کامیابیوں سے جلے بیٹھے تھے۔ اُحد کے بعد احزاب اور بنی قریظہ تک دو سال کی مدت میں جس طرح وہ زک پر زک اُٹھاتے چلے گئے تھے اس کی وجہ سے ان کے دلوں میں آگ بھڑک رہی تھی۔ وہ اس بات سے بھی مایوس ہو چکے تھے کہ اب وہ کھلے میدان میں لڑ کر بھی آپ کو زیر نہ کر سکیں گے۔ اس لیے انہوں نے اس نکاح کے معاملے کو اپنے لیے ایک خداداد موقع سمجھا اور خیال کیا کہ اب ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُس اخلاقی برتری کو ختم کر سکیں گے جو اُن کی طاقت اور اُن کی کامیابیوں کا اصل راز ہے۔ چنانچہ یہ افسانے تراشے گئے کہ (معاذ اللہ!) محمد صلی اللہ علیہ وسلم بہو کو دیکھ کر عاشق ہو گئے تھے، بیٹے کو اس تعلق خاطر کا علم ہو گیا، اس نے بیوی کو طلاق دے دی اور باپ نے اس کے بعد بہو سے بیاہ رچا لیا۔ حالانکہ یہ بات صریحاً لغو تھی۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ بچپن سے جوانی تک اُن کی ساری عمر آپ کے سامنے گزری تھی۔ کسی وقت بھی ان کو دیکھ کر عاشق ہو جانے کا سوال ہی کہاں پیدا ہوتا تھا؟ پھر آپ نے خود اصرار کر کے سیدنا زید رضی اللہ عنہ سے نکاح کروایا تھا۔ ان کا سارا خاندان اس پر راضی نہ تھا کہ قریش کے اتنے اونچے گھرانے کی لڑکی ایک آزاد کردہ غلام سے بیاہی جائے۔ خود سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بھی اس رشتے سے ناخوش تھیں۔ مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے سب مجبور ہو گئے اور سیدنا زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کی شادی کر کے عرب میں اس امر کی پہلی مثال پیش کر دی گئی کہ اسلام ایک غلام کو اُٹھا کر شرفائے قریش کے برابر لے آیا ہے۔ اگر فی الواقع نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی میلان سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی جانب ہوتا تو سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی؟ آپ خود ان سے نکاح کر سکتے تھے۔ لیکن بے حیا مخالفین نے ان سارے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حقائق کے موجود ہوتے ہوئے یہ عشق کے افسانے تصنیف کیے۔ خوب نمک مرچ لگا کر ان کو پھیلایا اور اس پروپیگنڈے کا صور اس زور سے پھونکا کہ خود مسلمانوں کے اندر بھی ان کی گھڑی ہوئی روایات پھیل گئیں۔

مولانا مودودی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اُن کا اولین اعتراض یہ تھا کہ آپ ﷺ نے اپنی بہو سے نکاح کیا ہے حالانکہ آپ کی اپنی شریعت میں بھی بیٹے کی منکوحہ باپ پر حرام ہے۔ اس کے جواب میں فرمایا گیا کہ ''محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔'' (الاحزاب: ٤٠) یعنی جس شخص کی مطلقہ سے نکاح کیا گیا ہے وہ بیٹا کب تھا کہ اس کی مطلقہ سے نکاح حرام ہوتا؟ تم لوگ تو خود جانتے ہو کہ محمد ﷺ کا سرے سے کوئی بیٹا ہی نہیں تھا۔

ان کا دوسرا اعتراض یہ تھا کہ اگر منہ بولا بیٹا حقیقی بیٹا نہیں ہے تب بھی اس کی چھوڑی ہوئی عورت سے نکاح کر لینا زیادہ سے زیادہ بس جائز ہی ہوسکتا ہے۔ آخر ایسا کرنا کیا ضروری تھا؟ اس کے جواب میں فرمایا گیا: ''مگر وہ اللہ کے رسول ہیں۔'' یعنی رسول ہونے کی حیثیت سے ان پر یہ فرض عائد ہوتا تھا کہ جس حلال چیز کو تمہاری رسموں نے خواہ مخواہ حرام کر رکھا ہے اس کے بارے میں تمام تعصبات کا خاتمہ کر دیں اور اس کی حِلت کے معاملے میں کسی شک وشبہ کی گنجائش باقی نہ رہنے دیں۔

پھر مزید تاکید کے لیے فرمایا: ''اور وہ خاتم النبیین ہیں''۔ گویا ان کے بعد کوئی رسول تو درکنار کوئی نبی تک آنے والا نہیں ہے کہ اگر قانون اور معاشرے کی کوئی اصلاح اُن کے زمانے میں نافذ ہونے سے رہ جائے تو بعد کا آنے والا نبی یہ کسر پوری کر دے۔ لہٰذا اور بھی ضروری ہو گیا تھا کہ اس رسم جاہلیت کا خاتمہ وہ خود ہی کر کے جائیں۔

اس کے بعد مزید زور دیتے ہوئے فرمایا گیا کہ ''اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔'' یعنی اللہ کو معلوم ہے کہ اس وقت محمد ﷺ کے ہاتھوں اس رسم جاہلیت کو ختم کرا دینا کتنا ضروری تھا اور ایسا نہ کرنے میں کیا قباحت تھی۔ وہ جانتا ہے کہ اب اُس کی طرف سے کوئی نبی آنے والا نہیں۔ لہٰذا اگر اپنے آخری نبی کے ذریعہ سے اُس نے اس رسم کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خاتمہ نہ کرایا تو پھر کوئی دوسری ہستی دنیا میں ایسی نہ ہوگی جس کے توڑنے سے یہ رسم تمام دنیا کے مسلمانوں میں ہمیشہ کے لیے ٹوٹ جائے۔ بعد کے مصلحین اگر اسے توڑیں گے بھی تو ان میں سے کسی کا فعل بھی اپنے پیچھے ایسا دائمی اور عالمگیر اقتدار نہ رکھے گا کہ ہر ملک اور ہر زمانے کے لوگ اس کی اتباع کرنے لگیں اور ان میں سے کسی کی شخصیت بھی اپنے اندر اس تقدس کی حامل نہ ہوگی کہ کسی فعل کا محض اُس کی سنت ہونا ہی لوگوں کے دلوں سے کراہیت کے ہر تصور کا قلع قمع کر دے۔ ①

ہندو اعتراضات

بدنام زمانہ اور ملعون و کمین دو ٹکے کا مصنف راجپال اپنی رسوائے زمانہ کتاب رنگیلا رسول میں رقمطراز ہے:

ایک دِن محمد (ﷺ) زید کی عدم موجودگی میں اس کے گھر جا نکلا۔ چلمن کے پیچھے زینب بیٹھی تھی۔ اس نے رسول کی آواز سنی تو جلدی سے اندر لانے کا اہتمام کرنے لگی۔ محمد (ﷺ) کی نگاہ اس کے حسن بے حجاب پر پڑی، دل پر بجلی سی گری اور منہ سے نکلا: سبحان اللہ! تو کیسی خوبصورتی کی صنعت کرتا ہے، زینب نے یہ لفظ سن لیے اور دل ہی دل میں پیغمبر کے دل پر قابو پا جانے کی خوشیاں منانے لگی۔ زید سے شاید اس کی نہ بنتی تھی۔ لاکھ محمد (ﷺ) کا متبنّیٰ ہو آخر غلام تھا اور یہ خالص قریش، زید آیا تو اس سے زینب نے اس ماجرے کا ذکر کیا۔ محمد (ﷺ) سے عقیدت سمجھو یا شاید اس کا دِل پہلے سے ہی زینب سے کھٹا ہو، دوڑا دوڑا محمد (ﷺ) کے پاس گیا اور اپنی بیوی کو جس پر اب محمد (ﷺ) کا دِل آ چکا تھا، طلاق دینے کی آمادگی ظاہر کی۔ محمد (ﷺ) نے روکا اور کہا آپس میں خوشی خوشی گزارا کرو۔ لیکن زید کو اس بیوی کا خاوند رہنے سے حاصل جو دل دوسرے کو دے چکی ہو؟ اس نے زینب کو طلاق دے ہی دی۔ اب زینب محمد (ﷺ) کے گرد ہوئی کہ مجھے اپنی خدمت گاروں میں لیجیے۔ محمد (ﷺ) کو پس و پیش کہ خواہ

① تفہیم القرآن از مودودی: ٤/ ١٠٣۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مخواہ بدنامی ہوگی۔ آخر وحی نے مشکل حل کر دی اور سورۂ اُتری۔ خدا نے انسانوں کو دو دِل نہیں دیے، نہ تمہارے لیے گود لیے بیٹے اپنے بنا دیے ہیں جو تم کہتے ہو۔ یہ تمہارے منہ سے نکلتا ہے مگر اللہ حقیقت سے واقف ہے۔ وہ راہِ راست دکھاتا ہے۔تمہارے متبنوں کو چاہیے کہ وہ اپنے باپ کے نام سے مشہور ہوں (الاحزاب: ٤،٥) اور جب تو نے ایک ایسے بندے سے جس پر اللہ کا فضل بھی ہے اور تیرا بھی فضل ہے کہا کہ تو اپنی بیوی اپنے پاس رکھ اور اللہ کا خوف کر اور تو نے اپنی چھاتی میں چھپایا جو اللہ کی مرضی تھی کہ ظاہر ہو اور تو انسان سے ڈرا۔ حالانکہ اللہ زیادہ قابل ہے ڈرنے کے اور جب زید نے طلاق کی رسم پوری کر دی ہم نے تجھے اس سے بیاہ دیا تاکہ مومنوں کو اس کے اپنے متبنوں کی بیویوں سے شادی کرنا برا نہ ہو، بشرطیکہ ان کی طلاق کی رسم پوری ہو چکی ہو اور اللہ کا حکم ضرور پورا ہوگا۔ محمد (ﷺ) تم میں سے کسی کے باپ نہیں وہ اللہ کا رسول ہے اور خاتم المرسلین ہے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ (الاحزاب، رکوع:٥)

یہ الفاظ ہم نے اس لیے نقل کیے کہ محمد (ﷺ) کے دل کی حالت کا پتہ ناظر کو لگ سکے۔ زینب کی زیارت کے بعد محمد (ﷺ) نے جھوٹ موٹ کا تامل ظاہر کیا ورنہ دِل میں عشق کی آگ اپنا اثر کر چکی تھی اور دم بدم بھڑک رہی تھی۔ وحی ہوتی گئی اور محمد (ﷺ) نے فوراً زینب کے پاس پیغام بھیجا کہ پرماتما نے تجھے مجھ سے ملا دیا، پھر تو نکاح کی ضرورت نہ رہی۔ جہاں اللہ دِل ملا دے وہاں قاضیوں اور نکاح خوانوں کا بیچ میں پڑنا اس پاک عقد کا مخول نہیں تو اور کیا ہے؟ عوام کی تشفی کرنا لازم تھا۔ سو کہہ دیا اللہ نے نکاح پڑھا ہے اور جبرائیل گواہ ہیں اور ان دو شرطوں کے علاوہ نکاح کی اور شرط بھی کیا ہے؟[1]

مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کا مدلل جواب

مناظر ہند مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ نے راجپال ملعون کی کتاب کے جواب میں ''مقدس رسول ﷺ'' تحریر فرمائی اور اس میں اس مذکورہ اعتراض کا تفصیلی جواب دیا۔ افادہ کی غرض سے اس کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے:

① تصنیف خبیث از ملعون راجپال، ص:٢١ تا ٣٤۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ملک عرب میں ہندوستان کی طرح دستور تھا کہ اولاد نہ ہونے کی صورت میں دوسرے کے لڑکے کو متبنیٰ (لے پالک) بنا لیتے، اس کو مثل اپنی صلبی بیٹی کے جانتے، اس کا نتیجہ تھا کہ اس متبنیٰ کی بیوی کو مثل سگی بہو کے سمجھتے۔ چونکہ یہ رسم قانون قدرت کے خلاف تھی کہ باپ بیٹے کا تعلق بیج اور درخت کی طرح قدرتی ہے جو متبنیٰ میں نہیں پایا جاتا۔ متبنیٰ کو مثل صلبی بیٹے کے جاننا قانون قدرت کے برخلاف صریح اور رسم قبیح ہے۔
پیغمبر اسلام جن رسومات قبیحہ کی اصلاح کرنے کو آئے تھے، ان میں ایک رسم یہ بھی تھی جس کو رسم متبنیٰ کہتے ہیں۔ چونکہ یہ ایک عام اور مقبول رسم تھی، اس لیے اس کی اصلاح بھی صرف زبانی وعظ و نصیحت سے نہیں ہو سکتی تھی بلکہ وعظ و نصیحت کے علاوہ مثال کی بھی محتاج تھی۔ چنانچہ اس کی اصلاح کے لیے دونوں طریق اختیار کیے گئے۔ وعظ و نصیحت تو ان لفظوں میں فرمائی:

﴿مَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ۭ وَ اللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَ هُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ ۝ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىِٕهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ﴾ (الاحزاب: ٤، ٥)

”اللہ نے تمہارے لے پالکوں کو تمہارے بیٹے نہیں بنایا، یہ تمہارے مونہوں کی باتیں ہیں، اللہ سچ کہتا ہے اور سیدھی راہ کی ہدایت کرتا ہے۔ ان کو ان کے باپوں کے نام سے بلایا کرو۔ اللہ کے نزدیک یہ بہت انصاف ہے۔ ہاں اگر تم ان کے باپوں کو نہ جانتے ہو تو سمجھو کہ وہ دین میں تمہارے بھائی ہیں۔ (پس ان کو بھائی کہا کرو۔ بہر حال بیٹا مت کہا کرو)۔“

کیسی فطرتی تعلیم ہے کہ جس کو قدرت نے نہیں جوڑا، تم اس کو قدرتی شے کی طرح مت سمجھو بلکہ اس کے اصل سے اس کا ملاپ ظاہر کرنے کو ان کی اصل ولدیت سے بلایا کرو۔
یہ لفظی تعلیم اتنی بڑی رسم قبیح کی اصلاح کے لیے کافی نہیں ہو سکتی تھی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے مثال قائم کرنے کے لیے اسی مصلح اعظم (ﷺ) کو منتخب کیا۔ جس کا نام

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

قرآنی اصلاح میں اسوۂ حسنہ رکھا گیا ہے۔ آنحضرت ﷺ کو سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے بہت محبت تھی۔ یہاں تک کہ رسم ملکی کے مطابق (منع سے پہلے) لوگ اس کو زید ولد محمد کہتے تھے۔

سیدنا زید رضی اللہ عنہ (آزاد کردہ غلام) کا نکاح بھی آپ ﷺ نے اپنے قریبی رشتہ میں ایک بڑی شریف لڑکی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے کرا دیا تھا جو آپ ﷺ کے ہاتھوں میں پلی تھی۔ مگر اتفاق سے میاں بیوی میں سوء مزاجی پیدا ہوئی، جس کی انتہا یہاں تک پہنچی کہ میاں نے ارادہ کر لیا کہ میں اسے چھوڑ دوں۔ چونکہ یہ عقد نکاح آپ ﷺ نے بڑی کوشش سے خود کرایا تھا۔ اس لیے آپ نے زید رضی اللہ عنہ کو بہت سمجھایا مگر وہ نہ مانا۔ یہاں تک کہ اس نے سیدہ زینب کو طلاق دے دی۔ اس سارے قصے کا ثبوت قرآن مجید کی آیات بینات میں ملتا ہے جو یہ ہیں:

﴿وَ اِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِ اَمْسِكْ عَلَیْكَ زَوْجَكَ وَ اتَّقِ اللّٰهَ وَ تُخْفِیْ فِیْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِیْهِ وَ تَخْشَى النَّاسَ ۚ وَ اللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ فَلَمَّا قَضٰى زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَیْ لَا یَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ فِیْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِیَآىِٕهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا﴾ (الاحزاب: ۳۷)

''(اے پیغمبر اس بات کو یاد کرو) کہ جب تم اس شخص کو سمجھاتے تھے (زید بن حارثہ کو) جس پر اللہ نے اپنا احسان کیا (کہ اسلام کی توفیق دی) اور تم بھی اس پر احسان کرتے رہے کہ اپنی بیوی (زینب) کو اپنی زوجیت میں رہنے دو اور اللہ سے ڈرو (اس کو چھوڑو نہیں) اور تم اس بات کو اپنے دل میں چھپاتے تھے جس کو (آخرکار) اللہ ظاہر کرنے والا تھا اور تم اس معاملے میں لوگوں سے ڈرتے تھے حالانکہ اللہ اس کا زیادہ حق دار ہے کہ تم اس سے ڈرو، پھر جب زید اس (عورت) سے بے تعلق کر چکا (یعنی طلاق دے دی اور عدت کی مدت پوری ہو گئی) تو ہم نے تمہارے ساتھ اس عورت کا نکاح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کر دیا تاکہ (عام) مسلمانوں کے لے پالک جب اپنی بیویوں سے بے تعلق ہو جائیں تو مسلمانوں کے لیے ان عورتوں سے نکاح کر لینے میں کسی طرح کی تنگی نہ رہے اور اللہ کا حکم تو ہو کر ہی رہے گا۔"

ان آیات میں لفظ "زوجنکھا" آیا ہے جو قابل غور ہے۔ اس میں شک نہیں کہ بہت سے مسلمان مصنفوں سے بھی اس میں کوتاہی ہوئی ہے کہ انہوں نے اس لفظ سے یہ سمجھا ہے کہ آپ ﷺ کا یہ نکاح زمین پر نہیں ہوا تھا بلکہ آسمان پر ہوا تھا اور بس۔ حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ باقاعدہ نکاح ہوا۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا بھائی ابواحمد اس کی طرف سے ولی بن کر شریک مجلس ہوا۔ چنانچہ تاریخ ابن ہشام کے الفاظ اس واقعہ کے متعلق مذکور ہیں:

تَزَوَّجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشِ بْنِ رِبَابِ الْأَسْدِيَّةَ زَوَّجَهُ إِيَّاهَا أَخُوهَا أَبُوأَحْمَدَ بْنِ جَحْشٍ، وَأَصْدَقَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَربع مائَة دِرْهَمٍ ①

نبی کریم ﷺ نے سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کیا اور اس کے بھائی ابواحمد نے اس کی وکالت کی۔ نبی کریم ﷺ نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو چار سو درہم مہر دیا۔

پس اس شہادت واقعہ کو ملحوظ رکھ کر آیت (زوجنکھا) کے یہ معنی ہوئے کہ "(اے نبی!) ہم نے تجھے اس سے نکاح کی اجازت دی۔" تاکہ قبیح رسم متبنیٰ کی اصلاح ہو سکے۔

بعض روایتوں میں آتا ہے کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا فخر کرتی تھیں کہ میرا نکاح آسمان پر ہوا ہے۔ اس کے معنی بھی یہی ہیں۔ فخر یہ تھا کہ خاص ذکر کر کے نکاح کی اجازت بالفاظ قرآن کسی دوسری بیوی کو نہیں ہوئی۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح کا ولیمہ وغیرہ رسوم نکاح جو ادا کیں ان کا ثبوت کثرت سے روایات میں ملتا ہے۔ پس

① سیرت ابن هشام: ۲/ ٦٤٤۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

واقعہ اتنا کہ اس رسم قبیح (متبنیٰ مثل اولاد ہونے) کو مٹانے کی غرض سے یہ مثال قائم کی گئی۔ چنانچہ خود قرآن مجید میں اس کی حکمت ان لفظوں میں بیان کی گئی ہے:

﴿لِكَيْ لَا يَكُونَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِي أَزْوَاجِ أَدْعِيَائِهِمْ إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا﴾ (الاحزاب: ۳۷)

''(نکاح کی اجازت آپ کو) اس لیے دی گئی ہے کہ مسلمانوں پر ان کے لے پالکوں کی بیویوں سے نکاح میں کوئی رکاوٹ نہ ہو، جب وہ لے پالک ان بیویوں سے اپنا تعلق قطع کر لیں۔''

یعنی اگر ایسا اتفاق پیدا ہو جائے تو نکاح حرام نہ جانیں۔ اس حکمت اور مصلحت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہر مسلمان اپنے متبنیٰ کی بیوی سے (جب وہ طلاق دے دے تو) نکاح کر سکتا ہے۔

ہاں ہم مانتے ہیں کہ بعض تفسیروں میں یہ قصہ یوں آیا ہے کہ

''نبی کریم ﷺ نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو دیکھا تو اس کے حسن کی وجہ سے پیاری معلوم ہوئی بلکہ آپ کے دل میں گھر کر گئی۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے یہ ذکر اپنے خاوند سیدنا زید رضی اللہ عنہ سے کیا تو اس نے ناپسند کیا کہ ایسی عورت کو میں اپنی بیوی بناؤں جس سے نبی کریم ﷺ کو محبت ہو۔''

ہمیں تسلیم ہے کہ یہ روایت بعض تفسیروں میں ہے۔ مگر ساتھ اس کے اس کی تردید بھی ہے۔ چنانچہ تفسیر خازن وغیرہ میں اس روایت کے متعلق یہ الفاظ ہیں:

هذا إقدام عظيم من قائله وقلة معرفة بحق النبي ﷺ وبفضله وكيف يقال رآها فأعجبته وهي بنت عمته ولم يزل يراها منذ ولدت ولا كان النساء يحتجبن منه ﷺ وهو زوجها لزيد، فلا يشك في تنزيه النبي ﷺ عن أن يأمر زيدا بإمساكها، وهو يحب تطليقه إياها ذكر عن جماعة من المفسرين [1]

[1] تفسير خازن: ۳/ ۳۲۷۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ایسا کہنا کہ آنحضرت زینب کو دیکھ کر مغلوب المحبت ہو گئے تو اس قائل کی طرف سے اس کی عدم معرفت کی وجہ سے نبوت پر سخت حملہ کیا ہے۔ کس طرح یہ کہا جا سکتا ہے کہ زینب کو دیکھا اور آپ کو پسند آئی۔ حالانکہ وہ نبی کریم ﷺ کی پھوپھی زاد تھی ہمیشہ حضور اس کو دیکھا کرتے تھے اور عورتیں نبی کریم ﷺ سے پردہ کرتی تھیں (پردہ کا حکم زینب کے ولیمہ کے بعد نازل ہوا تھا) نبی کریم ﷺ نے خود اس کا نکاح زید سے کیا تھا۔ پس ایسے بیہودہ الزام سے کہ نبی کریم ﷺ زید کو زینب کے رکھنے کا حکم کرتے تھے اور دل میں اس کی طلاق چاہتے تھے، نبی کریم ﷺ کی بریت میں شک نہیں ہوسکتا۔ یہ قول بعض مفسرین سے منقول ہے۔

مختصر یہ ہے کہ متبنیٰ کی رسم جس سے اہل عرب اور اہل ہند لے پالک کو بیٹا جانتے تھے، قانون قدرت کے صریح خلاف ہے۔ اس لیے دنیا کے ''مصلح اعظم ﷺ'' سے اللہ نے اس کی اصلاح فرمائی۔ مگر جو لوگ اس رسم سے بھی زیادہ ناپسندیدہ رسوم کے قائل بلکہ پابند ہیں انہیں غور کرنا چاہیے۔

اس رسم سے بدترین رسم وہ ہے جس کا نام نیوگ ہے۔ جس کی دو صورتیں ہیں:

① کوئی مرد اپنے میں قوت مردانگی نہ پائے تو اپنی استری (بیوی) کو اجازت دے کہ تو کسی اور سے بچہ پیدا کر۔

② دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی مرد لاولد مر جائے تو اس کی بیوہ عورت کسی جوان سے نیوگ کر کے اولاد پیدا کرے، اس اولاد کی بابت آریوں کے گروسوامی دیانند لکھتے ہیں:

لڑکے ویرج داتا (نطفہ والے باپ) کے نہ بیٹے کہلاتے ہیں نہ اس کا گوتر ہوتا ہے اور نہ اس کا اختیار ان لڑکوں پر رہتا ہے بلکہ وہ متوفی خاندان (جس سے ان کو نطفہ کا تعلق نہیں اس) کے بیٹے کہلاتے ہیں اس کا گوتر رہتا ہے اور اسی کی جائیداد کے وارث ہو کر اسی کے گھر میں رہتے ہیں۔ ①

① ستیارتھ پرکاش، باب:٤، صفحہ نمبر:١١١۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ماشاء اللہ کیا ہی فطرتی تعلیم ہے۔ بیج کسی کا اور پھل کسی اور کو!

سما جیو! ایمان ودھرم سے کہنا یہی تعلیم ہے جس کی بابت تم کہا کرتے ہو کہ جہاں سائنس جائے گی ویدک جھنڈا وہاں پہلے لہرائے گا۔ چونکہ آریہ سماجی اس قسم کی ناپسندیدہ رسم کے پابند ہیں اس لیے ان کو یہ سخت ناگوار ہوا کہ رسم متبنیٰ کی مخالفت کیوں کی گئی؟①

عرب علماء کی رائے

سعودی عرب کی کبار علماء پر مشتمل فتویٰ کمیٹی نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح پر اُٹھنے والے شکوک وشبہات کو رفع دفع کرنے کے لیے بڑا جامع فتویٰ دیا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے:

سوال: سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے شادی کا کیا قصہ ہے، جن سے بعد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کر لی تھی؟ شادی کیسے ہوئی اور پھر کیوں ختم ہوگئی؟ بعض عرب ملکوں میں ہم نے بعض لوگوں سے یہ سنا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے عشق ہوگیا تھا اور اس سلسلہ میں، میں نے جو باتیں سنی ہیں، میرا ضمیر اجازت نہیں دیتا کہ میں انہیں لکھوں۔ براہِ کرم صحیح صورت حال پر روشنی ڈالیں!

جواب: سیدنا زید بن حارثہ بن شراحیل کلبی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے۔ آپ نے انہیں آزاد کر کے اپنا متبنیٰ بنا لیا تھا جس کی وجہ سے انہیں زید بن محمد کہا جاتا تھا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرما دیا:

﴿ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىِٕهِمْ ﴾

''مومنو! لے پالکوں (منہ بولے بیٹوں) کو ان کے (اصلی) باپوں کے نام سے پکارا کرو۔''

تو اس آیت کے نزول کے بعد لوگوں نے انہیں زید بن حارثہ کہنا شروع کر دیا اور سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے مراد زینب بنت جحش بن رباب اسدیہ ہیں، ان کی والدہ کا نام امیمہ بنت عبدالمطلب ہے جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔

① مقدس رسول صلی اللہ علیہ وسلم، ص:۸۳، ۸۴۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سیدنا زید رضی اللہ عنہ کی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے شادی کا قصہ یہ ہے کہ خود رسول اللہ ﷺ نے یہ شادی کروائی تھی۔ کیونکہ زید آپ کے آزاد کردہ غلام اور متبنیٰ تھے۔ آپ نے سیدنا زید رضی اللہ عنہ کی شادی کی بات کی تو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے انکار کر دیا اور کہا کہ میں حسب ونسب کے اعتبار سے اس سے بہتر ہوں لیکن اس موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمادی:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا﴾ (الاحزاب: ٣٦)

''کسی مومن مرد اور مومن عورت کو حق حاصل نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کوئی امر مقرر کر دیں تو وہ اس کام میں اپنا بھی کچھ اختیار سمجھیں اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے تو وہ صریح گمراہ ہو گیا۔''

اس آیت کے نزول کے بعد اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور رسول اللہ ﷺ کی خواہش کے احترام میں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے سیدنا زید رضی اللہ عنہ سے شادی کو منظور کر لیا اور ایک سال کے قریب سیدنا زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہیں، پھر ان دونوں میاں بیوی کے درمیان اختلافات پیدا ہو گئے۔ سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ان کی شکایت کی۔ کیونکہ سیدنا زید رضی اللہ عنہ اگر نبی ﷺ کے آزاد کردہ غلام اور متبنیٰ تھے تو سیدہ زینب آپ ﷺ کی پھوپھی امیمہ کی بیٹی تھیں۔ زید رضی اللہ عنہ نے طلاق دینے کی خواہش کا اظہار کیا لیکن نبی ﷺ نے حکم دیا کہ ''طلاق نہ دو بلکہ صبر کرو۔'' حالانکہ آپ ﷺ کو وحی الٰہی سے معلوم ہو چکا تھا کہ زید طلاق دے دیں گے اور زینب آپ کے حبالہ عقد میں آجائیں گی۔ لیکن آپ کو خدشہ محسوس ہوا کہ لوگ طعنہ دیں گے کہ آپ نے اپنے بیٹے کی بیوی سے شادی کر لی۔ کیونکہ اس طرح کی شادی زمانۂ جاہلیت میں ممنوع تھی۔ اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے مخاطب ہو کر فرمایا:

﴿وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْۤ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

﴿وَاتَّقِ اللّٰهَ وَ تُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَ تَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰهُ﴾(الاحزاب: ۳۷)

''جب تم اس شخص سے جس پر اللہ نے احسان کیا اور تم نے بھی احسان کیا (یہ) کہتے تھے کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس رہنے دے اور اللہ سے ڈر اور آپ اپنے دِل میں وہ بات چھپاتے تھے جس کو اللہ ظاہر کرنے والا تھا جبکہ آپ لوگوں سے ڈرتے تھے حالانکہ اللہ ہی اس کا زیادہ مستحق ہے کہ آپ اس سے ڈریں۔''

یعنی اللہ تعالیٰ اس کو جانتا ہے کہ آپ اپنے جی میں اس بات کو چھپا رہے تھے جسے اللہ تعالیٰ نے آپ کو معلوم کروا دیا تھا کہ زید اپنی بیوی کو طلاق دے دیں گے اور پھر زینب سے آپ کی شادی ہوگی تا کہ آپ حکم الٰہی کے سامنے سراطاعت جھکاتے ہوئے اس کی حکمت و مصلحت کے مطابق زینب سے شادی کرلیں۔ لیکن آپ لوگوں کی باتوں اور الزام تراشیوں سے ڈرتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کی ذات اس بات کی زیادہ مستحق ہے کہ آپ اس سے ڈریں۔ لہٰذا آپ لوگوں کی باتوں کی پروا کیے بغیر اس بات کا کھلم کھلا اعلان فرما دیجیے جو سیدنا زید اور زینب رضی اللہ عنہا سے شادی کی بابت بذریعہ وحی بتا دیا گیا ہے۔

سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے جب طلاق دے دی اور عدت گزر گئی تو نبی ﷺ نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو شادی کا پیغام بھیجا تو اللہ تعالیٰ نے خود ہی ولی اور گواہوں کے بغیر اپنے پیغمبر کی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے شادی کردی، بلاشبہ نبی ﷺ تمام مومنوں کے ولی ہیں بلکہ ان کی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ﴾

''نبی (ﷺ) مومنوں پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھتے ہیں۔''

زمانہ جاہلیت میں جو لے پالک بنانے کی عادت تھی اللہ تعالیٰ نے اسے باطل کردیا اور مسلمانوں کے لیے یہ حلال قرار دے دیا کہ وہ اپنے لے پالکوں کی بیویوں کے ساتھ ان کے طلاق دینے یا ان کے فوت ہو جانے کی صورت میں شادی کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر رحمت فرمانے اور ان سے حرج کو دور کرنے کے لیے یہ حکم دیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یہ جو بیان کیا جاتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو پس پردہ دیکھا تو اس سے ان کی محبت آپ کے دِل میں گھر کر گئی، آپ کو ان سے عشق ہو گیا، سیدنا زید رضی اللہ عنہ کو اس کا علم ہو گیا تو انہوں نے اپنے آپ پر نبی کریم ﷺ کو ترجیح دی اور زینب رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی تاکہ نبی کریم ﷺ ان سے نکاح کر لیں تو یہ باتیں کسی بھی صحیح سند سے ثابت نہیں، ویسے بھی حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کی شان اس سے بہت اونچی، ان کے نفس عفیف، ان کے اخلاق کریمانہ اور ان کا مقام و مرتبہ اس قسم کی باتوں سے بلند و بالا اور ارفع و اعلیٰ ہوتا ہے اور پھر نبی کریم ﷺ نے خود اپنی پھوپھی زاد سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا رشتہ سیدنا زید رضی اللہ عنہ کے لیے طلب کیا تھا۔ اگر آپ کے دِل میں سیدہ زینب کے بارے میں ایسی کوئی بات ہوتی تو آپ شروع ہی میں یہ رشتہ زید کی بجائے اپنے لیے طلب فرما لیتے۔ خصوصاً جبکہ شروع میں سیدہ زینب نے اس سے انکار بھی کر دیا تھا اور آپ اس وقت راضی ہوئیں جب اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی۔ درحقیقت یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے زمانہ جاہلیت کی عادات کو ختم کرنے کے لیے ایک تدبیر اور فیصلہ تھا اور لوگوں کے لیے اس میں تخفیف اور رحمت کا پہلو تھا۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِ اَمْسِكْ عَلَیْكَ زَوْجَكَ وَ اتَّقِ اللّٰهَ وَ تُخْفِیْ فِیْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِیْهِ وَ تَخْشَى النَّاسَ ۚ وَ اللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ فَلَمَّا قَضٰى زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَیْ لَا یَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ فِیْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِیَآىِٕهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝ مَا كَانَ عَلَى النَّبِیِّ مِنْ حَرَجٍ فِیْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ؕ سُنَّةَ اللّٰهِ فِی الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ؕ وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرَا ۝ ۙ الَّذِیْنَ یُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَ یَخْشَوْنَهٗ وَ لَا یَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ حَسِیْبًا ۝ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا﴾ (الاحزاب: ۳۳/ ۳۷۔۴۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

''پھر جب زید اس سے اپنی حاجت پوری کر چکا (یعنی اس کو طلاق دے دی) تو ہم نے اس (مطلقہ خاتون) کا آپ سے نکاح کر دیا تا کہ مومنوں پر اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے ساتھ نکاح کرنے کے بارے میں کوئی تنگی نہ رہے جب وہ ان سے اپنی حاجت پوری کر چکے ہوں (یعنی طلاق دے دیں) اور اللہ تعالیٰ کا حکم واقع ہو کر رہنے والا تھا۔ نبی ﷺ پر کسی ایسے کام میں کوئی رکاوٹ نہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مقرر کر دیا ہو۔ جو انبیائے کرام پہلے گزر چکے ہیں ان کے معاملے میں بھی اللہ تعالیٰ کا یہی دستور رہا ہے اور اللہ کا حکم ایک قطعی طے شدہ فیصلہ ہوتا ہے (یہ اللہ تعالیٰ کا دستور ہے ان لوگوں کے لیے) جو اللہ کے پیغامات (جوں کے توں) پہنچاتے اور اسی سے ڈرتے رہے اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تھے اور اللہ ہی حساب لینے کے لیے کافی ہے۔ محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں بلکہ وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔''[1]

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے خصائل

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا عابدہ، زاہدہ اور بہت زیادہ صدقہ کرنے والی خاتون تھیں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «أَسْرَعُكُنَّ لَحَاقًا بِي أَطْوَلُكُنَّ يَدًا» قَالَتْ: فَكُنَّ يَتَطَاوَلْنَ أَيَّتُهُنَّ أَطْوَلُ يَدًا، قَالَتْ: فَكَانَتْ أَطْوَلَنَا يَدًا زَيْنَبُ، لِأَنَّهَا كَانَتْ تَعْمَلُ بِيَدِهَا وَتَصَدَّقُ[2]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے تم میں سے بہت جلد ملنے والی وہ ہوگی جس کے ہاتھ تم میں سب سے زیادہ لمبے ہیں۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: پس

[1] فتاویٰ اسلامیہ: ص: ١/ ١٢٧۔ [2] صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل زینب ام المومنین رضی اللہ عنہا: ٢٤٥٢۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

تمام ازواج مطہرات نے اپنے اپنے ہاتھ ناپے تاکہ معلوم ہو کہ کس کے ہاتھ زیادہ لمبے ہیں۔ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم سب میں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے ہاتھ زیادہ لمبے تھے اس لیے کہ وہ اپنے ہاتھ سے محنت کرتیں اور صدقہ دیتی تھیں۔

مستدرک حاکم میں ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

فَكُنَّا إِذَا اجْتَمَعْنَا فِي بَيْتِ إِحْدَانَا بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ نَمُدُّ أَيْدِيَنَا فِي الْجِدَارِ نَتَطَاوَلُ، فَلَمْ نَزَلْ نَفْعَلُ ذٰلِكَ حَتّٰى تُوُفِّيَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ وَكَانَتِ امْرَأَةً قَصِيرَةً وَلَمْ تَكُنْ أَطْوَلَنَا، فَعَرَفْنَا حِينَئِذٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ إِنَّمَا أَرَادَ بِطُولِ الْيَدِ الصَّدَقَةَ قَالَ: وَكَانَتْ زَيْنَبُ امْرَأَةً صَنَّاعَةَ الْيَدِ فَكَانَتْ تَدْبُغُ وَتَخْرُزُ وَتَصَدَّقُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ[1]

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد جب ہم ازواج مطہرات کسی ایک گھر میں جمع ہوتیں تو اپنے ہاتھ دیوار کے ساتھ لگا کر دیکھتیں کہ کس کے ہاتھ زیادہ لمبے ہیں؟ یہ عمل ہم بدستور کرتی رہیں، یہاں تک کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا وفات پا گئیں اور وہ قد میں ہم سے چھوٹی تھیں اور اس کے ہاتھ ہمارے ہاتھوں سے لمبے نہیں تھے۔ پس اس وقت ہم نے پہچانا کہ ہاتھوں کی لمبائی سے آپ ﷺ کی مراد صدقہ تھی اور سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اپنے ہاتھ سے کام کرتیں، چمڑا رنگتیں اور اس کی سلائی کرتیں، پھر اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیتی تھیں۔

برزہ بنت رافع بیان کرتی ہیں:

عطیہ دینے کے زمانے میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو عطیہ بھیجا۔ جب آپ کے پاس یہ عطیہ آیا تو بولیں: اللہ تعالیٰ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو بخش دے۔ میری دوسری

[1] المستدرك على الصحيحين، كتاب معرفة الصحابه، باب ذكر زينب بنت جحش رضي الله عنها وقال الذهبي صحيح على شرط مسلم، رقم: ٦٧٧٦۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بہنیں اس کی مجھ سے زیادہ حقدار ہیں۔ لوگوں نے کہا: یہ سب آپ ہی کا ہے۔ بولیں: سبحان اللہ! پھر اسے ایک کپڑے سے چھپا کر بولیں: اس پر کپڑا ڈال کر اسے خرچ کرو، پھر مجھ سے کہا: اس کے اندر ہاتھ ڈال کر مٹھی بھر بھر کر فلاں فلاں کو دے آؤ، ان میں کچھ آپ کے عزیز تھے اور کچھ یتیم تھے، پھر بھی کپڑے کے نیچے کچھ رقم باقی رہ گئی۔ برزہ بنت رافع بولیں: ام المومنین! اللہ آپ کو معاف فرمائے، اللہ کی قسم! اس میں ہمارا بھی حق ہے۔ فرمایا: جو کپڑے کے نیچے باقی ہے سب تمہارا ہے۔ پھر ہمیں کپڑے کے نیچے سے پچاسی درہم ملے۔ پھر آپ نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر فرمایا: اے اللہ! اس سال کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا عطیہ مجھے نہ آنے پائے، چنانچہ آپ اسی سال فوت ہو گئیں۔[1]

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے امتیازی فضائل

① ان کا نکاح اللہ تعالیٰ نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔

② ان کے نکاح سے دورِ جاہلیت کی یہ رسم ختم ہو گئی کہ منہ بولے بیٹے کی بیوی سے بعد از طلاق نکاح نہیں ہو سکتا۔

③ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کی ازواج میں سے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے سب سے پہلے وفات پائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اطلاع اپنی زندگی میں یہ کہہ کر دے دی تھی کہ مجھے سب سے پہلے وہ ملے گی جس کے ہاتھ دیگر سب ازواج مطہرات سے لمبے ہیں۔

④ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح کے موقع پر پردہ کے احکام نازل ہوئے۔

⑤ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی والدہ امیمہ بنت عبدالمطلب ہیں جو آپ کی پھوپھی تھیں۔ یوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے ماموں کے بیٹے تھے۔

⑥ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو ہجرت حبشہ اور ہجرت مدینہ کی سعادت نصیب ہوئی۔

[1] الاصابة فی تمييز الصحابة: ٨/ ٥٥۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وفات

سیدہ زینب ؓ نے ۲۰ھ کو وفات پائی۔ عروہ بیان کرتے ہیں کہ ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ زینب بنت جحش ؓ کی وفات پر رونے لگیں اور زینب ؓ کا ذکر خیر کرنے لگیں اور ان کے لیے دعائے ترحم مانگنے لگیں۔ صدیقہ کائنات سے پوچھا گیا کہ سیدہ زینب کا کوئی وصف بیان کیجیے! فرمایا: زینب ؓ ایک نیک عورت تھیں۔ میں نے پوچھا: خالہ جان! رسول اللہ ﷺ کو کون سی بیوی سے زیادہ لگاؤ تھا؟ فرمایا: میں اس کا خیال کرنے والی نہ تھی، آپ کی نگاہ میں سیدہ زینب اور ام سلمہ ؓ کا ایک ہی مقام تھا اور میرے گمان میں میرے بعد آپ کو یہی دونوں محبوب تھیں۔ ①

عبداللہ بن ابی سلیط کہتے ہیں:

میں نے ابواحمد بن جحش کو دیکھا کہ سیدہ زینب ؓ کا جنازہ اٹھائے ہوئے ہیں اور رو رہے ہیں۔ آپ نابینا تھے، پھر میں نے سنا کہ سیدنا عمر ؓ فرما رہے ہیں: ابواحمد! جنازے سے ہٹ جاؤ کہیں تمہیں لوگوں سے دکھ نہ پہنچ جائے کیونکہ جنازے کے پاس لوگوں کی بھیڑ ہے۔ ابواحمد نے جواب دیا: یہ وہ ہیں جن کی وجہ سے ہمیں ہر بھلائی نصیب ہوئی اور یہ امر دکھ کی گرمی کو سردی سے بدل دے گا۔ عمر ؓ نے فرمایا: چمٹے رہو۔

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ بیان کرتے ہیں: میں نے سیدنا عمر ؓ کو دیکھا کہ آپ نے سن بیں ہجری میں ایک گرم دن میں سیدہ زینب ؓ کے جنازے کی نماز پڑھائی۔ میں نے دیکھا کہ سیدہ زینب ؓ کی قبر پر ایک کپڑے سے پردہ کر لیا گیا تھا۔ سیدنا عمر ؓ قبر کے کنارے بیٹھے تھے اور آپ کے پاس ابواحمد بھی قبر کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے، محمد بن عبداللہ بن جحش، اسامہ، عبداللہ بن ابی احمد بن جحش اور محمد بن طلحہ عبید اللہ جو سیدہ زینب ؓ کی ہمشیرہ حمنہ بنت جحش کے فرزند تھے، سیدہ زینب ؓ کی قبر میں اُترے تھے۔ ②

① الطبقات الکبریٰ: ۸/ ۹۱۔ ② الطبقات ابن سعد: ۸/ ۹۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ام المومنین سیدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا

سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا حارث بن ابی ضرار بن حبیب بن عائذ بن مالک بن خزیمہ مصطلق الخزاعی کی بیٹی ہیں۔ جنگ مریسیع میں آپ کو ملیں، مریسیع کا غزوہ شعبان ۵ھ کو ہوا۔ مریسیع ایک کنواں کا نام ہے جس کے پاس بنو مصطلق کا قبیلہ آباد تھا۔ قبیلہ کا سردار حارث بن ابی ضرار تھا جسے اپنی طاقت پر بڑا ناز تھا۔ سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا انہی کی بیٹی تھیں۔ ایک سردار کی بیٹی ہونے کے ناطے ناز ونعم میں پلی بڑھی تھیں۔ حارث نے رسول اللہ ﷺ سے جنگ کرنے کے لیے اردگرد کے عرب قبائل سے رابطہ کیا اور انہیں جنگ پر آمادہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے سیدنا بریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ عنہ کو اس خبر کی تصدیق کے لیے بھیجا۔ انہوں نے واپس آ کر آپ کو ساری صورت حال سے آگاہ کر دیا۔ پس آپ نے اس فتنہ کے تدارک کے لیے مسلمانوں کو تیاری کا حکم دے دیا اور ۲ شعبان دوشنبہ کے روز روانہ ہو گئے۔ ادھر حارث کو آپ کی روانگی کی اطلاع پہنچ گئی اور اس امر کی بھی خبر ملی کہ اس کا کارندہ جسے مسلمانوں کی جاسوسی کے لیے بھیجا گیا تھا، قتل کر دیا گیا ہے۔ ایسی پے در پے خبروں نے حارث کے ہمراہیوں کو گھبراہٹ میں ڈال دیا اور انہوں نے حارث سے الگ ہو جانے میں ہی عافیت جانی۔ چنانچہ وہ اس کا ساتھ چھوڑ گئے۔ حارث اور اس کا قبیلہ تنہا رہ گیا۔ اتنے میں آپ مریسیع کے مقام پر آ پہنچے۔ آپ نے اسلامی طریقہ کے مطابق انہیں پہلے اسلام لانے کی دعوت دی اور ہتھیار ڈال دینے کا حکم فرمایا۔ لیکن انہوں نے کوئی جواب دینے کی بجائے اچانک مسلمانوں پر تیر برسانا شروع کر دیے۔ مجبوراً آپ کو بھی اپنے جانبازوں کو حملے کی اجازت دینا پڑی اور آپ نے فرمایا: ''صرف ان لوگوں کو قتل کیا جائے جنھوں نے مسلمانوں پر تیراندازی کی ہے۔''[1]

[1] سیرت ابن ہشام ۳/ ۳۰۲؛ البدایہ والنہایہ: ۳/ ۴۲۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

حارث کے ساتھی مقابلہ کی تاب نہ لا سکے اور عبرتناک شکست ان کا مقدر بنی۔ مشرکین میں سے دس افراد قتل ہوئے اور باقی گرفتار کر لیے گئے۔ جویریہ بنت حارث کا شوہر مسافع بن صفوان بھی میدان جنگ میں مارا گیا۔ تقریباً سات سو افراد گرفتار ہوئے جن میں عورتیں بھی تھیں۔ اس کے علاوہ دو ہزار اونٹ اور پانچ ہزار بکریاں بھی غنیمت میں ملیں۔ آپ نے قیدی مجاہدین میں تقسیم فرما دیے اور دیگر مال غنیمت بھی بانٹ دیا گیا۔ ایک اونٹ دس بکریوں کے برابر قرار دیا گیا۔ ①

سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا اس تقسیم میں خطیب رسول سیدنا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ اور ان کے چچازاد بھائی کے حصہ میں آئیں۔ لیکن سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا چونکہ ایک رئیس زادی تھیں اس لیے انہوں نے باندی بن کے رہنا پسند نہ کیا اور انہوں نے نو اوقیہ سونے پر مکاتبت کر لی۔ ②

حرم نبوی ﷺ میں آمد

سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ سے مکاتبت تو کر لی تھی لیکن ان کے پاس اس وقت اتنی بڑی رقم موجود نہیں تھی۔ انہوں نے سوچا کہ لوگوں سے کچھ اعانت حاصل کر لی جائے۔ اس سلسلہ میں وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں۔

رسول اللہ ﷺ کو بنی المصطلق کی عورتیں ملیں۔ آپ نے غنیمت میں سے پانچواں حصہ نکال کر باقی مال مجاہدین میں بانٹ دیا اور جویریہ بنت حارث، سیدنا ثابت بن قیس انصاری رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئیں، آپ اپنے چچازاد بھائی مسافع بن صفوان کے نکاح میں تھیں۔ وہ جنگ میں مارا گیا، پھر سیدنا ثابت رضی اللہ عنہ نے آپ سے ۳۶۰ درہم (۹ اوقیہ) پر کتابت کر لی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، سیدہ جویریہ ایک میٹھی طبیعت کی خاتون تھیں، جو کوئی انہیں دیکھ لیتا تھا ان سے محبت کیے بغیر نہیں رہتا تھا۔ ایک دن نبی ﷺ میرے پاس تھے کہ اچانک سیدہ جویریہ آئیں اور اپنی کتابت کے سلسلہ میں آپ سے تعاون چاہا۔ مجھے ان کو دیکھتے ہی ان کا نبی ﷺ کے پاس آنا ناگوار ہوا اور میں

① طبقات ابن سعد ١/ ٣٦٤۔ ② طبقات ابن سعد: ١/ ٣٦٤۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سمجھ گئی کہ جو کچھ میں نے ان سے دیکھا وہی نبی ﷺ دیکھیں گے۔ آخر کار انہوں نے کہا: یارسول اللہ! میں جویریہ بنت حارث ہوں۔ حارث اپنی قوم کے سردار ہیں۔ آج میں اس بلا میں گرفتار ہوں جس کا آپ کو علم ہے۔ میں ثابت رضی اللہ عنہ کے حصہ میں لگا دی گئی ہوں اور انہوں نے ۹ اوقیہ میں مجھ سے کتابت کر لی ہے۔ لہٰذا آپ مجھے چھڑانے میں میری اعانت فرمایے۔ فرمایا: ''کیا میں اس سے بہتر بات نہ بتاؤں؟'' بولیں: وہ کیا ہے؟ فرمایا: ''میں تمہاری کتابت کی رقم ادا کیے دیتا ہوں اور تم سے نکاح کر لوں گا۔'' بولیں: یارسول اللہ! مجھے منظور ہے۔ یہ خبر لوگوں میں بھی پھیل گئی، لوگ بولے: کیا رسول اللہ ﷺ کے سسرال والے غلام بنائے جائیں؟ ہرگز نہیں! لہٰذا لوگوں نے بنی المصطلق کے تمام قیدی آزاد کر دیے۔ اس نکاح کی یہ برکت ہوئی کہ سو خاندان آزاد ہو گئے۔ میرے علم میں اپنی قوم کے لیے سیدہ جویریہ سے زیادہ برکت والی کوئی خاتون ثابت نہیں ہوئی۔ یہ واقعہ غزوہ مریسیع سے واپسی کے بعد کا ہے۔[1]

سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کو نکاحِ نبوی میں داخل ہونے کی بشارت پہلے دی جا چکی تھی۔ ایک دفعہ انہوں نے اس واقعہ کے بارے میں ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

رَأَيْتُ قَبْلَ قُدُومِ النَّبِيِّ ﷺ بِثَلَاثِ لَيَالٍ، كَأَنَّ الْقَمَرَ يَسِيرُ مِنْ يَثْرِبَ حَتَّى وَقَعَ فِي حِجْرِي، فَكَرِهْتُ أَنْ أُخْبِرَ بِهَا أَحَدًا، مِنَ النَّاسِ حَتَّى قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا سُبِينَا رَجَوْتُ الرُّؤْيَا، قَالَتْ: فَأَعْتَقَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَتَزَوَّجَنِي[2]

میں نے نبی کریم ﷺ کی آمد سے تین راتیں پہلے ایک خواب دیکھا کہ چاند یثرب سے چلتا ہوا آیا اور میری گود میں آ گرا۔ میں نے یہ خواب کسی کو بتانا پسند نہیں کیا۔ یہاں تک کہ جب رسول اللہ ﷺ آئے اور ہمیں قیدی بنایا گیا تو مجھے خواب کے پورا ہونے کی امید ہوئی۔ پس رسول اللہ ﷺ نے مجھے آزاد کیا اور میرے ساتھ نکاح فرما لیا۔

① السيرة الحلبية: ٢/ ٣٨٦ ـ الخصائص الكبرىٰ: ١/ ٣٠١ـ
② المستدرك للحاكم: ٦٧٨٠ـ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کا نام برّہ تھا۔ آپ ﷺ نے ان کا نام بدل کے جویریہ رکھ دیا۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

كَانَتْ جُوَيْرِيَةُ اسْمُهَا بَرَّةُ، فَحَوَّلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اسْمَهَا جُوَيْرِيَةَ، وَكَانَ يَكْرَهُ أَنْ يُقَالَ: خَرَجَ مِنْ عِنْدَ بَرَّةَ①

سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کا نام پہلے برّہ (پاکباز) تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام جویریہ رکھ دیا۔ اس لیے کہ آپ ناپسند فرماتے تھے کہ کہا جائے: آپ برّہ (پاکباز بیوی) کے ہاں سے چلے گئے ہیں۔

حارث بن ابی ضرار بارگاہِ رسالت میں

جب رسول اللہ ﷺ غزوہ بنی مصطلق سے واپس مدینہ تشریف لائے تو سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد حارث بن ابی ضرار نے اپنی بیٹی کا فدیہ ساتھ لیا جو اونٹوں کی صورت میں تھا اور اپنی بیٹی کو چھڑانے کے لیے مدینہ کی جانب چل پڑے۔ سیرت ابن ہشام میں مذکور ہے:

فَلَمَّا كَانَ بِالْعَقِيقِ نَظَرَ إِلَى الْإِبِلِ الَّتِي جَاءَ بِهَا لِلْفِدَاءِ، فَرَغِبَ فِي بَعِيرَيْنِ مِنْهَا، فَغَيَّبَهُمَا فِي شِعْبٍ مِنْ شِعَابِ الْعَقِيقِ، ثُمَّ أَتَى إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، أَصَبْتُمْ ابْنَتِي، وَهٰذَا فِدَاؤُهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: فَأَيْنَ الْبَعِيرَانِ اللَّذَانِ غَيَّبْتَهُمَا بِالْعَقِيقِ، فِي شِعْبِ كَذَا وَكَذَا؟ فَقَالَ الْحَارِثُ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّكَ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ، فَوَاللَّهِ مَا اطَّلَعَ عَلَى ذٰلِكَ إِلَّا اللَّهُ، فَأَسْلَمَ الْحَارِثُ، وَأَسْلَمَ مَعَهُ ابْنَانِ لَهُ، وَنَاسٌ مِنْ قَوْمِهِ، وَأَرْسَلَ إِلَى الْبَعِيرَيْنِ، فَجَاءَ بِهِمَا، فَدَفَعَ الْإِبِلَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، وَدُفِعَتْ إِلَيْهِ ابْنَتُهُ

① صحيح مسلم، كتاب الآداب، باب استحباب تغيير الاسم القبيح الى حسن، رقم: ٢١٤٠۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جُوَيْرِيَةُ، فَأَسْلَمَتْ، وَحَسُنَ إِسْلَامُهَا، فَخَطَبَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى أَبِيهَا، فَزَوَّجَهُ إِيَّاهَا، وَأَصْدَقَهَا أَرْبَعَ مِائَةِ دِرْهَمٍ.

جب وہ عقیق مقام پر پہنچا تو اس نے ان اونٹوں پر نظر ڈالی جو فدیہ کے لیے اپنے ساتھ لیے ہوئے تھے۔ ان میں سے دو اونٹ اسے بہت پسند آئے۔ اللہ کا کرنا یہ ہوا کہ عقیق کی ایک گھاٹی میں وہ نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ پھر وہ باقی ماندہ اونٹوں کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا محمد! آپ نے میری بیٹی کو گرفتار کیا ہے یہ اس کا فدیہ ہے اسے قبول فرمائیں اور میری بیٹی کو آزاد کر کے میرے حوالے کر دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ دو اونٹ کہاں ہیں جو عقیق گھاٹی میں غائب ہو گئے تھے؟'' حارث نے یہ بات رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے سنتے ہی باآواز بلند کہا:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ

پھر کہا: ''اللہ کی قسم! اس واقعے کا اللہ کے سوا کسی کو پتہ نہیں آپ واقعی اللہ کے سچے رسول ہیں۔

حارث نے اسلام قبول کر لیا اور اس کے دو بیٹوں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ اس کے بعد اس کی قوم کے افراد وہ دو اونٹ بھی لے کر حاضر ہو گئے جو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیے گئے۔ اس کی بیٹی جویریہ کو لایا گیا، اس نے بھی اسلام قبول کر لیا اور حارث نے بخوشی اپنی بیٹی کی شادی رسول اللہ ﷺ سے کر دی۔ آپ ﷺ نے سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کو چار سو درہم حق مہر دیا۔①

① سیرۃ ابن ھشام: ۲/ ۲۹۶۔ تاریخ دمشق لابن عساکر: ۳/ ۲۱۸۔ الاصابۃ: ۱/ ۶۷۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شوقِ عبادت

سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کو عبادت و ریاضت کا بڑا شوق تھا۔ ان کا زیادہ وقت عبادتِ الٰہی میں گزرتا تھا۔ بعض دفعہ ذکر و اذکار میں صبح سے دوپہر تک کا وقت ہو جاتا لیکن مصروفِ عبادت رہتیں۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک دفعہ ام المومنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا نے ذکر فرمایا:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ عَلَى جُوَيْرِيَةَ بَاكِرًا وَهِيَ فِي الْمَسْجِدِ، تَدْعُو ثُمَّ مَرَّ عَلَيْهَا قَرِيبًا مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ، فَقَالَ: «مَا زِلْتِ عَلَى حَالِكِ؟» قَالَتْ: نَعَمْ قَالَ ﷺ: «أَلَا أُعَلِّمُكِ كَلِمَاتٍ تَعْدِلُهُنَّ بِهِنَّ وَلَوْ وُزِنَّ، بِهِنَّ وُزِنَّ؟ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، ثَلَاثًا سُبْحَانَ اللّٰهِ رِضَا نَفْسِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رِضَا نَفْسِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رِضَا نَفْسِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ» ①

ایک مرتبہ صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے، میں اس وقت تسبیحات پڑھ رہی تھی۔ کچھ دیر بعد نبی ﷺ کسی کام سے چلے گئے۔ پھر نصف النہار کے وقت واپس آئے تو فرمایا: ''کیا تم اس وقت سے یہاں بیٹھی ہو؟'' میں نے عرض کیا: جی ہاں! نبی ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ سکھا دوں جن کا وزن اگر تمہاری اتنی لمبی تسبیحات سے کیا جائے تو ان کا پلڑا جھک جائے گا؟ وہ یہ ہیں: «سبحان اللّٰه عدد خلقه»

① صحیح، مسند أحمد تعلیق شعیب الارناؤط، حدیث جویریة بنت الحارث، رقم: ٢٧٤٢١۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تین مرتبہ «سبحان الله زنة عرشه» تین مرتبہ «سبحان الله رضا نفسه» تین مرتبہ «سبحان الله مداد كلماته» ''تین مرتبہ۔
ذکر و اذکار اور تلاوت قرآن کے علاوہ نفلی روزہ رکھنے میں بھی انہیں بڑی رغبت تھی۔ ایک دفعہ نبی ﷺ جمعہ کے روز ان کے پاس تشریف لائے۔ سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا نے اس دن روزہ رکھا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا:

«أَصُمْتِ أَمْسِ؟» قَالَتْ: لَا، قَالَ: «تُرِيدِينَ أَنْ تَصُومِي غَدًا؟» قَالَتْ: لَا، قَالَ: «فَأَفْطِرِي» ①

''کیا آپ نے گزشتہ روز کا روزہ رکھا تھا؟'' انہوں نے عرض کیا: نہیں! آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا آئندہ کل روزہ رکھنے کا ارادہ ہے؟'' انہوں نے کہا: نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا: ''تب روزہ افطار کرلو۔''

یعنی اکیلا جمعہ کے دن کا روزہ رکھنے سے آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے، اگر کوئی جمعہ کا روزہ رکھنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ جمعرات یا ہفتے والے دِن کا روزہ ساتھ ملا لے۔

وفات

عبادت و ریاضت اور تقویٰ و پارسائی کے سائے تلے گزرتے شب و روز میں سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کی عمر جب ۶۵ برس ہوگئی تو انہیں اللہ کی طرف سے پیغام اجل آ گیا۔ وہ جب رسول اللہ ﷺ کے نکاح میں آئیں اس وقت ان کی عمر ۲۰ سال تھی اور ۵۰ھ میں سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے عہد میں ان کی وفات ہوئی اور مروان بن حکم نے جنازہ کی نماز پڑھائی جو اس وقت مدینہ کے حاکم تھے۔ ②

① صحيح البخاري، كتاب الصوم، باب صوم يوم الجمعة، رقم: ١٩٨٦
② الطبقات الكبرىٰ: ٨/ ٩٥۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب

آپ کا نام رملۃ بنت ابی سفیان بن حرب بن امیہ بن عبدشمس ہے اور آپ کی والدہ کا نام صفیہ بنت ابی العاص بن امیہ بن عبدشمس ہے۔ صفیہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی پھوپھی تھیں۔ شروع میں آپ کی شادی عبید اللہ بن جحش بن ریاب بن یعمر بن صبرہ بن مرۃ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ سے ہوئی جو حرب بن امیہ کے حلیف تھے۔ جن کی آپ سے بیٹی حبیبہ پیدا ہوئیں۔ اسی بچی کے نام سے آپ کی کنیت ام حبیبہ تھی۔ عبیداللہ بن جحش سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو لے کر حبشہ کی طرف ہجرت کر کے چلے گئے اور مرتد ہو گئے اور عیسائی مذہب اختیار کر لیا اور حبشہ میں فوت ہو گئے۔ لیکن سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اسلام پر اور ہجرت پر قائم رہیں۔ آپ اپنی بچی حبیبہ کو بھی اپنے ساتھ حبشہ لے گئی تھیں۔

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک دفعہ میں نے خواب میں اپنے شوہر عبیداللہ کو انتہائی بری اور مکروہ صورت میں دیکھا جس سے میں گھبرا گئی اور میں نے یہ تعبیر کر لی کہ اس کے حال میں تغیر پیدا ہو گیا ہے۔ صبح ہوتے ہی عبیداللہ بولا: ام حبیبہ! میں نے دنیوی امور میں غور کیا اور عیسائیت سے بہتر کوئی دین نہیں پایا۔ میں عیسائیت کے قریب آ گیا تھا۔ پھر میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین اختیار کر لیا۔ اب پھر میں عیسائی بن گیا ہوں۔ میں بولی: اللہ کی قسم! اُس دین میں تمہارے لیے بھلائی نہیں اور میں نے اس سے اپنا رات کا خواب بیان کیا مگر اس نے خواب کی پروا نہیں کی اور شراب پر ٹوٹ پڑا، پھر اس کی یہی حالت رہی یہاں تک کہ اسے موت آ گئی۔ ①

① طبقات ابن سعد: ۸/ ۷۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ پھر ایک دن میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک آنے والا مجھے ام المومنین کہہ کر پکار رہا ہے۔

گھبرا کر میری آنکھ کھل گئی اور میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نکاح کر لیں گے۔ ابھی میری عدت پوری ہی ہوئی تھی کہ میرے دروازے پر نجاشی، شاہ حبش کا قاصد کھڑا تھا اور اندر آنے کی اجازت مانگ رہا تھا اور اس کی ایک لونڈی جس کا نام ابرہہ تھا وہ اس کے کپڑوں اور تیل کی منتظمہ تھی، میرے پاس آ کر کہنے لگی: بادشاہ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں لکھا ہے: وہ تمہارا نکاح آپ سے کر دیں۔ لونڈی بولی: اللہ نے آپ کو خیر کی بشارت دی ہے۔ کہنے لگی: بادشاہ (سلامت) فرماتے ہیں: نکاح کے لیے اپنا کوئی وکیل مقرر کر دیجیے۔ آخر کار سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے خالد بن سعید بن العاص کو بلا بھیجا اور انہیں وکیل بنا دیا اور آپ نے اسی خوشی میں ابرہہ کو چاندی کے دو کنگن، دو جھانجن جو آپ کے پیروں میں تھے اور پیروں کی انگلیوں میں جتنی چاندی کی انگوٹھیاں تھیں، سب دے دیں کیونکہ ابرہہ مژدہ لے کر آئی تھی۔[1]

حرم نبوی ﷺ میں آمد

علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

نبی کریم ﷺ نے نجاشی کو پیغام بھیجا کہ وہ ام حبیبہ تک آپ کی یہ خواہش پہنچائیں کہ آپ ان سے نکاح کے متمنی ہیں۔ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: مجھے اس وقت پتہ چلا جب نجاشی کی ایک لونڈی ابرہہ نامی یہ پیغام لے کر میرے پاس آئی جو نجاشی کی لڑکیوں کی خدمت پر مامور تھی اور بادشاہ کے لیے تیل کا بندوبست کرتی تھی۔ اس نے اندر آنے کی اجازت طلب کی اور میں نے اسے اندر بلا لیا اور اس نے بتایا کہ آپ نے نجاشی کو لکھا ہے کہ وہ آپ سے دریافت کریں آیا وہ نبی کریم ﷺ سے نکاح پر آمادہ ہیں؟ میں

[1] طبقات ابن سعد: ۸/ ۷۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نے بصد شکریہ اس پیشکش کو قبول کر لیا۔ پھر لونڈی نے کہا: نیز یہ بتاؤ کہ اس سلسلے میں تمہارا وکیل کون ہوگا؟ میں نے خالد بن سعید بن عاص بن امیہ رضی اللہ عنہ کو اپنا وکیل مقرر کیا اور ابرہہ کو میں نے چاندی کے دو کنگن اور انگشتریاں بطور تحفہ دے دیں۔①

شام کو نجاشی نے سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اور وہاں جو مسلمان تھے سب کو بلا بھیجا، جب سب جمع ہو گئے تو نجاشی نے خطبہ دیا اور کہا: تمام بڑائیاں اس اللہ ہی کے لیے مخصوص ہیں جو بادشاہ ہے اور تمام عیوب و نقائص سے پاک ہے، جو سلامتی والا ہے، امن دینے والا ہے، غلبہ والا ہے، بڑی عزت والا ہے اور ٹوٹے ہوؤں کو جوڑنے والا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں اور آپ وہی ہیں جن کی بشارت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے دی۔ اما بعد! رسول اللہ ﷺ نے مجھے لکھا ہے کہ میں آپ کا نکاح ام حبیبہ سے کرا دوں۔ میں آپ کے حکم کو بجا لانے کے لیے کھڑا ہوا ہوں۔ میں نے مہر میں ام حبیبہ کو چار سو دینار دینے کا تہیہ کر لیا ہے۔ پھر نجاشی نے وہ دینار لوگوں کے سامنے رکھ دیے۔ ان کے بعد سیدنا خالد بن سعید رضی اللہ عنہ نے اس طرح خطبہ دیا: تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ میں اس کی بڑائی بیان کرتا ہوں اور اسی سے اپنے ہر کام میں نصرت و اعانت مانگتا ہوں اور میں گواہ ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اللہ نے آپ کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تاکہ اس دین کو تمام دینوں پر غالب فرما دے۔ اگرچہ مشرکوں کو برا معلوم ہو۔ امابعد! میں رسول اللہ ﷺ کی خواہش پر لبیک کہتا ہوں اور میں نے آپ کے نکاح میں ام حبیبہ کو دے دیا۔ اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کے لیے اس نکاح میں برکت عطا فرمائے۔ نجاشی نے چار سو دینار خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کو دے دیے اور خالد نے تمام دینار لے لیے۔ پھر جب لوگوں نے اٹھنے کا ارادہ کیا تو نجاشی بولا: ابھی آپ لوگ تشریف رکھیں کیونکہ انبیاء کی یہ ایک قدیمی سنت ہے کہ نکاح کے موقعہ پر لوگوں کی دعوت کی جائے۔ چنانچہ اس نے کھانا منگوا کر لوگوں

① طبقات ابن سعد: ۸/ ۷۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے سامنے چنوا دیا، پھر لوگوں نے کھانا کھایا اور فارغ ہو کر چلے گئے۔ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب مجھے یہ رقم مل گئی تو میں نے ابرہہ کو جس نے مجھے بشارت دی تھی بلوایا اور میں نے اس سے کہا: جب تو نے مجھے بشارت دی تھی تو اس وقت جو کچھ میرے پاس تھا وہ سب کا سب میں نے تجھے دے دیا تھا۔ اس وقت میرے پاس نقد رقم نہ تھی، یہ پچاس دینار لے اور اپنی ضرورت پوری کر۔ لیکن اس نے لینے سے انکار کر دیا۔ پھر میں نے اپنا ڈبہ نکالا جس میں نجاشی کی دی ہوئی تمام رقم تھی اور وہ ساری رقم اسے دے دی مگر وہ بھی اس نے یہ کہہ کر لوٹا دی کہ بادشاہ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں تمہاری اس رقم میں ذرا سی بھی کمی نہ آنے دوں۔ بادشاہ سلامت کے کپڑوں کا اور تیل وغیرہ کا انتظام میرے ہی ہاتھ میں ہے۔ میں بھی آپ کے دین کی پیروی کرتی ہوں اور اللہ کی رضا کے لیے مسلمان ہو گئی ہوں۔ بادشاہ سلامت نے اپنی عورتوں کو حکم دے دیا ہے کہ جو کچھ ان کے پاس عطر ہے وہ سب آپ کو بھیج دیں۔ دوسرے دن ابرہہ میرے پاس عود، ورس، عنبر اور بہت سی مشک لے کر آئی۔ پھر ابرہہ بولی: میرا تم بس اتنا کام کر دینا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا سلام پہنچا دینا اور آپ کو بتا دینا کہ ابرہہ نے اسلام کو سینے سے لگا لیا ہے۔ پھر ابرہہ میرے ساتھ لطف و مہربانی سے پیش آتی رہی اور اس نے مجھے تیار کیا اور جب کبھی میرے پاس آتی تو یہی کہتی تھی کہ میرا کام نہ بھولنا۔ پھر جب میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچی تو میں نے آپ کو خطبوں کی خبر دی اور ابرہہ کے کارناموں کی بھی۔ آپ مسکرا دیے۔ میں نے آپ کو ابرہہ کا سلام بھی پہنچایا۔ آپ نے فرمایا: «وعليها السلام ورحمة الله وبركاته» ①

ایک روایت میں ہے کہ اس نکاح میں سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے وکالت کے فرائض سیدنا عثمان بن عفان بن ابوالعاص بن امیہ رضی اللہ عنہ نے سرانجام دیے تھے۔ کیونکہ ام المومنین کی والدہ صفیہ دختر ابوعاص سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی پھوپھی تھیں۔

① اسد الغابة: ٧/ ٣٠٣۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ابن اسحاق کا قول ہے کہ اس نکاح کا انعقاد زینب بنت خزیمہ ہلالیہ کے نکاح کے بعد ہوا اور تمام اہل السیر کا اس پر اتفاق ہے کہ نبی کریم ﷺ کا نکاح سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے اس وقت پڑھا گیا جب ام المومنین حبشہ میں تھیں۔ لیکن امام مسلم بن حجاج نے صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ یہ نکاح سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی خواہش پر اس وقت پڑھا گیا جب فتح مکہ کے بعد ابوسفیان نے اسلام قبول کیا۔ لیکن یہ بعض رواۃ کا وہم ہے۔①

ابوسفیان کا اظہار بے بسی

جب نبی کریم ﷺ نے سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو اپنے حرم میں داخل فرمایا تو اس وقت ابوسفیان اسلام سے بہرہ ور نہ ہوئے تھے، جب انہیں اپنی بیٹی کے نکاح کا علم ہوا تو انہوں نے اپنے جذبات اور احساسات کا اظہار ان الفاظ میں کیا:

"هو الفحل لا يقدع انفه"

وہ ایسے جوان مرد ہیں کہ ان کی ناک پر زخم نہیں لگایا جا سکتا۔

یعنی محمد ﷺ نام والے اور باعزت شخص ہیں ہم ان کو ذلیل نہیں کر سکتے، ادھر ہم ان سے لڑ رہے ہیں اور ادھر ہماری بیٹی ان کے نکاح میں چلی گئی ہے۔②

پاکیزہ اخلاق

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نہایت پاکیزہ سیرت اور نیک طینت خاتون تھیں۔ ہمیشہ خیر کا پہلو دوسروں تک پہنچانے کی تگ و دو میں رہتیں۔ سیدہ زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ سے گزارش کی:

يَا رَسُولَ اللّٰهِ، انْكِحْ أُخْتِي بِنْتَ أَبِي سُفْيَانَ، فَقَالَ: «أَوَتُحِبِّينَ ذَلِكِ؟» فَقُلْتُ: نَعَمْ، لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ، وَأَحَبُّ مَنْ شَارَكَنِي فِي خَيْرٍ أُخْتِي، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ ذَلِكِ لَا

① اسد الغابہ: ۷/ ۳۰۵۔

② الاصابة فى تمييز الصحابة: ۸/ ۱۴۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

يَحِلُّ لِي» قُلْتُ: فَإِنَّا نُحَدَّثُ أَنَّكَ تُرِيدُ أَنْ تَنْكِحَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ؟ قَالَ: «بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ؟» قُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ: «لَوْ أَنَّهَا لَمْ تَكُنْ رَبِيبَتِي فِي حَجْرِي مَا حَلَّتْ لِي، إِنَّهَا لَابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ، أَرْضَعَتْنِي وَأَبَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ، فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ» ①

یارسول اللہ! میری بہن (غرہ) بنت ابی سفیان سے آپ نکاح کر لیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمہیں یہ پسند ہے؟'' میں نے عرض کیا: جی ہاں! کوئی میں تنہا تو آپ کی بیوی ہوں نہیں اور میری خواہش ہے کہ اس بھلائی میں میرے ساتھ میری بہن بھی شریک ہو جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ میرے لیے حلال نہیں ہے۔'' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس طرح کی باتیں سننے میں آتی ہیں کہ آپ سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی درہ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا: ''ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی لڑکی سے؟'' میں نے کہا: جی ہاں! فرمایا: ''اگر وہ میری پرورش میں نہ ہوتی تب بھی وہ میرے لیے حلال نہیں تھی کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی لڑکی ہے۔ مجھے اور ابوسلمہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا تھا۔ (اس لیے وہ میری رضاعی بھتیجی ہوگئی) تم لوگ میرے نکاح کے لیے اپنی لڑکیوں اور بہنوں کو نہ پیش کیا کرو۔''

حدیث سے محبت

ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو حدیث اور سنت سے گہری محبت تھی۔ ان کی پوری کوشش ہوتی کہ کوئی سنت رہ نہ جائے۔ ان کی حدیث سے والہانہ محبت ذیل کی چند مثالوں میں دیکھی جاسکتی ہے:

① صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب و امهاتکم اللاتی ارضعنکم، رقم: ۵۱۰۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

① عنبسہ بن ابی سفیان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُولُ: «مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُصَلِّي لِلّٰهِ كُلَّ يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعًا، غَيْرَ فَرِيضَةٍ، إِلَّا بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ، أَوْ إِلَّا بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ» قَالَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ: فَمَا بَرِحْتُ أُصَلِّيهِنَّ بَعْدُ وقَالَ عَمْرٌو: مَا بَرِحْتُ أُصَلِّيهِنَّ بَعْدُ ①

میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''کوئی مسلمان بندہ ایسا نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہر دِن میں بارہ رکعات سنتیں خوشی سے پڑھے سوائے فرض کے مگر اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک گھر جنت میں بناتا ہے۔'' یا یہ فرمایا: ''اس کے لیے ایک گھر جنت میں بنایا جاتا ہے۔'' ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں اس دن سے ہمیشہ پڑھتی ہوں اور عمرو (بن اوس) نے کہا کہ میں بھی اس دن سے ہمیشہ پڑھتا ہوں۔

یہ حدیث سے محبت ہے کہ جب سے رسول اللہ ﷺ سے سنا تب سے لے کر وفات تک اس فرمان پر عمل کیا۔

② سیدہ زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

لَمَّا جَاءَ نَعْيُ أَبِي سُفْيَانَ مِنَ الشَّأْمِ، دَعَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ رضی اللہ عنہا بِصُفْرَةٍ فِي الْيَوْمِ الثَّالِثِ، فَمَسَحَتْ عَارِضَيْهَا، وَذِرَاعَيْهَا، وَقَالَتْ: إِنِّي كُنْتُ عَنْ هَذَا لَغَنِيَّةً، لَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ،

① صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب فضل السنن الراتبة قبل الفرائض وبعدهن، رقم: ٧٢٨۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ، إِلَّا عَلَى زَوْجٍ، فَإِنَّهَا تُحِدُّ عَلَيْهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ①

سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر جب شام سے آئی تو سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا (ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی) نے تیسرے دِن صفرہ (خوشبو) منگوا کر اپنے دونوں رخساروں اور بازوؤں پر ملی اور فرمایا کہ اگر میں نے نبی کریم ﷺ سے یہ نہ سنا ہوتا کہ ''کوئی عورت جو اللہ اور آخرت کے دِن پر ایمان رکھتی ہو اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ شوہر کے سوا کسی کا سوگ تین دِن سے زیادہ منائے اور شوہر کا سوگ چار مہینے دس دِن کرے۔'' تو مجھے اس وقت اس خوشبو کے استعمال کی ضرورت نہیں تھی۔

انمول واقعہ

جب ابوسفیان مدینہ آئے تو رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے، آپ مکہ پر چڑھائی کی تیاری فرما رہے تھے۔ ابوسفیان نے آپ سے درخواست کی کہ صلح حدیبیہ کی مقررہ مدت میں توسیع کر دی جائے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے یہ بات نہیں مانی۔ آخر کار ناامید ہو کر اپنی بیٹی سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے اور رسول اللہ ﷺ کے بستر پر بیٹھنا چاہا، لیکن سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے جھپٹ کر بستر اکٹھا کر دیا۔ بولے: بیٹا! کیا یہ بستر میرے لائق نہیں یا میں اس بستر کے لائق نہیں؟ بولیں: یہ رسول اللہ ﷺ کا بستر ہے اور تم مشرک و ناپاک ہو۔ بولے: میرے بعد تمہارے مزاج میں شرارت پیدا ہو گئی ہے۔ ②

بوقت وفات سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے گفتگو

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

① صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب احداد المرأة على غير زوجها، رقم: ١٢٨٠۔ ② طبقات ابن سعد: ٨/ ١٨٠، الاصابة: ٤/ ٣٠٦۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مجھے اپنے مرض الموت میں سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی کریم ﷺ نے بلایا اور فرمایا: کبھی کبھی ہمارے اور سوتنوں کے درمیان کچھ ناگوار باتیں ہو جاتی تھیں اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو معاف فرمائے۔ میں بولی: اللہ تعالیٰ آپ کی تمام لغزشیں معاف فرمائے! وہ بولیں: تم نے مجھے خوش کر دیا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں کو خوش رکھے، پھر سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو بلا کر ان سے بھی یہی بات کہی۔①

وفات

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے ۴۴ھ میں انتقال فرمایا۔ اس وقت ان کی عمر ۵۸ برس تھی اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت تھا اور مدینہ میں ہی ان کی تدفین ہوئی۔②

① طبقات ابن سعد: ۸/ ۱۸۱۔
② الاستیعاب: ۲/ ۷۵۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ام المومنین سیدہ صفیہ بنت حُیَی بن اخطب رضی اللہ عنہا

نام ونسب

آپ حُیَی بن اخطب بن سعید بن عامر بن عبید بن کعب بن خزرج بن ابی حبیب بن نضیر بن نحام بن یخوم کی (جو اسرائیلی ہیں اور ہارون بن عمران کی اولاد میں سے ہیں) صاحبزادی ہیں۔ آپ کی والدہ بَرّۃ بنت سموئل، رفاعۃ بنت سموئل کی ہمشیرہ ہیں۔ صفیہ سے سلام بن مشکم قرظی نے نکاح کیا، پھر انہیں طلاق دے دی، پھر آپ سے کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق نضری نے نکاح کر لیا جو جنگ خیبر میں مارا گیا۔[1]

رسول اللہ ﷺ کے عقد نکاح میں

جب رسول اللہ ﷺ نے جنگ خیبر لڑی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کے مال غنیمت عطا فرمائے تو قیدی عورتوں میں صفیہ اور ان کی چچازاد بہن بھی موجود تھیں جو قموص میں سے تھیں۔ آپ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ان دونوں کو اپنے خیمہ میں لے جائیں۔ رسول اللہ ﷺ کو ہر غنیمت میں سے عمدہ مال چن لینے کا حق حاصل تھا۔ صفیہ خیبر کے مال غنیمت میں سے چن لی گئی تھیں۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے سامنے یہ بات رکھی کہ اگر تم اسلام قبول کرلو گی تو میں تمہیں آزاد کر دوں گا۔ بولیں: میں نے اللہ کو اور اس کے رسول کو اختیار کر لیا اور میں نے اسلام کو سینہ سے لگا لیا تو آپ نے حسب وعدہ انہیں آزاد کر دیا اور ان سے نکاح کر لیا اور ان کا مہر اُن کی آزادی کو قرار دیا۔

[1] طبقات ابن سعد: ۸/ ۹۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ نے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے چہرے پر آنکھ کے قریب ایک سبز نشان دیکھا۔ پوچھا: ''یہ کیا ہے؟'' بولیں: ایک دن میں نے خواب میں دیکھا کہ یثرب سے ایک چاند طلوع ہوا اور میری گود میں آ گرا، میں نے اس خواب کا اپنے شوہر کنانہ سے ذکر کیا۔ بولا: کیا تجھے یہ بات محبوب ہے کہ تو اس بادشاہ کے عقد میں آ جائے جو مدینہ میں ہے۔ پھر اس نے میرے طمانچہ مارا، اسی کا یہ نشان ہے۔ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے ایک حیض سے عدت کی اور ابھی رسول اللہ ﷺ خیبر سے روانہ بھی نہیں ہوئے تھے کہ انہوں نے حیض سے پاک ہو کر نہا لیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے خیبر سے روانہ ہونے کا ارادہ کیا اور آپ نے ان سے خلوت نہیں کی۔ پھر جب آپ کے پاس اونٹ لایا گیا تاکہ آپ اس پر سوار ہوں تو آپ نے اونٹ پر صفیہ رضی اللہ عنہا کے چڑھنے کے لیے اپنی ران کو زینہ بنایا تاکہ وہ آپ کی ران پر پیر رکھ کر اونٹ پر چڑھ جائیں مگر اس طرح انہوں نے چڑھنے سے انکار کر دیا کیونکہ یہ خلاف ادب ہے۔ البتہ اپنے گھٹنے آپ کی ران پر رکھ کر چڑھ گئیں۔ آپ نے ان کے لیے پردہ کا اہتمام کیا اور انہیں اپنی چادر اوڑھا کر اس کے کونے اپنے پیر کے نیچے باندھ لیے اور دیگر ازواج مطہرات کی طرح انہیں سواری پر پردے کے ساتھ بٹھا کر لے گئے۔ جب آپ تبار نامی منزل میں پہنچے جو خیبر سے ٦ میل دور ہے تو آپ نے ان سے خلوت چاہی مگر انہوں نے انکار کر دیا جس سے نبی ﷺ کے دل میں قدرے ملال پیدا ہوا۔ پھر جب آپ صہباء میں پہنچے جو خیبر سے کئی برید دور ہے تو آپ نے سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کو حکم دیا کہ صفیہ کو دلہن بنائیں۔ چنانچہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے انہیں کنگھی چوٹی سے آراستہ کر دیا۔ یہاں آپ نے ان سے خلوت چاہی۔ سیدہ ام سلیم کہتی ہیں: یہاں ہمارے پاس نہ خیمہ تھا اور نہ خیمہ کی قناتیں، میں نے دو کمبل یا چادریں لے کر دونوں کو ایک درخت سے جا باندھا اور خیمہ جیسا بنا دیا۔ پھر میں نے صفیہ رضی اللہ عنہا کے کنگھی کی، چوٹی باندھی اور ان کو عطر میں بسا دیا۔ سیدہ ام سنان اسلمیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں بھی اس شادی میں موجود تھی۔ ہم نے انہیں بنایا سنوارا تھا اور خوشبو میں بسایا تھا۔ یہ کم سن تھیں اور بھڑکدار زینت پسند تھیں۔ اس رات جیسی بھینی بھینی اور مست کن خوشبو کسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رات میں بھی محسوس نہیں کی گئی۔ ہمیں اس وقت معلوم ہوا جب اعلان کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بیوی کے پاس تشریف لے جا رہے ہیں۔ ہم نے انہیں بنا سنوار کر دلہن بنایا تھا۔ ہم اس وقت ایک جھڑ بیری کے سایہ میں تھے۔ رسول اللہ ﷺ ان کی طرف پیدل چل کر آئے اور وہ آپ کے استقبال کے لیے آپ کی طرف کھڑے ہو کر بڑھیں۔ ہم نے انہیں یہ بات سمجھا دی تھی، پھر ہم دونوں کے پاس سے نکل آئے اور آپ نے ان سے خلوت کی اور ان کے پاس اسی جگہ رات گزاری۔ جب صبح کے وقت ہم دلہن کے پاس گئے تو وہ غسل کرنے کا ارادہ فرما رہی تھیں۔ پھر ہم انہیں لے گئیں۔ حتیٰ کہ ہم لشکر سے چھپ گئے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ تم نے رسول اللہ ﷺ سے کیا دیکھا؟ بولیں: مجھ سے آپ خوش تھے اور اس رات آپ بالکل نہیں سوئے اور مجھ سے برابر باتیں کرتے رہے اور آپ نے مجھ سے پوچھا: ''تم نے پہلی منزل میں کیوں انکار کر دیا تھا جب میں نے تم سے خلوت چاہی تھی؟'' بولیں: مجھے آپ پر یہودیوں کے قریب ہونے کی وجہ سے ڈر تھا اس بات نے آپ کے دِل میں میری اور قدر بڑھا دی۔ صبح کو رسول اللہ ﷺ نے اسی جگہ ولیمہ کیا۔ ولیمہ میں صرف حیس تھا اور ان کے پاس پیالے نہ تھے۔ محض دستر خوان ہی تھا۔ اس دن لوگوں نے ناشتہ کر لیا، پھر زوال کے بعد آپ روانہ ہو گئے اور قصیبہ میں ٹھہرے جو خیبر سے ۱۶ میل دور ہے۔[1]

صحیح بخاری میں اختصار کے ساتھ یہ واقعہ ان الفاظ میں مذکور ہے۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ غَزَا خَيْبَرَ، فَصَلَّيْنَا عِنْدَهَا صَلَاةَ الْغَدَاةِ بِغَلَسٍ، فَرَكِبَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ وَرَكِبَ أَبُو طَلْحَةَ، وَأَنَا رَدِيفُ أَبِي طَلْحَةَ، فَأَجْرَى نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ فِي زُقَاقِ خَيْبَرَ، وَإِنَّ رُكْبَتِي لَتَمَسُّ فَخِذَ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ حَسَرَ الْإِزَارَ عَنْ فَخِذِهِ حَتَّى إِنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِ فَخِذِ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ، فَلَمَّا دَخَلَ

[1] طبقات ابن سعد ۸/ ۹۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الْقَرْيَةَ قَالَ: «اللّٰهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ ﴿فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ﴾ » (الصافات:١٧٧) قَالَهَا ثَلاثًا، قَالَ: وَخَرَجَ الْقَوْمُ إِلَى أَعْمَالِهِمْ، فَقَالُوا: مُحَمَّدٌ، قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ: وَقَالَ بَعْضُ أَصْحَابِنَا: وَالْخَمِيسُ -يَعْنِي الْجَيْشَ- قَالَ: فَأَصَبْنَاهَا عَنْوَةً، فَجُمِعَ السَّبْيُ، فَجَاءَ دِحْيَةُ الْكَلْبِيُّ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، أَعْطِنِي جَارِيَةً مِنَ السَّبْيِ، قَالَ: «اذْهَبْ فَخُذْ جَارِيَةً » فَأَخَذَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ، فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، أَعْطَيْتَ دِحْيَةَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ، سَيِّدَةَ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيرِ، لاَ تَصْلُحُ إِلَّا لَكَ، قَالَ: «ادْعُوهُ بِهَا » فَجَاءَ بِهَا، فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: «خُذْ جَارِيَةً مِنَ السَّبْيِ غَيْرَهَا » قَالَ: فَأَعْتَقَهَا النَّبِيُّ ﷺ وَتَزَوَّجَهَا، فَقَالَ لَهُ ثَابِتٌ: يَا أَبَا حَمْزَةَ، مَا أَصْدَقَهَا؟ قَالَ: نَفْسَهَا، أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا، حَتّٰى إِذَا كَانَ بِالطَّرِيقِ، جَهَّزَتْهَا لَهُ أُمُّ سُلَيْمٍ، فَأَهْدَتْهَا لَهُ مِنَ اللَّيْلِ، فَأَصْبَحَ النَّبِيُّ ﷺ عَرُوسًا، فَقَالَ: «مَنْ كَانَ عِنْدَهُ شَيْءٌ فَلْيَجِئْ بِهِ» وَبَسَطَ نِطَعًا، فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيءُ بِالتَّمْرِ، وَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيءُ بِالسَّمْنِ، قَالَ: وَأَحْسِبُهُ قَدْ ذَكَرَ السَّوِيقَ، قَالَ: فَحَاسُوا حَيْسًا، فَكَانَتْ وَلِيمَةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ①

جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر کا رُخ کیا تو ہم نے نماز فجر خیبر کے نزدیک اول وقت میں ادا کی، پھر نبی ﷺ اور سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سوار ہوئے۔ میں سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے سوار تھا۔ نبی ﷺ نے خیبر کی گلیوں میں اپنی سواری کو ایڑ لگائی (دوڑتے وقت) میرا گھٹنا نبی ﷺ کی ران مبارک سے چھو جاتا تھا۔ پھر آپ نے اپنی ران سے چادر ہٹا دی

① صحيح البخاري، كتاب الصلاة، باب: ما يذكر في الفخذ، رقم: ٣٧١۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

یہاں تک کہ مجھے ران مبارک کی سفیدی نظر آنے لگی اور جب آپ بستی کے اندر داخل ہو گئے تو آپ نے تین دفعہ یہ کلمات فرمائے: ''اللہ اکبر! خیبر ویران ہوا۔ سو جب ہم کسی قوم کے آنگن میں پڑاؤ کرتے ہیں تو ان لوگوں کی صبح بڑی ہولناک ہوتی ہے جو قبل ازیں متنبہ کیے گئے ہوں۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: بستی کے لوگ اپنے کام کاج کے لیے نکلے تو کہنے لگے: محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کا لشکر آ پہنچا ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے خیبر کو بزور شمشیر فتح کیا، پھر قیدی جمع کیے گئے تو سیدنا دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ آئے اور عرض کیا: یا نبی اللہ! مجھے ان قیدیوں میں سے ایک لونڈی عطا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: ''جاؤ کوئی لونڈی لے لو۔'' انہوں نے صفیہ بنت حیی (رضی اللہ عنہا) کو لے لیا، پھر ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا: یا نبی اللہ! آپ نے قبیلہ قریظہ اور نضیر کی سردار صفیہ بنت حیی (رضی اللہ عنہا)، سیدنا دحیہ رضی اللہ عنہ کو دے دی ہے حالانکہ آپ کے علاوہ کوئی اس کے مناسب نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اچھا دحیہ کو بلاؤ'' چنانچہ وہ صفیہ (رضی اللہ عنہا) سمیت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا تو دحیہ سے فرمایا: ''تم اس کے علاوہ قیدیوں میں سے کوئی اور لونڈی لے لو۔'' سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ (رضی اللہ عنہا) کو آزاد کر دیا اور اس کی آزادی کو حق مہر قرار دے کر اس سے نکاح کر لیا۔ جب روانہ ہوئے تو سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو آپ کے لیے آراستہ کر کے رات کو آپ کے پاس بھیجا اور صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحیثیت دولہا فرمایا: ''جس کے پاس جو کچھ ہے وہ یہاں لے آئے'' اور آپ نے چمڑے کا ایک دستر خوان بچھا دیا تو کوئی کھجوریں لایا اور کوئی گھی لایا۔ راوی حدیث کہتے ہیں: میرا خیال ہے کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے ستو کا بھی ذکر کیا، پھر انہوں نے حیس (کھجور، گھی اور ستو سے تیار کیا ہوا کھانا) تیار کیا اور یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت ولیمہ تھی۔

آپ نے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی آزادی کو ہی ان کا حق مہر قرار دیا۔ جیسا کہ صحیح مسلم کی اس روایت سے واضح ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

أَصَبْنَاهَا عَنْوَةً، وَجُمِعَ السَّبْيُ، فَجَاءَهُ دِحْيَةُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَعْطِنِي جَارِيَةً مِنَ السَّبْيِ. فَقَالَ: «اذْهَبْ فَخُذْ جَارِيَةً» فَأَخَذَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ، فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، أَعْطَيْتَ دِحْيَةَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ سَيِّدِ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيرِ؟ مَا تَصْلُحُ إِلَّا لَكَ، قَالَ: «ادْعُوهُ بِهَا» قَالَ: فَجَاءَ بِهَا فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ، قَالَ: «خُذْ جَارِيَةً مِنَ السَّبْيِ غَيْرَهَا» قَالَ: وَأَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا، فَقَالَ لَهُ ثَابِتٌ: يَا أَبَا حَمْزَةَ، مَا أَصْدَقَهَا؟ قَالَ: نَفْسَهَا أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا، حَتَّى إِذَا كَانَ بِالطَّرِيقِ جَهَّزَتْهَا لَهُ أُمُّ سُلَيْمٍ، فَأَهْدَتْهَا لَهُ مِنَ اللَّيْلِ، فَأَصْبَحَ النَّبِيُّ ﷺ عَرُوسًا، فَقَالَ: «مَنْ كَانَ عِنْدَهُ شَيْءٌ فَلْيَجِئْ بِهِ» قَالَ: وَبَسَطَ نِطَعًا، قَالَ: فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيءُ بِالْأَقِطِ، وَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيءُ بِالتَّمْرِ، وَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيءُ بِالسَّمْنِ، فَحَاسُوا حَيْسًا، فَكَانَتْ وَلِيمَةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ [1]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے خیبر کو طاقت کے ساتھ فتح کیا اور قیدی ایک جگہ اکٹھے کیے گئے۔ پھر سیدنا دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ آئے اور عرض کی کہ یارسول اللہ! قیدیوں میں سے مجھے کوئی لونڈی دے دیں۔ آپ نے فرمایا: ''جاؤ اور کوئی سی بھی لونڈی لے لو۔'' انھوں نے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا (جو کہ قیدیوں میں تھیں) کو پسند کیا اور لے گئے۔ تو ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی: اے اللہ کے نبی آپ نے دحیہ رضی اللہ عنہ کو صفیہ بنت حیی دے دی جو کہ بنو قریظہ اور بنو نضیر کے سردار کی بیٹی ہے۔ وہ صرف آپ کے

[1] صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب: فضيلة اعتاقة امته ثم يتزوجها، رقم: ١٣٦٥۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہی لائق ہے۔ آپ نے دحیہ سے فرمایا: ''دحیہ اس باندی کو لاؤ'' وہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو لائے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (دحیہ رضی اللہ عنہ سے) فرمایا: ''صفیہ کے علاوہ کوئی لونڈی لے لو۔'' پھر آپ نے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کر کے ان سے شادی کر لی۔ ثابت نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اے ابوحمزہ! آپ نے اس کو (یعنی ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو) حق مہر کتنا دیا تھا؟ تو سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ان کا مہر اُن کی اپنی ذات تھی کہ آپ نے ان کو آزاد کیا اور نکاح کر لیا (یہی آزادی ان کا حق مہر تھا) آپ ابھی سفر میں ہی تھے کہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو بنایا سنوارا اور تیار کر کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا دیا۔ صبح آپ نے عروس کی حالت میں کی، پھر آپ نے فرمایا: ''جس کے پاس کھانے کی کوئی چیز ہو تو وہ اسے لے آئے'' اور آپ نے دستر خوان بچھا دیا تو کوئی شخص پنیر لایا تو کوئی کھجور لایا اور کوئی گھی لے آیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان تمام چیزوں کو ملا کر حیس تیار کیا۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ولیمہ تھا۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے تو سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر ننگی تلوار لے کر رات گزاری۔ صبح کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو انہوں نے اللہ اکبر کہا اور بولے: یارسول اللہ! صفیہ رضی اللہ عنہا کی تازہ تازہ شادی ہوئی تھی اور آپ نے ان کے بھائی، باپ اور شوہر کو قتل کر دیا۔ لہٰذا صفیہ کی طرف سے میں آپ پر بے خوف نہ تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہنسنے لگے اور سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ کے حق میں دُعائے خیر فرمائی۔ ①

آپ نے جب واپسی کا سفر کیا تو سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا آپ کے ساتھ تھیں۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ اس سفر کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

① طبقات ابن سعد: ۸/ ۹۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

أَقْبَلَ هُوَ وَأَبُو طَلْحَةَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، وَمَعَ النَّبِيِّ ﷺ صَفِيَّةُ مُرْدِفُهَا عَلَى رَاحِلَتِهِ، فَلَمَّا كَانُوا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ عَثَرَتِ النَّاقَةُ، فَصُرِعَ النَّبِيُّ ﷺ وَالْمَرْأَةُ، وَإِنَّ أَبَا طَلْحَةَ -قَالَ: أَحْسِبُ قَالَ:- اقْتَحَمَ عَنْ بَعِيرِهِ، فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاءَكَ هَلْ أَصَابَكَ مِنْ شَيْءٍ؟ قَالَ: «لاَ، وَلَكِنْ عَلَيْكَ بِالْمَرْأَةِ» فَأَلْقَى أَبُو طَلْحَةَ ثَوْبَهُ عَلَى وَجْهِهِ، فَقَصَدَ قَصْدَهَا، فَأَلْقَى ثَوْبَهُ عَلَيْهَا، فَقَامَتِ الْمَرْأَةُ، فَشَدَّ لَهُمَا عَلَى رَاحِلَتِهِمَا فَرَكِبَا، فَسَارُوا حَتَّى إِذَا كَانُوا بِظَهْرِ الْمَدِينَةِ -أَوْ قَالَ أَشْرَفُوا عَلَى الْمَدِينَةِ- قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ، فَلَمْ يَزَلْ يَقُولُهَا حَتَّى دَخَلَ الْمَدِينَةَ» ①

میں اور سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے، ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو آپ نے اپنی سواری پر پیچھے بٹھا رکھا تھا۔ راستے میں اتفاق سے آپ کی اونٹنی پھسل گئی اور آپ گر گئے اور ام المومنین بھی گر گئیں۔ سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے یوں کہا کہ میں سمجھتا ہوں، انہوں نے اپنے آپ کو اونٹ سے گرا دیا، آپ کے قریب پہنچ کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ مجھے آپ پر قربان کرے کوئی چوٹ تو آپ کو نہیں آئی؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں! لیکن تم عورت کی خبر لو۔'' چنانچہ انہوں نے ایک کپڑا اپنے چہرے پر ڈال لیا، پھر ام المومنین کی طرف بڑھے اور وہی کپڑا ان پر ڈال دیا۔ اب ام المومنین کھڑی ہو گئیں۔ پھر سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے آپ دونوں کے لیے اونٹنی کو مضبوط کیا۔ تو آپ سوار ہوئے اور سفر شروع کیا جب مدینہ منورہ کے سامنے

① صحیح البخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب ما یقول اذا رجع من الغزو، رقم: ٣٠٨٦۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پہنچ گئے یا راوی نے یہ کہا کہ جب مدینہ دکھائی دینے لگا تو نبی کریم ﷺ نے یہ دعا پڑھی: «آيبون تائبون عابدون لربنا حامدون» "ہم اللہ کی طرف لوٹنے والے، توبہ کرنے والے، اپنے رب کی عبادت کرنے والے اور اس کی تعریف کرنے والے ہیں!" آپ یہ دعا برابر پڑھتے رہے، یہاں تک کی مدینہ میں داخل ہو گئے۔

عطاء بن یسار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

جب نبی ﷺ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو لے کر خیبر سے واپس آئے تو آپ نے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو سیدنا حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کے ایک گھر میں ٹھہرایا۔ جب انصاری خواتین نے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی آمد کی اور ان کے حسن و جمال کی خبر سنی تو انہیں دیکھنے کے لیے آئیں اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بھی نقاب ڈال کر آئیں اور سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں اور انہیں خوب دیکھا بھالا، پھر جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا واپس ہوئیں تو آپ کے پیچھے پیچھے رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے اور آپ نے پوچھا: ''عائشہ! تم نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو کیسا پایا؟'' بولیں: میں نے یہودیہ کو دیکھا ہے۔ فرمایا: ''ایسا نہ کہو کیونکہ صفیہ مشرف بہ اسلام ہو گئی ہیں اور ان کا اسلام پر خلوص اچھا ہے۔''[1]

آپس میں مخاصمت کے پیش نظر بعض دفعہ دیگر خواتین انہیں یہودیہ کا طعنہ دے دیتیں تھیں لیکن آپ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے لیے ڈھال بن جاتے۔ چنانچہ ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا أَبْكِي، فَقَالَ: «يَا بِنْتَ حُيَيٍّ مَا يُبْكِيكِ؟» قُلْتُ: بَلَغَنِي أَنَّ حَفْصَةَ وَعَائِشَةَ يَنَالَانِ مِنِّي وَيَقُولَانِ: نَحْنُ خَيْرٌ مِنْهَا، نَحْنُ بَنَاتُ عَمِّ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَأَزْوَاجُهُ قَالَ: «أَلَا قُلْتِ: كَيْفَ تَكُونَانِ خَيْرًا مِنِّي وَأَبِي

[1] طبقات ابن سعد: ۸/ ۱۰۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

هَارُونُ وَعَمِّي مُوسَى وَزَوْجِي مُحَمَّدٌ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمْ» ①

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ میرے ہاں داخل ہوئے اور میں رو رہی تھی۔ آپ نے دریافت فرمایا: ''اے حیی کی بیٹی! آپ کو کس نے رُلایا ہے؟'' میں نے کہا: مجھے سیدہ حفصہ و عائشہ رضی اللہ عنہما کی جانب سے کچھ نامناسب کلمات پہنچے ہیں اور وہ کہتی ہیں کہ وہ دونوں مجھ سے بہتر ہیں اس لیے کہ وہ عم رسول ﷺ کی بیٹیاں اور آپ کی بیویاں ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تو نے یہ کیوں نہ کہا کہ تم مجھ سے بہتر کیسے ہو؟ سکتی ہو میرے والد ہارون، میرے چچا موسیٰ علیہ السلام اور میرے شوہر محمد ﷺ ہیں۔''

رسول اللہ ﷺ سے محبت

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو آپ سے بڑی گہری محبت تھی۔ ایک دفعہ اعتکاف کے دنوں میں وہ آپ کو جائے اعتکاف میں ملنے آئیں۔ جب اُٹھ کے جانے لگیں تو آپ انہیں دروازے تک چھوڑنے کے لیے آئے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں یہ واقعہ ان الفاظ میں درج کیا ہے:

أَنَّ صَفِيَّةَ -زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ- أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا جَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ تَزُورُهُ فِي اعْتِكَافِهِ فِي الْمَسْجِدِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ، فَتَحَدَّثَتْ عِنْدَهُ سَاعَةً، ثُمَّ قَامَتْ تَنْقَلِبُ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ مَعَهَا يَقْلِبُهَا، حَتَّى إِذَا بَلَغَتْ بَابَ الْمَسْجِدِ عِنْدَ بَابِ أُمِّ سَلَمَةَ، مَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَسَلَّمَا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ لَهُمَا النَّبِيُّ ﷺ: «عَلَى رِسْلِكُمَا، إِنَّمَا هِيَ

① المستدرك على الصحيحين للحاكم، كتاب معرفة الصحابه، باب ذكر ام المومنين صفية بن حيى ٤/٣١، رقم: ٦٧٩٠۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ» فَقَالَا: سُبْحَانَ اللّٰهِ! يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَكَبُرَ عَلَيْهِمَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ الشَّيْطَانَ يَبْلُغُ مِنَ الإِنْسَانِ مَبْلَغَ الدَّمِ، وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ يَقْذِفَ فِي قُلُوبِكُمَا شَيْئًا» ①

نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں مسجد میں معتکف تھے تو وہ آپ کی زیارت کے لیے آئیں اور کچھ دیر آپ سے گفتگو کی، پھر اُٹھ کر جانے لگیں تو نبی ﷺ بھی ان کے ساتھ ہی اُٹھے، جب آپ مسجد کے دروازے کے قریب سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے دروازے کے پاس پہنچے تو انصار کے دو آدمی ادھر سے گزرے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا تو آپ نے ان سے فرمایا: ''ٹھہر جاؤ! یہ سیدہ صفیہ بن حیی (رضی اللہ عنہا) ہیں۔'' ان دونوں نے کہا: سبحان اللہ! یارسول اللہ! (کیا ہم آپ پر بدگمان ہیں؟) اور انہیں یہ چیز بہت شاق گزری تو آپ نے فرمایا: ''شیطان خون کی طرح انسان میں گردش کرتا ہے، مجھے اندیشہ ہوا کہ مبادا تمہارے دلوں میں کوئی وسوسہ ڈال دے۔''

ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا آپ پر دل و جان سے فدا رہتی تھیں۔ ان کی خواہش ہوتی کہ آپ کو تکلیف نہ پہنچے۔ آپ کی جگہ وہ بیمار ہو جائیں۔ زید بن اسلم بیان کرتے ہیں کہ جب نبی ﷺ بیمار ہوئے تو آپ کی ازواج آپ کے ہاں جمع ہوئیں۔ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا پر آپ کی بیماری اس قدر گراں گزری کہ فرمانے لگیں:

يَا رَسُولَ اللّٰهِ، لَوَدِدْتُ أَنَّ الَّذِي بِكَ بِي، قَالَ: فَتَغَامَزَ بِهَا أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَعِبْتُنَّهَا، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهَا لَصَادِقَةٌ» ②

① صحيح البخاري، كتاب الاعتكاف، باب هل يخرج المعتكف لحوائجه إلى باب المسجد، رقم: ٢٠٣٥۔ ② جامع معمر بن راشد، باب ازواج النبی ﷺ، رقم: ٢٠٢٢۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یارسول اللہ! میں چاہتی ہوں کہ آپ کی بیماری مجھے لگ جائے (آپ صحت یاب ہو جائیں) اس پر دیگر ازواج مطہرات ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگیں تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم اس پر عیب لگاتی ہو؟ مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! بلاشبہ یہ سچ کہہ رہی ہیں۔''

یعنی یہ سچے دل سے اس بات کا اظہار کر رہی ہیں، اپنے قول میں سچی ہیں۔
نبی ﷺ کا سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو اپنے قول میں سچا قرار دینا اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ سے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو گہری محبت تھی۔ ایک دفعہ نبی ﷺ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے کچھ ناراض ہو گئے تو انہوں نے آپ کو راضی کرنے کے لیے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنی باری کا دن اس شرط پر دیا کہ وہ آپ کی ان کے بارے میں ناراضگی دور کر دیں۔ مسند احمد میں سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی زبانی یہ واقعہ ان الفاظ میں مذکور ہے:

حجۃ الوداع کے موقع پر نبی ﷺ اپنی ازواجِ مطہرات کو بھی اپنے ساتھ لے کر گئے تھے۔ ابھی راستے ہی میں تھے کہ ایک آدمی اتر کر ازواج مطہرات کی سواریوں کو تیزی سے ہانکنے لگا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ان آبگینوں (عورتوں) کو آہستہ ہی لے کر چلو۔'' دورانِ سفر سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ بدک گیا۔ ان کی سواری سب سے عمدہ اور خوبصورت تھی، وہ رونے لگیں۔ نبی ﷺ کو معلوم ہوا تو تشریف لائے اور اپنے دست مبارک سے ان کے آنسو پونچھنے لگے، لیکن وہ اور زیادہ رونے لگیں۔ نبی ﷺ انہیں برابر منع کرتے رہے لیکن جب دیکھا کہ وہ زیادہ ہی روتی جا رہی ہیں تو نبی ﷺ نے انہیں سختی سے جھڑک دیا اور لوگوں کو پڑاؤ کرنے کا حکم دے دیا۔ حالانکہ اس مقام پر پڑاؤ کا ارادہ نہ تھا۔ لوگوں نے پڑاؤ ڈال لیا۔ اتفاق سے اس دن سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا ہی کی باری تھی۔ نبی ﷺ کے لیے ایک خیمہ لگا دیا گیا۔ نبی ﷺ اپنے خیمے میں تشریف لے گئے۔

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ نبی ﷺ کے پاس کیسے جاؤں؟ مجھے ڈر تھا کہ نبی ﷺ مجھ سے ناراض نہ ہو گئے ہوں۔ چنانچہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس چلی گئی اور ان سے کہا: آپ جانتی ہیں کہ میں نبی ﷺ سے اپنی باری کا دن کسی بھی چیز کے عوض نہیں بیچ سکتی۔ لیکن آج میں اپنی باری کا دن آپ کو اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شرط پر دیتی ہوں کہ آپ نبی ﷺ کو مجھ سے راضی کر دیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حامی بھر لی اور اپنا دوپٹہ لے کر جسے انہوں نے زعفران میں رنگا ہوا تھا اس پر پانی کے چھینٹے مارے تاکہ اس کی مہک پھیل جائے، پھر نئے کپڑے پہن کر نبی ﷺ کی طرف چل پڑی۔ نبی ﷺ کے خیمے کے قریب پہنچ کر انہوں نے پردے کا ایک کونا اٹھایا تو نبی ﷺ نے انہیں دیکھ کر فرمایا: ''عائشہ! کیا بات ہے؟ آج تمہاری باری تو نہیں ہے۔'' انہوں نے عرض کیا: یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطا کر دے۔ نبی ﷺ نے وہ دوپہر اپنی زوجہ محترمہ (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا) کے ساتھ قیلولہ فرمایا۔

جب روانگی کا وقت آیا تو نبی ﷺ نے سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے فرمایا: (جن کے پاس سواری پر گنجائش زیادہ تھی) کہ ''اپنی بہن صفیہ کو اپنے ساتھ اونٹ پر سوار کر لو۔'' سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے منہ سے نکل گیا کہ کیا میں آپ کی یہودیہ بیوی کو اپنے ساتھ سوار کروں گی؟ نبی ﷺ یہ سن کر ناراض ہو گئے اور ان سے ترک کلام فرما لیا۔ حتیٰ کہ مکہ مکرمہ پہنچے، منیٰ کے میدان میں ایام گزارے، پھر مدینہ منورہ واپس آئے، محرم اور صفر کا مہینہ گزرا لیکن سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے پاس نہیں گئے۔ حتیٰ کہ باری کے دن بھی نہیں گئے، جس سے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نا امید سی ہو گئیں۔

جب ربیع الاول کا مہینہ آیا تو نبی ﷺ ان کے ہاں تشریف لے گئے۔ وہ سوچنے لگیں کہ یہ سایہ تو کسی آدمی کا ہے۔ نبی ﷺ میرے پاس آنے والے نہیں تو یہ کون ہے؟ اتنی دیر میں نبی ﷺ گھر کے اندر آ گئے۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کو دیکھ کر کہنے لگیں: یا رسول اللہ! خوشی سے مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ آپ کی تشریف آوری پر کیا کروں؟ ان کی ایک باندی تھی جو ان کے لیے خیمہ تیار کرتی تھی، انہوں نے عرض کیا کہ فلاں باندی آپ کی نذر، پھر نبی ﷺ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی چارپائی تک چل کر آئے اور اس پر اپنا ہاتھ رکھ دیا، پھر ان سے تخلیہ فرمایا اور ان سے راضی ہو گئے۔[1]

[1] مسند أحمد، مسند النساء، حديث صفية رضي الله عنها رقم: ٢٦٨٦٦؛ سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٧/ ٦٢١۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وفات

ام المومنین سیدہ صفیہ ؓ سیدنا معاویہ ؓ کے زمانہ خلافت میں ۵۰ ہجری میں فوت ہوئیں اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔

سیدہ صفیہ ؓ کی جائیداد منقولہ اور غیر منقولہ ایک لاکھ مالیت کی تھی۔ آپ نے اپنے یہودی بھانجے کے لیے ثلث مال کی وصیت کی۔ بقول ابو سلمہ لوگوں نے اسے دینے سے انکار کیا اور اس سلسلہ میں سیدہ عائشہ ؓ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: اللہ سے ڈر جاؤ اور وصیت پوری کرتے ہوئے ثلث دے دو۔ چنانچہ آپ کے یہودی بھانجے کو ۳۳ ہزار سے کچھ اوپر رقم مل گئی۔ سیدہ صفیہ ؓ کا ایک گھر بھی تھا جسے وہ اپنی زندگی ہی میں خیرات کر گئی تھیں۔ ①

① الطبقات الکبریٰ: ۸/ ۱۰۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا

آپ رضی اللہ عنہا حارث بن حزن بن بجیر بن محرم بن رویبہ بن عبداللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ کی صاحبزادی ہیں۔ آپ کی والدہ ہند بنت عوف بن زہیر بن حارث بن مماطہ بن جرش یا جریش ہیں۔ آپ سے جاہلیت کے زمانہ میں مسعود بن عمرو بن عمیر ثقفی نے نکاح کرلیا تھا، پھر طلاق دے دی تھی۔ بعد میں ابورہم بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس نے نکاح کرلیا۔ ابورہم مالک بن عسل بن عامر بن لوی کی اولاد سے ہیں۔ جب یہ فوت ہو گئے تو سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کرلیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان سے نکاح سیدنا عباس بن عبدالمطلب نے کرایا تھا۔ سیدنا عباس ہی اُن کے ولی تھے کیونکہ وہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی ام ولدام الفضل بنت حارث ہلالیہ کی حقیقی ہمشیرہ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح مقام سرف میں عمرۃ القضا کے موقعہ پر ۷ھ میں کیا تھا جو مکہ سے دس میل دور ہے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے آخری بیوی ہیں۔

خاندان کا تعارف

ام المومنین کی والدہ کا تعلق قبیلہ حمیر سے تھا اور آپ سیدنا عبداللہ بن عباس اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہم کی سگی خالہ تھیں۔ آپ کی بڑی بہن لبابہ کبریٰ جنہیں ام الفضل کہا جاتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی اہلیہ محترمہ تھیں۔ ان ہی سے سیدنا فضل بن عباس اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم پیدا ہوئے اور آپ کی دوسری بڑی بہن لبابہ صغریٰ جو عصماء بنت الحارث کے نام سے مشہور تھیں۔ ان کا نکاح ولید بن مغیرہ سے ہوا تھا، ان سے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ کی ایک ماں شریک بہن سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا ان کا نکاح سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ہوا اور سیدنا جعفر کی شہادت کے بعد ان کا نکاح سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ہوا اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ان کا نکاح سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ آپ کی ایک اور بہن سلمیٰ بنت عمیس تھیں۔ ان کا نکاح سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ آپ کی ایک بہن ام المومنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا بھی آپ کی ماں شریک بہن تھیں۔ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی والدہ کے متعلق علامہ ابن قتیبہ لکھتے ہیں:

اکرم عجوز فی الارض اصھارا ①

روئے زمین پر ہند بنت عوف سے بڑھ کر کوئی عورت اپنے دامادوں کے لحاظ سے زیادہ خوش قسمت نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح مسعود بن عمرو بن عمیر ثقفی سے ہوا تھا لیکن دونوں میں کسی وجہ سے علیحدگی ہوگئی۔ اس کے بعد آپ کا نکاح ابورہم بن عبدالعزیٰ سے ہوا جب وہ اس دنیا سے چلے گئے تو اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عمرۃ القضاء کے لیے مکہ مکرمہ تشریف لے جا رہے تھے کہ سیدہ میمونہ کے بہنوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا سیدنا عباس رضی اللہ عنہ مقام جحفہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی بیوگی کا ذکر کیا اور چاہا کہ آپ اس سے نکاح کر لیں۔

آپ نے یہ مشورہ قبول فرما لیا اور سیدنا جعفر بن ابی طالب کو نکاح کا پیغام دے کر بھیج دیا۔②

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی دِلی خواہش تھی کہ وہ حرم نبوی میں شامل ہو جائیں۔ چنانچہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرۃ القضاء سے فارغ ہوئے تو اس وقت سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا اونٹ پر سوار تھیں۔ جب ان کی نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر پڑی تو انہوں نے بے ساختہ یہ کہہ دیا:

① المعارف لابن قتیبہ: ۱ /۱۳۸؛ شرح الزرقانی علی المواھب: ٤ /٤١٩۔
② الاستیعاب: ٤ /٤٠٧۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اَلْبَعِيْرُ وَمَا عَلَيْهِ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

یہ اونٹ اور جو اس پر سوار ہے سب اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہے۔

اس پر بعض لوگوں نے باتیں بنائیں بالخصوص منافقین اس پر چہ میگوئیاں کرنے لگے، لیکن باری تعالیٰ نے سورۂ احزاب کی یہ آیات نازل فرما کے بے پر کی اڑانے والوں کے منہ بند کر دیے اور دوسری طرف رسول اللہ ﷺ اور سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کو عظمت عطا فرمائی۔ چنانچہ فرمایا:

﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَ مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَ بَنٰتِ عَمِّكَ وَ بَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَ بَنٰتِ خَالِكَ وَ بَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ ۡ وَ امْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا ۗ خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْٓ اَزْوَاجِهِمْ وَ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ۭ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴾ (الاحزاب: ۳۳/۵۰)

کیا یہ نکاح حالت احرام میں ہوا؟

اس سلسلہ میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ حالت احرام میں تھے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کے الفاظ یوں نقل کیے ہیں:

اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَزَوَّجَ مَيْمُوْنَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ ①

نبی ﷺ نے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے اس حال میں نکاح کیا کہ آپ محرم تھے۔

جبکہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرمایا:

تَزَوَّجَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ حَلَالَانِ بِسَرِفَ ②

رسول اللہ ﷺ نے مقام سرف پر میرے ساتھ نکاح کیا اور ہم دونوں اس وقت حلال تھے۔

① صحیح البخاری، کتاب جزاء الصید، باب تزویج المحرم، رقم: ۱۸۳۷۔
② صحیح، سنن ابی داؤد، کتاب المناسك، باب المحرم یتزوج، رقم: ۱۸۴۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

امام ابوداود رحمہ اللہ نے اس مسئلہ میں کہ کیا محرم نکاح کر سکتا ہے؟ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بھی نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ وَلَا يُنْكِحُ» [1]

آپ کے مذکورہ فرمان اور سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے اپنے بارے میں حالت حلت کی صراحت کے بعد نظر یہی آتا ہے کہ آپ نے حالت احرام میں نکاح نہیں کیا بلکہ آپ حلال تھے اور سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے قول کو اس اعتبار سے بھی ترجیح حاصل ہے کہ صاحب قصہ اپنے قصہ کو دوسروں کی نسبت زیادہ جانتا ہے۔ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا اپنے نکاح کو سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے زیادہ جانتی ہیں اور اکثر محدثین کا موقف بھی یہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جس وقت سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اس وقت آپ محرم نہیں تھے۔ جیسے امام ابن حبان رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں یہ باب قائم کیا ہے:

ذِكْرُ الْبَيَانِ بِأَنْ تَزَوَّجَ الْمُصْطَفَى ﷺ مَيْمُونَةَ وَهُوَ حَلَالٌ لَا حَرَامٌ

اس بات کا بیان کہ جناب مصطفیٰ ﷺ کا سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح اس حال میں ہوا کہ آپ حلال تھے، محرم نہیں تھے۔

اس کے بعد یہ باب قائم کیا:

ذِكْرُ شَهَادَةِ مَيْمُوْنَةَ عَلَى أَنَّ هٰذَا الْفِعْلَ كَانَ مِنَ الْمُصْطَفَى ﷺ بِهَا وَهُوَ حَلَالٌ لَا حَرَامٌ

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی گواہی کہ جناب مصطفیٰ ﷺ کی جانب سے ان کے ساتھ نکاح کا جو فعل سرانجام پایا اس وقت آپ ﷺ حالتِ احرام میں نہیں تھے۔

اور گواہی کے طور پر سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی یہ روایت نقل کی:

[1] صحیح، سنن ابی داؤد، کتاب المناسك، باب المحرم يتزوج، رقم:١٨٤١۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عَنْ يَزِيْدَ بْنِ الْأَصَمِّ قَالَ حَدَّثَتْنَا مَيْمُوْنَةُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَزَوَّجَهَا وَهُوَ حَلَالٌ ①

یزید بن اصم رحمہ اللہ سے مروی ہے: انہوں نے کہا کہ ہمیں سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے اس وقت نکاح کیا جب آپ ﷺ حلال تھے۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ان متعارض روایات میں ایک عمدہ تطبیق دی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے آپ ﷺ کو بوقت نکاح محرم کہنے کا یہ مطلب نہیں کہ آپ ﷺ احرام باندھے ہوئے تھے بلکہ آپ ﷺ حرم میں داخل ہونے والے تھے اور عربی لغت میں ایسا لفظ بعض دفعہ اس آدمی پر بولا جاتا ہے جو کسی جگہ میں داخل ہو جیسے جو نجد میں داخل ہو، اس پر أَنْجَدَ اور جو تہامہ میں داخل ہو، اس پر أَتْهَمَ کا کلمہ بولا گیا ہے۔ اسی طرح حرم میں داخل ہونے والے پر أَحْرَمَ کا کلمہ استعمال ہوا۔ یہ لغوی طور پر ہے نہ یہ کہ وہ فی نفسہ محرم ہے۔ اصل واقعہ یوں ہے کہ آپ ﷺ نے عمرۃ القضاء میں جب مکہ کی جانب نکلنے کا پختہ ارادہ فرما لیا تو مدینہ سے سیدنا ابورافع رضی اللہ عنہ اور انصار کے ایک آدمی کو مکہ کی طرف بھیجا کہ وہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کو منگنی کا پیغام دیں۔ پھر آپ ﷺ نکلے، آپ نے احرام باندھا، مکہ میں داخل ہوئے، طواف اور سعی کے بعد عمرہ سے حلال ہو گئے اور تب آپ نے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ اس وقت آپ محرم نہیں تھے اور عمرہ سے فارغ ہو چکے تھے، آپ ﷺ نے تین دن مکہ میں قیام فرمایا۔ پھر آپ نکلے اور سرف کے مقام پر پہنچے اور سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے شب باشی کی، اس وقت دونوں حلال تھے۔ پس سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے نکاح کے موقع پر محرم کا لفظ اس لیے استعمال کیا کہ اس وقت آپ ﷺ مکہ میں تھے۔ حرم میں تھے اور یزید بن اصم نے جیسے یہ نکاح وقوع پذیر ہوا تھا ویسے ہی بیان کر دیا اور سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا

① صحیح ابن حبان، حرمة المناكحة، باب ذكر شهادة ميمونة، تعليق شعيب الارناؤط إسناده صحيح على شرط مسلم، رقم: ٤١٣٦۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے بھی اپنے بارے میں جس حالت میں نکاح ہوا تھا اسے بیان کر دیا۔ ان ساری چیزوں کے ساتھ آپ ﷺ سے مروی اس حدیث پر بھی غور کر لیں جس میں آپ ﷺ نے محرم کو نکاح سے منع فرمایا ہے تو ان شاء اللہ بات سمجھ میں آ جائے گی۔

نیکی کا شوق

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا صدقہ و خیرات اور نیکی کے کاموں میں خوب ذوق وشوق سے حصہ لیتی تھیں۔ اگر ان کے پاس کبھی صدقہ کے لیے پیسے نہ ہوتے تو قرض لے کر صدقہ کرتیں۔ سالم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے کسی سے قرض لیا تو اُن سے کہا گیا:

تَسْتَدِينِينَ وَلَيْسَ عِنْدَكِ وَفَاؤُهُ؟ قَالَتْ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنْ أَحَدٍ يَسْتَدِينُ دَيْنًا، يَعْلَمُ اللّٰهُ أَنَّهُ يُرِيدُ أَدَاءَهُ، إِلَّا أَدَّاهُ» ①

آپ قرض تو لے رہی ہیں اور آپ کے پاس اسے ادا کرنے کے لیے کچھ بھی نہیں! انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

''جو شخص بھی کسی سے قرض لیتا ہے اور اللہ جانتا ہے کہ اس کا اسے ادا کرنے کا ارادہ بھی ہے تو اللہ اسے ادا کروا دیتا ہے۔''

یہ نیکی، تقویٰ اور اللہ تعالیٰ پر توکل کی ایک عظیم مثال ہے۔ ایسی اور بہت سی مثالیں ان کی روشن زندگی میں موجود ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے کریب رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہوئے نقل فرمایا ہے:

أَنَّ مَيْمُونَةَ بِنْتَ الحَارِثِ رضي الله عنها أَخْبَرَتْهُ، أَنَّهَا أَعْتَقَتْ وَلِيدَةً وَلَمْ تَسْتَأْذِنِ النَّبِيَّ ﷺ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُهَا الَّذِي يَدُورُ عَلَيْهَا

① مسند أحمد، حديث ميمونة بنت الحارث رضي الله عنها، رقم: ٢٦٨١٦، السلسلة الصحيحة للألباني: ٣/ ٢٦۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

20

فِيهِ، قَالَتْ: أَشَعَرْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنِّي أَعْتَقْتُ وَلِيدَتِي، قَالَ: «أَوَفَعَلْتِ؟» قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: «أَمَا إِنَّكِ لَوْ أَعْطَيْتِهَا أَخْوَالَكِ كَانَ أَعْظَمَ لِأَجْرِكِ» ①

سیدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی ایک لونڈی کو آزاد کر دیا جس کی بابت نبی ﷺ سے اجازت نہیں لی تھی۔ جب ان کی باری کے دن آپ تشریف لائے تو عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آپ کو معلوم ہے کہ میں نے اپنی لونڈی کو آزاد کر دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''کیا واقعی آزاد کر چکی ہو؟'' انہوں نے کہا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: ''اگر تو وہ لونڈی اپنے ننھیال کو دیتی تو تجھے زیادہ ثواب ہوتا۔''

اس سے پتہ چلتا ہے کہ صدقہ و خیرات کرنا، لونڈی و غلام آزاد کرنا تا کہ اللہ کا تقرب مل جائے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا محبوب مشغلہ تھا۔

علمی فہم اور اہم فقہی مسائل پر چند روایات

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا ایک معزز علمی خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں فقہی بصیرت سے خوب نوازا تھا اور حرم نبوی میں آ کر مسائل دینیہ میں ان کا فہم مزید بڑھا۔ طبیعت میں علم دوستی پہلے سے موجود تھی اور آغوش نبوت نے اس ذوق کو مزید پروان چڑھا دیا۔ ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ نے عمرۃ القضاء کے موقع پر نکاح کیا تھا۔ یہ آپ کا آخری نکاح تھا۔ اس سے کم و بیش تین سال بعد آپ ﷺ سفر آخرت پر روانہ ہو گئے، یوں سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کو دربارِ رسالت کے علمی خزانہ سے بہت تھوڑی مدت خوشہ چینی کا موقع ملا، لیکن اپنی علمی محبت کے پیش نظر انہوں نے اس قلیل عرصہ میں بھی ایک وافر حصہ حاصل کیا اور بہت سے اہم فقہی مسائل میں امت مسلمہ کی رہنمائی کی۔ نمونہ کے طور پر چند روایات ملاحظہ فرمائیں:

① صحيح البخاری، كتاب الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب هبة المرأة لغير زوجها وعتقها، رقم: ٢٥٩٢۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

أَنَّ مَيْمُونَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِرِجَالٍ مِنْ قُرَيْشٍ يَجُرُّونَ شَاةً لَهُمْ مِثْلَ الْحِمَارِ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَوْ أَخَذْتُمْ إِهَابَهَا» قَالُوا: إِنَّهَا مَيْتَةٌ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يُطَهِّرُهَا الْمَاءُ وَالْقَرَظُ» ①

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ کا گزر قریش کے کچھ لوگوں پر ہوا جو اپنی ایک بکری کو گدھے کی طرح گھسیٹ رہے تھے۔ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ''اگر تم اس کی کھال اتار لیتے (تو کیا حرج تھا)؟'' انہوں نے عرض کیا کہ یہ بکری مردار ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسے پانی اور درخت سلم (کیکر کی مانند ایک درخت ہے) کے پتے پاک کر دیتے۔''

استدلال: اس روایت سے یہ اہم فقہی مسئلہ حل ہوتا ہے کہ مردار کے چمڑے کو پانی اور کیکر کی چھال سے پاک کیا جا سکتا ہے۔ مردار کا گوشت حرام ہے، لیکن اس کی کھال سے فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔

عَنْ مَيْمُونَةَ، قَالَتْ: وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ غِسْلًا، فَاغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ، وَأَكْفَأَ الْإِنَاءَ بِشِمَالِهِ عَلَى يَمِينِهِ، فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثًا، ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ، فَأَفَاضَ عَلَى فَرْجِهِ، ثُمَّ دَلَكَ يَدَهُ بِالْحَائِطِ، أَوْ بِالْأَرْضِ، ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ، وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، وَذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، ثُمَّ أَفَاضَ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثًا، ثُمَّ أَفَاضَ عَلَى سَائِرِ جَسَدِهِ الْمَاءَ، ثُمَّ تَنَحَّى فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ ②

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ جب غسل جنابت فرماتے تھے تو سب سے پہلے اپنے ہاتھوں کو دھوتے تھے، پھر دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ

① صحیح، مسند أحمد، مسند النساء، حديث ميمونة بنت الحارث رضی اللہ عنہا، رقم: ٢٦٨٣٣۔ ② صحيح، مسند أحمد، حديث ميمونة رضی اللہ عنہا، تعليق شعيب الارناؤط، اسناده صحيح على شرط الشيخين، ١٢/ ٤٠٢ رقم: ٢٦٨٤٣۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پر پانی بہاتے، شرمگاہ کو دھوتے اور زمین پر ہاتھ مل کر اسے دھو لیتے، پھر نماز والا وضو فرماتے، پھر سر اور باقی جسم پر پانی ڈالتے اور غسل کے بعد اس جگہ سے ہٹ کر پاؤں دھو لیتے (کیونکہ وہاں پانی کھڑا ہو جاتا تھا)۔

(اس حدیث مبارک میں اجمالی طور پر غسل کا مکمل طریقہ بیان ہوا ہے)

عبدالرحمن بن صائب کہتے ہیں:

أَنَّ مَيْمُونَةَ، قَالَتْ لَهُ: يَا ابْنَ أَخِي، أَلَا أُرْقِيكَ بِرُقْيَةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ؟ قُلْتُ: بَلٰى، قَالَتْ: بِسْمِ اللّٰهِ أُرْقِيكَ، وَاللّٰهُ يَشْفِيكَ، مِنْ كُلِّ دَاءٍ فِيكَ، أَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ، وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي، لَا شَافِيَ إِلَّا أَنْتَ ①

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے ان سے فرمایا: بھتیجے! کیا میں تمہیں نبی ﷺ کے بتائے ہوئے الفاظ سے دم نہ کروں؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں! انہوں نے فرمایا: اللہ کے نام سے تمہیں دم کرتی ہوں، اللہ تمہیں ہر اس بیماری سے شفا عطا فرمائے جو تمہارے جسم میں ہے، اے لوگوں کے رب! اس کی تکلیف کو دور فرما اور شفا عطا فرما کیونکہ تو ہی شفا دینے والا ہے اور تیرے علاوہ کوئی شفا نہیں دے سکتا۔

بعض دفعہ اہم فقہی مسائل میں سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رہنمائی فرمائی ہے۔ ایسی کئی مثالیں موجود ہیں جو ان کے علمی ذوق کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ چند مثالیں درج ذیل ہیں:

أَرْسَلَتْنِي مَيْمُونَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ إِلَى امْرَأَةِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، وَكَانَتْ بَيْنَهُمَا قَرَابَةٌ، فَرَأَيْتُ فِرَاشَهَا مُعْتَزِلًا فِرَاشَهُ، فَظَنَنْتُ أَنَّ ذٰلِكَ لِهِجْرَانٍ، فَسَأَلْتُهَا، فَقَالَتْ: لَا، وَلٰكِنِّي حَائِضٌ، فَإِذَا حِضْتُ، لَمْ يَقْرَبْ فِرَاشِي، فَأَتَيْتُ

① حسن۔ مسند أحمد تعليق شعيب الارناؤط ١٢/٤٠٤، رقم: ٢٦٨٢١۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مَيْمُونَةَ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهَا، فَرَدَّتْنِي إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، فَقَالَتْ: أَرَغْبَةً عَنْ سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ لَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَنَامُ مَعَ الْمَرْأَةِ مِنْ نِسَائِهِ الْحَائِضِ، وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا ثَوْبٌ مَا يُجَاوِزُ الرُّكْبَتَيْنِ ①

ندبہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک مرتبہ مجھے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما (جن کے ساتھ ان کی قریبی رشتہ داری تھی) کی اہلیہ کے پاس بھیجا، میں نے دیکھا کہ ان کا بستر سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بستر سے الگ ہے، میں سمجھی کہ شاید ان کے درمیان کوئی ناچاقی ہوگئی ہے۔ چنانچہ میں نے ان سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ ایسی کوئی بات نہیں، البتہ میں ایام سے ہوں اور جب ایسا ہوتا ہے تو وہ میرے بستر کے قریب نہیں آتے۔ میں سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی تو انہیں یہ بات بتائی، انہوں نے مجھے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بھیج دیا اور فرمایا: کیا تم نبی ﷺ کی سنت سے اعراض کر رہے ہو؟ نبی ﷺ تو اپنی بیویوں کے ساتھ خواہ وہ ایام ہی سے ہوتیں سو جاتے تھے اور ان دونوں کے درمیان صرف وہی کپڑا ہوتا جو گھٹنوں سے اوپر ہوتا تھا۔

درج بالا حدیث میں مفسر قرآن سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جیسی عظیم علمی شخصیت کی سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے رہنمائی فرمائی ہے۔

ابراہیم بن عبداللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ امْرَأَةً اشْتَكَتْ شَكْوَى، فَقَالَتْ: لَئِنْ شَفَانِي اللَّهُ، لَأَخْرُجَنَّ، فَلَأُصَلِّيَنَّ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ، فَبَرَأَتْ، فَتَجَهَّزَتْ تُرِيدُ الْخُرُوجَ، فَجَاءَتْ مَيْمُونَةُ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تُسَلِّمُ

① صحيح، مسند أحمد، مسند الانصار، باب: حديث ميمونة بنت الحارث رضي الله عنها رقم: ٢٦٨١٩۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْهَا، فَأَخْبَرَتْهَا ذٰلِكَ، فَقَالَتْ: اجْلِسِي، فَكُلِي مَا صَنَعْتُ، وَصَلِّي فِي مَسْجِدِ الرَّسُولِ ﷺ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: «صَلَاةٌ فِيهِ أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ، إِلَّا مَسْجِدَ الْكَعْبَةِ» ①

ایک عورت بہت زیادہ بیمار ہوگئی، اس نے یہ منت مان لی کہ اگر اللہ نے مجھے شفا عطا فرما دی تو میں سفر کر کے بیت المقدس جاؤں گی اور وہاں نماز پڑھوں گی، اللہ کا کرنا یہ ہوا کہ وہ تندرست ہوگئی، اس نے سفر کے ارادے سے تیاری شروع کر دی اور سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں الوداعی سلام کرنے کے لیے حاضر ہوئی اور انہیں اپنے ارادے سے بھی مطلع کیا، انہوں نے فرمایا: بیٹھ جاؤ اور میں نے جو کھانا پکایا ہے وہ کھاؤ اور مسجد نبوی میں نماز پڑھ لو کیونکہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مسجد نبوی میں ایک نماز خانہ کعبہ کو نکال کر دوسری تمام مساجد کی ایک ہزار نمازوں سے بھی افضل ہے۔

عبداللہ بن حارث بیان کرتے ہیں:

صَلَّى بِنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ صَلَاةَ الْعَصْرِ، فَأَرْسَلَ إِلَى مَيْمُونَةَ، ثُمَّ أَتْبَعَهُ رَجُلًا آخَرَ، فَقَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُجَهِّزُ بَعْثًا، وَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ ظَهْرٌ، فَجَاءَهُ ظَهْرٌ مِنَ الصَّدَقَةِ، فَجَعَلَ يَقْسِمُهُ بَيْنَهُمْ، فَحَبَسُوهُ حَتَّى أَرْهَقَ الْعَصْرَ، وَكَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ، أَوْ مَا شَاءَ اللّٰهُ، فَصَلَّى، ثُمَّ رَجَعَ، فَصَلَّى مَا كَانَ يُصَلِّي قَبْلَهَا، وَكَانَ إِذَا صَلَّى صَلَاةً أَوْ فَعَلَ شَيْئًا، يُحِبُّ أَنْ يُدَاوِمَ عَلَيْهِ②

① صحيح مسلم، كتاب الحج، باب فضل الصلاة لمسجدى مكة والمدينة: ١٣٩٦۔ ② مسند أحمد، تعليق شعيب الارناؤط، صحيح لغيره، مسند النساء: ١٢/٤١٨، رقم:٢٦٨٣٩

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ایک مرتبہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں نمازِ عصر پڑھائی اور اس کے بعد سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک قاصد اور اس کے پیچھے ایک اور آدمی کو بھیجا، سیدنا میمونہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی لشکر کو روانہ فرما رہے تھے، اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سواریاں نہیں تھیں، تھوڑی دیر بعد زکوٰۃ و صدقات کے کچھ جانور آ گئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کے درمیان انہیں تقسیم فرمانے لگے، اسی مصروفیت میں نمازِ عصر کا وقت ہو گیا، ادھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول مبارک تھا کہ نمازِ عصر سے پہلے دو رکعتیں یا جتنی اللہ کو منظور ہوتی، نماز پڑھتے تھے، اس دن نمازِ عصر پڑھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دو رکعتیں پڑھ لیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہلے پڑھا کرتے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب بھی کوئی نماز پڑھتے یا کوئی کام کرتے تو اس پر مداومت کرنے کو پسند فرماتے تھے۔

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے ۷۶ احادیث مروی ہیں اور ان سے روایت کرنے والے افراد میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما عبید بن سباق، عبداللہ بن شداد، یزید بن اصم، سلیمان بن یسار، عبدالرحمن بن سائب اور عطا بن یسار رحمہم اللہ جیسے لوگ شامل ہیں۔ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا ایک پرہیزگار اور عبادت کا شوق رکھنے والی خاتون تھیں۔

وفات

ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا اپنے آخری ایام میں حج کے لیے نکلیں وہاں ان کی طبیعت خراب ہو گئی۔ چنانچہ انہیں واپس لایا گیا اور جب مقام سرف پر پہنچیں تو اللہ کی طرف سے پیامِ اجل آ گیا۔ یہ وہی مقام تھا جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کے بعد خلوت فرمائی تھی اور اسی جگہ ان کی تدفین ہوئی۔ عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

حَضَرْنَا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ جَنَازَةَ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِسَرِفَ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: هَذِهِ زَوْجُ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، فَإِذَا رَفَعْتُمْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نَعْشَهَا، فَلَا تُزَعْزِعُوا، وَلَا تُزَلْزِلُوا، وَارْفُقُوا، فَإِنَّهُ كَانَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ تِسْعٌ، فَكَانَ يَقْسِمُ لِثَمَانٍ، وَلَا يَقْسِمُ لِوَاحِدَةٍ①

ہم سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے جنازہ میں شریک تھے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ ہیں جب تم ان کا جنازہ اٹھاؤ تو زور زور سے حرکت نہ دینا بلکہ آہستہ آہستہ نرمی کے ساتھ جنازہ کو لے کر چلنا۔ نبی کریم ﷺ کے پاس آپ کی وفات کے وقت آپ کے نکاح میں نو بیویاں تھیں، آٹھ کے لیے تو آپ نے باری مقرر کر رکھی تھی لیکن ایک کی باری نہیں تھی۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ان کے محاسن بیان کرتے ہوئے ان کی ان الفاظ میں تعریف کی ہے:

إِنَّهَا كَانَتْ مِنْ أَتْقَانَا لِلَّهِ وَأَوْصَلِنَا لِلرَّحِمِ②

وہ ہم میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والی اور سب سے بڑھ کر صلہ رحمی کرنے والی تھیں۔

یزید بن اصم بیان کرتے ہیں کہ میں سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی قبر کے پاس ان کے دفن کے وقت موجود تھا۔ قبر میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما، عبدالرحمن بن خالد اور عبداللہ خولانی رحمہم اللہ اُترے اور نمازِ جنازہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے پڑھائی۔ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا ۵۱ھ میں فوت ہوئیں۔ اس وقت ان کی عمر ۸۰ سال تھی۔③

---

① صحيح مسلم، كتاب الرضاع، باب جوازهبتها نوبتها لضرتها، رقم: ١٤٦٥۔
② سير أعلام النبلاء: ٢/ ٢٤٤؛ مسند الحارث: ١/ ٥١٣؛ رقم:٤٥٥۔
③ الطبقات الكبرى: ٨/ ١١١ ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مصادر و مراجع

۱۔ القرآن الحکیم۔

۲۔ "صحیح البخاری" ابوعبداللّٰہ محمد بن اسماعیل بن ابراھیم بن مغیرہ (۱۹۴۔۲۵۶ھ) الناشر: دارالقلم، بیروت، سنۃ النشر:۱۹۸۷ء۔

۳۔ "صحیح مسلم" مسلم بن الحجاج قشیری (المتوفي ۲۶۱ھ) الناشر: داراحیاء التراث العربی، سنۃ النشر ۱۹۷۲ء، بیروت۔

۴۔ "سنن أبی داود" سلیمان بن اشعث سجستانی (المتوفي ۲۷۵ھ)، الناشر: دارإحیاء التراث العربی، دارالکتب العلمیہ، بیروت۔

۵۔ "جامع ترمذی" ابوعیسٰی محمد بن عیسٰی بن سورہ بن موسٰی بن الضحاک (المتوفي ۲۷۹ھ)، بیروت، لبنان۔

۶۔ "سنن نسائی" احمد بن شعیب بن علی بن سنان بن بحر (المتوفي ۳۰۳ھ) الناشر: دارإحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان۔

۷۔ "سنن ابن ماجہ" ابوعبداللّٰہ محمد بن یزید قزوینی(المتوفي ۲۷۵ھ) الناشر: داراحیاء التراث العربی، بیروت (سنۃ النشر ۱۹۸۴ء)

۸۔ "مؤطا امام مالک روایۃ یحیي اللیثی" امام مالک بن انس بن مالک بن أبی عامر اصبحی (۹۳۔۱۷۹ھ) دارإحیاء التراث العربی، مصر۔

۹۔ "مشکاۃ المصابیح" محمد بن عبداللّٰہ الخطیب التبریزی، تحقیق محمد ناصر الدین الالبانی، الناشر: بیروت، الطبعۃ الثانیہ۔

۱۰۔ "مسند الحمیدی" عبداللّٰہ بن الزبیر ابوبکر الحمیدی، الناشر: دارالکتب العلمیۃ، مکتبۃ المتنبی، بیروت، القاھرہ، تحقیق حبیب الرحمن الاعظمی، عدد الاجزاء:۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

١١۔ "مسند ابوعوانه" الامام أبی عوانه يعقوب بن اسحاق الاسفرائنی، الناشر: دارالمعرفة، بيروت۔
١٢۔ "مصنف عبدالرزاق" ابوبكر عبدالرزاق بن همام الصنعانی، الناشر: المكتب الاسلامی، بيروت، الطبعة الثانيه ١٤٠٣ھ۔
١٣۔ "مسند احمد" احمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن اسد (المتوفي ٢٤١ھ) الناشر: دارالمعارف، مصر۔
١٤۔ "مسند ابی يعلی" احمد بن علی بن المثنی ابو يعلٰی الموصلی التميمی، الناشر: دارالمامون للتراث، دمشق۔
١٥۔ "سنن الدارمی" عبداللّٰه بن عبدالرحمن بن الفضل بن بهرام بن عبدالصمد (المتوفي ٢٥٥ھ) دارالكتاب العربی، بيروت۔
١٦۔ "شرح الزرقانی علی موطا امام مالك" محمد بن عبدالباقی بن يوسف الزرقانی، الناشر: دارالكتب العلمية، بيروت، عدد الاجزاء:٤۔
١٧۔ "شرح السنة للامام البغوی" الحسين بن مسعود البغوی، دارالنشر: المكتب الاسلامی، دمشق، بيروت، ١٤٠٣ھ-١٩٨٣ء، تحقيق شعيب الارناؤط، محمد زهير الشاويش، الطبعة الثانية، عدد الاجزاء:١٥۔
١٨۔ "شرح صحيح البخاری ابن حجر" احمد بن علی بن حجر أبوالفضل العسقلانی، بيروت، ١٣٧٩ھ، عدد الاجزاء:١٣۔
١٩۔ "شرح معانی الآثار" احمد بن محمد بن سلامه بن عبدالملك بن سلمة ابوجعفر الطحاوی (المتوفي ٣٢١ھ) تحقيق محمد زهری النجار، دارالكتب العلميه، بيروت۔
٢٠۔ "صحيح ابن حبان" محمد بن حبان بن احمد بن حبان بن معاذ بن معبد (المتوفي:٣٥٤ھ) الناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت۔
٢١۔ "صحيح وضعيف الجامع الصغير" تحقيق محمدناصرالدين الالبانی، الناشر:مركز نور الاسلام لابحاث القرآن والسنة، بالاسكندرية۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۲۲۔ "زادالمعاد فی هدی خیر العباد" محمد بن ابی بکر بن ایوب بن سعد شمس الدین ابن قیم الجوزیة (المتوفی ۷۵۱ھ)، الناشر: مؤسسة الرسالة، بیروت، مکتبة المنار الاسلامیة الکویت، الطبعة السابعة والعشرون، ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴م، عدد الاجزاء:۵۔

۲۳۔ "معجم ابن عساکر" ابوالقاسم علی بن الحسن بن هبة اللّٰه المعروف بابن عساکر (المتوفی: ۵۷۱ھ)، الناشر: دارالبشائر، دمشق، الطبعة الاولیٰ ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰م، عدد الاجزاء:۳۔

۲۴۔ "مسند البزار" ابوبکر احمد بن عمرو بن عبدالخالق بن خلاد بن عبید اللّٰه المعروف بالبزار (المتوفی: ۲۹۲ھ)، الناشر: مکتبة العلوم والحکم المدینة المنورة، عدد الاجزاء:۸۱۔

۲۵۔ "المعجم الکبیر" سلیمان احمد بن ایوب ابوالقاسم الطبرانی، الناشر: مکتبة العلوم والحکم الموصل۔

۲۶۔ "المعجم الاوسط" ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی، الناشر: دارالحرمین، القاهرہ۔

۲۷۔ "المعجم الصغیر" سلیمان بن احمد بن ایوب، ابوالقاسم الطبرانی، دار عمار بیروت لبنان، الطبعة الاولیٰ ۱۴۰۵ھ۔۱۹۸۵ء۔

۲۸۔ "المستدرک علی الصحیحین" محمد بن عبداللّٰه ابو عبداللّٰه الحاکم نیسابوری، دارالمکتب العلمیه، بیروت۔

۲۹۔ "الجامع الصغیر وزیادته" محمد ناصر الدین الالبانی، الناشر: المکتب الاسلامی، عدد الاجزاء:۱۔

۳۰۔ "الجمع بین الصحیحین البخاری و مسلم" محمد بن فتوح الحمیدی، عدد الاجزاء:۴، دارالنشر: دار ابن حزم لبنان، بیروت ۱۴۲۳ھ۔۲۰۰۲ء، الطبعة الثانیه، تحقیق: علی حسین البواب۔

۳۱۔ "سیرة ابن هشام" عبدالملک بن هشام بن ایوب الحمیری المعافری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(المتوفی: ۲۱۳ھ) المحقق: طه عبدالرؤوف سعد، الناشر: شركة الطباعة الفنية المتحدة، عدد الاجزاء: ۲۔

۳۲۔ "شرف المصطفی ﷺ" عبدالملك بن محمد بن ابراهيم النيسابوری (المتوفی ۴۰۷ھ)، الناشر: دارالبشائر الاسلامية، مكة، الطبعة الاولى ۱۴۲۴ھ، عدد الاجزاء:۶۔

۳۳۔ "تاريخ دمشق" ابوالقاسم علی بن الحسن بن هبة اللّٰه المعروف بابن عساكر (المتوفی ۵۷۱ھ)، الناشر: دارالفكر للطباعة والنشر والتوزيع، عام النشر ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۵م، عدد الاجزاء: ۸۰۔

۳۴۔ "آداب الزفاف فی السنة المطهرة" ابوعبدالرحمٰن محمد ناصر الدين بن الحاج نوح بن نجاتی بن آدم الالبانی (المتوفی: ۱۴۲۰ھ)، الناشر: دارالسلام، عدد الاجزاء:۱۔

۳۵۔ "معرفة الصحابة لابی نعيم" ابونعيم احمد بن عبداللّٰه بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مهران الاصبهانی (المتوفی: ۴۳۰ھ)، الناشر: دارالوطن للنشر الرياض، عدد الاجزاء:۷۔

۳۶۔ "تهذيب الاسماء" ابوزكريا محی الدين يحيی بن شرف النووی (المتوفی: ۶۷۶ھ)، دارالكتب العلمية، بيروت، لبنان، عدد الاجزاء:۴۔

۳۷۔ "اسدالغابة" ابوالحسن علی بن ابی الكرم محمد بن محمد بن عبدالكريم بن عبدالواحد الشيبانی' المعروف عز الدين ابن الاثير (المتوفی: ۶۳۰ھ) الناشر: دارالفكر، بيروت۔

۳۸۔ "الاصابة فی تمييز الصحابة" ابوالفضل احمد بن علی بن محمد بن احمد بن حجر العسقلانی (المتوفی: ۸۵۲ھ)، الناشر: دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الاولى ۱۴۱۵ھ، عدد الاجزاء:۸۔

۳۹۔ "اتحاف السائل بما لفاطمة من المناقب والفضائل" زين الدين محمد المدعو بعبد الرؤوف المناوی، القاهری (المتوفی: ۱۰۳۱ھ)، الناشر: مكتبة

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

القرآن للطبع والنشر والتوزیع، القاھرہ۔

۴۰۔"الاستیعاب فی معرفة الاصحاب" ابوعمر یوسف بن عبداللّٰہ بن محمد بن عبدالبر بن عاصم النمری القرطبی (المتوفی: ۴۶۳ھ)، الناشر: دارالجیل، بیروت، عدد الاجزاء:۴۔

۴۱۔ "البدایة والنھایہ" ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی البصری (المتوفی: ۷۷۴ھ)، الناشر: دار احیاء التراث العربی الطبعة الاولٰی ۱۴۰۸ھ/۱۹۸۸۔

۴۲۔ "السیرة النبویة لابن کثیر" ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی (المتوفی ۷۷۴ھ)، الناشر: دارالمعرفة للطباعة والنشر والتوزیع، بیروت، لبنان، عام النشر: ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۶۔

۴۳۔ "المواھب اللدنیة بالمنح المحمدیة" احمد بن محمد بن أبی بکر بن عبدالملک القسطلانی المصری (المتوفی ۹۲۳ھ)، الناشر: المکتبة التوفیقیة، القاھرة، مصر، عدد الاجزاء:۳۔

۴۴۔ "السیرة الحلبیة" علی بن ابراھیم بن احمد الحلبی ابوالفرج نورالدین بن برھان الدین (المتوفی: ۱۰۴۴ھ) الناشر: دارلکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الثانیة: ۱۴۲۷ھ، عدد الاجزاء: ۳۔

۴۵۔ "الکامل فی التاریخ" ابوالحسن علی بن ابی الکرم محمد بن محمد بن عبدالکریم بن عبدالواحد الشیبانی الجزری، عزالدین ابن الاثیر (المتوفی: ۶۳۰ھ)، تحقیق: عمر عبدالسلام تدمیری، الناشر: دارالکتاب العربی، بیروت، لبنان، عدد الاجزاء:۱۰۔

۴۶۔ "الطبقات الکبرٰی" ابوعبداللّٰہ محمد بن سعد بن منیع الھاشمی البصری، البغدادی المعروف بابن سعد (المتوفی: ۲۳۰ھ) الناشر: دارالکتب العلمیة، بیروت، عدد الاجزاء:۸۔

۴۷۔ "التاریخ الاوسط" محمد بن اسماعیل بن ابراھیم بن المغیرہ البخاری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(المتوفی: ٢٥٦ھ) الناشر: دارالوعی، مکتبۃ دارالتراث، حلب، القاھرہ، الطبعۃ الاولی ١٣٩٧ھ/١٩٧٧م۔

٤٨۔ "التاریخ الکبیر" محمد بن اسماعیل بن ابراھیم بن المغیرہ البخاری (المتوفی: ٢٥٦ھ)، الناشر: دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدر آباد، دکن، عدد الاجزاء: ٨۔

٤٩۔ "الوافی بالوفیات" صلاح الدین خلیل بن ایبک بن عبداللّٰہ الصفری (المتوفی ٧٦٤ھ) الناشر: داراحیاء التراث، بیروت، عام النشر: ١٤٢٠ھ/٢٠٠٠م، عدد الاجزاء:٢٩۔

٥٠۔ "المغازی الواقدی" محمد بن عمر بن واقد السھمی الاسلمی، المدینی (المتوفی ٢٠٧ھ) الناشر: دارالاعلمی، بیروت، الطبعۃ الثالثۃ ١٩٨٩ء/١٤٠٩ھ۔

٥١۔ "دلائل النبوۃ لأبی نعیم" ابونعیم احمد بن عبداللّٰہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مھران الاصبھانی (المتوفی: ٤٣٠ھ)، الناشر: دارالنفائس بیروت، الطبعۃ الثانیۃ، ١٤٠٦ھ/١٩٨٦ء، عدد الاجزاء:٢۔

٥٢۔ "دلائل النبوۃ للبیھقی" احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ الخراسانی ابوبکر البیھقی (المتوفی: ٤٥٨)، الناشر: دارالکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعۃ الاولی، ١٤٠٥ھ، عدد الاجزاء:٧۔

٥٣۔ "الروض الانف" ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبداللّٰہ احمد السھیلی (المتوفی: ٥٨١ھ) المحقق: عمر عبدالسلام السلامی، الناشر: داراحیاء التراث العربی، بیروت، عدد الاجزاء: ٧۔

٥٤۔ "ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ" محب الدین احمد بن عبداللّٰہ الطبری (المتوفی: ٦٩٤ھ)، دارالکتب المصریۃ التیموریۃ۔

٥٥۔ "عیون الاثر فی فنون المغازی" محمد بن محمد بن محمد بن احمد الیعمری الربعی (المتوفی: ٧٣٤ھ)، الناشر: دارالقلم، بیروت، الطبعۃ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الاولی ۱٤۱٤ھ/۱۹۹۳ء، عدد الاجزاء:۲۔
٥٦۔"تاریخ الاسلام للذھبی" شمس الدین ابوعبداللّٰہ محمد بن احمد بن عثمان الذھبی (المتوفی۷٤۸ھ)، الناشر: دارالغرب الاسلامی، الطبعۃ الاولی ۲۰۰۳م، عدد الاجزاء:۱٥۔
٥۷۔ "تذکرۃ الحفاظ" شمس الدین ابوعبداللّٰہ محمد بن احمد بن عثمان (المتوفی: ۷٤۸ ھ)، الناشر: دارالکتب العلمیۃ بیروت، لبنان، الطبعۃ الاولی ۱٤۱۹ ھ / ۱۹۹۸م، عدد الاجزاء:٤۔
٥۸۔ "سیر اعلام النبلاء" شمس الدین ابوعبداللّٰہ محمد بن احمد بن عثمان الذھبی (المتوفی ۷٤۸ ھ) الناشر: دارالحدیث، القاھرہ، الطبعۃ: ۱٤۲۷ ھ / ۲۰۰٦م، عدد الاجزاء:۱۸۔
٥۹۔ "نساء النبیﷺ" السید الجمیلی، الناشر: دارومکتبۃ الھلال، بیروت، عام النشر: ۱٤۱٦ھ، عدد الاجزاء:۱۔
٦۰۔ "تاریخ ابن خلدون" عبدالرحمٰن بن محمد بن محمد ابن خلدون ابوزید، ولی الدین الحضرمی الاشبیلی (المتوفی ۸۰۸ھ)، الناشر: دارالفکر، بیروت، الطبعۃ الثانیہ ۱٤۰۸ھ/۱۹۸۸م۔
٦۱۔ "شذرات الذھب فی أخبار من ذھب" عبدالحی بن احمد بن محمد بن العماد الحنبلی (المتوفی: ۱۰۸۹ھ) تحقیق: عبدالقادر الارناؤط، الناشر: دار ابن کثیر، دمشق، بیروت، الطبعۃ الاولی ۱٤۰٦ھ/۱۹۸٦ء، عدد الاجزاء: ۱۱۔
٦۲۔ "فضائل الصحابۃ للنسائی" ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی الخراسانی، النسائی (المتوفی: ۳۰۳ھ)، الناشر: دارالکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعۃ الاولی، ۱٤۰٥ھ، عدد الاجزاء:۱۔
٦۳۔ "معجم الصحابۃ للبغوی" ابوالقاسم عبداللّٰہ بن محمد بن عبدالعزیز بن مرزبان البغوی (المتوفی: ۳۱۷ھ) الناشر: مکتبۃ دارالبیان، الکویت،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الطبعة الاولى ١٤٢١ھ/٢٠٠٠م، عدد الاجزاء:٥۔

٦٤۔ "تاریخ دمشق لابن عساکر" ابوالقاسم علی بن حسن بن هبة اللّٰه المعروف بابن عساکر (المتوفی:٥٧١ھ)، الناشر: دارالفکر للطباعة والنشر والتوزیع، عدد الاجزاء:٨٠۔

٦٥۔ "شرح الزرقانی علی المواهب" ابوعبداللّٰه محمد بن عبدالباقی بن یوسف بن احمد بن شهاب الدین بن محمد الزرقانی (المتوفی: ١١٢٢ھ) الناشر: دارالکتب العلمیة، الطبعة الاولیٰ ١٤١٧ھ/١٩٩٦، عدد الاجزاء:١٢۔

٦٦۔ "إرواء الغلیل فی تخریج أحادیث منار السبیل" محمد ناصر الدین الالبانی، الناشر: المکتب الاسلامی، بیروت۔ الطبعة الثانیة ١٤٠٥ھ۔١٩٨٥ء۔

٦٧۔ "السلسلة الصحیحة"، محمد ناصر الدین الالبانی، الناشر: مکتبة المعارف الریاض، عدد الاجزاء:٧۔

٦٨۔ "الترغیب والترهیب" عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری، الناشر: دارالکتب العلمیة، بیروت۔

٦٩۔ "المسند المستخرج علی صحیح المسلم" ابونعیم احمد بن عبداللّٰه بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مهران الاصبهانی، دارالنشر: دارالکتب العلمیة، بیروت، لبنان۔

٧٠۔ "اطراف المسند المعتلی بأطراف المسند الحنبلی" ابوالفضل احمد بن علی بن محمد بن احمد بن حجر العسقلانی (المتوفي: ٨٥٢ھ) بیروت، عدد المجلدات:٩۔

٧١۔ "الایمان" محمد بن اسحاق بن یحیی بن منده، الناشر: مؤسسة الرسالة، بیروت۔

٧٢۔ "السنن الکبرٰی" ابوبکر احمد بن حسین بن علی بن عبداللّٰه بن موسیٰ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(٣٨٤ـ٤٥٨ھ)، دارالکتب العلمیة، بیروت، لبنان۔

۷۳۔ "التمهید لما فی المؤطا من المعانی والأسانید" ابوعمر یوسف بن عبداللّٰہ بن محمد بن عبدالبر القرطبی الناشر: مؤسسة القرطبه۔

۷٤۔ "الزهد" هناد بن السری الکوفی، الطبعة الاولیٰ ١٤٠٦ھ، عدد الاجزاء ٢، الناشر: دارالخلفاء للکتاب الاسلامی، الکویت۔

۷۵۔ "البدر المنیر فی تخریج الأحادیث والاثار الواقعة فی الشرح الکبیر" ابن الملقن سراج الدین ابوحفص عمر بن علی بن احمد الشافعی المصری، دارالهجرة للنشر والتوزیع الریاض، السعودیه۔

۷٦۔ "تحفة الاحوذی بشرح جامع الترمذی" محمد بن عبدالرحمن بن عبدالرحیم المبارکفوری، دارالکتب العلمیة، بیروت، الاجزاء: ١٠۔

۷۷۔ "تحفة الاشراف بمعرفة الاطراف" جمال الدین ابوالحجاج یوسف بن عبدالرحمن (المتوفي ٧٤٢ھ)، المکتب الاسلامی والدار القیمه۔

۷۸۔ "تاریخ بغداد" احمد بن علی ابوبکر الخطیب البغدادی، الناشر: دارالکتب العلمیة، بیروت، عدد الاجزاء:١٤۔

۷۹۔ "صفة الصفوة" ابن جوزی، عبدالرحمن بن علی بن محمد، الناشر: دارالمعرفة، بیروت، الطبعة الثانیة (١٣٩٩ھ۔١٩٧٩ء)

۸۰۔ "غرائب القرآن ورغائب الفرقان" نظام الدین الحسن بن محمد بن حسین النیسابوری، دارالنشر: دارالکتب العلمیه، بیروت، لبنان۔

۸۱۔ "کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال" علاؤ الدین علی بن حسام الدین المتقی الهندی/صفوة السقا، الناشر: مؤسسة الرسالة،١٤٠١ھ۔

۸۲۔ "مجمع الزوائدـالهیثمی" نور الدین علی بن أبی بکر الهیثمی، الناشر: دارالفکر، بیروت ۔

۸۳۔ "مقدس رسولﷺ" مولانا ثناء اللّٰہ امرتسری، الناشر: مکتبة الفهیم مئوناته، بهنجن یوپی (انڈیا) سنة النشر: ٢٠٠١م۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

سیرت ازواجِ مطہرات

حیات و خدمات

نبی کریم ﷺ کی بیویاں امہات المومنین و ازواجِ مطہرات جیسے پاکیزہ لقب سے ملقب ہیں اور بڑی منفرد شان کی حامل ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ان کی عظمت و رفعت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ ﴾ (الأحزاب: ٣٢)

''اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔''

یعنی تمہاری حیثیت و منزلت عام عورتوں کی سی نہیں، بلکہ اللہ نے تمہیں رسول اللہ ﷺ کی زوجیت کا جو شرف عطا فرمایا ہے اس کی وجہ سے تمھیں ایک امتیازی مقام حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر الزام لگا تو اللہ رب العزت نے آسمان سے ان کی پاکیزگی کی گواہی میں قرآن نازل فرما دیا جو ان کی بہت بڑی عظمت کی دلیل ہے۔

آج جہاں بہت سے غیر مسلم نبی کریم ﷺ کی گھریلو زندگی کو تنقید کا نشانہ بناتے ہیں وہاں کئی اسلام کے نام لیوا بھی اس بارے میں قلم و زبان دراز کیے ہوئے ہیں، لہٰذا وقت کی اہم ضرورت تھی کہ ان پاکباز ہستیوں کی سیرت سے متعلق قلم کو جنبش دی جائے اور ایک ایسی کتاب مرتب ہو جس میں ان کے فضائل و مناقب کے ساتھ ساتھ اس سلسلے میں کیے گئے اعتراضات کے بھی مدلل و مسکت جوابات دیے جائیں۔

2514800048

مکتبہ اسلامیہ
لاہور: بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
042-37244973 - 37232369
فیصل آباد: بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد
041-2631204 - 2641204
www.maktabaislamiapk.com
Facebook.com/maktabaislamia1
maktabaislamiapk@gmail.com